

رَدّی کی ڈائری

کچھ پرانی یادیں

شہروز سالکؔ



ردّی کی ڈائری

لڑکپن میں جب مجھے شاعری کی الف بے بھی معلوم نہیں تھی اس نادانی میں تک بندی کر کے ڈائری کے اوراق کالے کیا کرتا تھا۔

اس E-Book میں وہی یادیں جمع کی گئی ہیں۔

خوش آمدید

پیش لفظ

عموماً قلم وہی لکھتا ہے جو لکھاری کے ذہن پر سوار ہوتا ہے اور بالخصوص جب لکھنے والا کم عمر یا کچے ذہن کا شخص ہو تو اس کے دماغ میں پکنے والی کھچڑی، اس کے گرد و پیش کے ماحول کی عکاسی اور اس کے گزشتہ قریبی وقت میں زیرِ مطالعہ رہنے والے لٹریچر کے اثرات شدت سے اس کے کلام میں ظاہر ہوتے ہیں اور اس کی تحریر میں بناوٹ، جدت اور Creativity کے بجائے ان ہی مذکورہ بالا تین چیزوں کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ اس مجموعے میں لڑکپن کی ڈائری سے جو مواد اکھٹا کیا ہے اس میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ یہ ایک ناپختہ قلم کی کارستانی ہے اور چونکہ میں اس وقت ایک کچے ذہن کا بھولا بھالا لڑکا تھا جو ہم قافیہ اور ہم آواز الفاظ جوڑ کر لکھتا تھا اور اسے شاعری سمجھتا تھا اس لیے یہ وضاحت دیباچے میں ضروری ہے کہ یہ مجموعہ اصنافِ سخن کے اہم قواعد اور علمِ عروض کے برخلاف ہے اور خال خال ہی درست بحور میں اشعار ہیں۔ اس وقت اسکول کے تدریسی نصاب کے ذریعے مجھ تک پہنچنے والا قدیم شعراء کا محدود کلام ہی میرے لیے محض ایک واحد مثال تھا یہی وجہ ہے کہ اس تُک بندی میں اس کلام کے زیرِ اثر کچھ قدیم اصطلاحات، ترکیبات اور پھول، بلبل، چمن، شمع، پروانہ، بزم، تیر، خنجر، گلستان، پت جھڑ، بہار، ہجر، محفل، محبت، آنسو، الم اور واعظ جیسے

اجزاء شامل ہیں اور جابجا ایک انجانی امید کے آثار دکھتے ہیں اور چونکہ میں ان دنوں مذہبی محافل اور علماء کے بیانات میں کثرت سے شرکت کرتا تھا اس لیے ان کی تقریروں کے زیرِ اثر نظر آتا ہوں اور علماء کی جماعت کو وہ واحد طبقہ گمان کرتا ہوں، جو ملکِ خداداد میں بسنے والی عوام کو جہالت، گمراہی اور بدحالی سے نکال کر اس قوم کا بیڑہ کامیابی کے ساحل پر لنگر انداز کر سکتا ہے۔ بیشتر مواقع پر اس خیال کا اظہار ملتا ہے۔ اس طرح احساسِ محرومی، فکرِ روزگار اور فکرِ آخرت جیسے چند بنیادی عالمگیر اہداف جو کسمپرسی کے حالات، ماحول اور مخصوص عمر کے پیشِ نظر ایک مخصوص نظریاتی سمت میں گامزن تھے، ان کا نقش لفظوں میں ظاہر ہوا ہے لیکن اس کے علاوہ جو غم زیرِ مطالعہ لٹریچر کے اثر کی جکڑ سے گھڑا گیا ہے محض مصنوعی ہے اس طرح حسن و عشق کے موضوعات اور عشقِ مجازی کے بیشتر جذبات صرف ایک فکشن ہیں جو شاعرانہ سرشت کی نقالی ہیں اور ایک افسانوی فضا قائم کرنے اور اوراق کو رنگین کرنے کی نادان کوشش ہے۔

☆☆☆

بھیڑ ہے پر ڈوبتے کا کوئی سہارہ نہیں
مرتے مرتے کررہا ہے اشارہ کنارہ کش

☆

زمانے والے غم دیتے ہیں
زیادہ گاہے کم دیتے ہیں
بے موقع وہ بات کہاں ہے
جو جذبہ موسم دیتے ہیں
مئے ناب میں کہاں ملے گا
خمار جو یہ خم دیتے ہیں
لوٹ آؤ کہ تمھیں صدائیں
ہر لمحہ ہر دم دیتے ہیں
بزمِ سخن میں دادِ سخن ہو
خونِ جگر پیہم دیتے ہیں
اور کچھ اپنے پاس نہیں ہے
ہم حاضر ہیں دم دیتے ہیں

☆

گلشن سے جب چلے تو پیروں کے خار نکلے
آنکھیں کھلیں تو دشمن میرے ہی یار نکلے
ہم آئے ترے کوچے کو یاروں کے جھرمٹ میں
پر زخم کھا کے بے یارو مددگار نکلے
آسودگی میں کرتے مہر و وفا کی باتیں
غم آئے تو جیون سے وہ غمگسار نکلے
شیطان، نہ مجنو تھا مجرم تھا نہ میں سانپ
کیوں سنگ لیے کرنے میرا شکار نکلے
ڈر ہے کہیں خوشی سے میں مر نہ آج جاؤں
میرا قتل کرنے لے کے وہ تلوار نکلے
پوچھا جو ہم وطن نے پردیس کا رویہ
بے اختیار نکلا "بے اعتبار نکلے"
یوں شامِ ہجر اشکوں نے مروا ہی ڈالا
کئی بار میں نے پونچا وہ بار بار نکلے
تا عمر جن کے جلوے کو ترسی نگاہیں
ہم گزرے ہیں تو کرنے وہ دیدار نکلے
کہاں ناتواں یہ سالکؔ اور زندگی کی راہیں
جیسے جنگ لڑنے گھر سے کوئی بیمار نکلے

☆

اپنے گھر میں کبھی رہا بھی نہیں
کیونکہ میرا کوئی گھر تھا بھی نہیں
کاہے پھرتا ہوں گلی کوچوں میں
کسی نے یہ کبھی پوچھا بھی نہیں
رات بھر جاگتا رہا ہوں میں
اور پھر سارا دن سویا بھی نہیں
آج بھی اجنبی ہے سارا شہر
حالانکہ میں یہاں نیا بھی نہیں
زندگی کی ہے شام ہونے کو
اس لیے اب کوئی گلا بھی نہیں
سالکؔ کل کی تو بات دور رہی
بھروسہ اگلی گھڑی کا بھی نہیں

☆

اس کے ہاں جب میرا مکتوب گیا
خط میرا آنسوؤں میں ڈوب گیا

کب وہ سہہ پایا داستاں میری
غم میرا کر اسے مغلوب گیا

اشک بن کے آخر ہوا باہر
میرے اندر جو بھی مشروب گیا

دل میں تخریب کاری کرکے پھر
دور مجھ سے میرا محبوب گیا

ٹھوکریں کھائیں گالیاں بھی سنی
آج کا دن بھی بہت خوب گیا

بہہ گئے سب چراغ گنگا میں
لیکن اک بجھ گیا اور ڈوب گیا

☆

چھین لیتا ہے وہ خنجر میرا
چاک کرتا ہے پھر جگر میرا
اور بڑھ جاتی ہو گی پیاس اس کی
خوں کوئی پیتا ہے اگر میرا
میرے دشمن تمام جاہل ہیں
دوست ہے شہرِ معتبر میرا
میں بھی اڑتا فضاؤں میں لیکن
باز رکھتا ہے مجھ کو پر میرا
یہ سوچتا ہوں تو سہہ جاتا ہوں
درد ہوتا ہے مختصر میرا
کچھ بھروسہ نہیں کہ کس لمحے
پایہ تکمیل ہو سفر میرا

☆

تم سے کرلی محبت گناہ ہو گیا
جس کی تعزیر میں دل تباہ ہو گیا
پوچھتا ہوں میں دل سے یہ کیا کردیا
دل تڑپتا ہے یہ مجھ سے کیا ہو گیا
اف یہ نادان دل اور ندیدہ نگاہ
حسن دیکھا جہاں واں فدا ہو گیا
کھل گیا میں ترے عشق میں اس قدر
دھل گیا ایسا کہ بس نیا ہو گیا
آ گیا پھر وہی یاد ہم کو سما
ایک اشکوں کا دریا رواں ہو گیا
عہد نے آج کے لکھ دیا یہ ستم
گل سے بلبل کا جو رابطہ ہو گیا
ٹھوکروں سے سبق اس کو ایسا ملا
عمر سے کتنا سالکؔ بڑا ہو گیا

☆

بے خودی سے پاگل ہوں تشنگی سے پاگل ہوں
جب سے میں محفل میں آیا ہوں تبھی سے پاگل ہوں

اک نظر وہ اک ادا ہو گیا یہ دل فدا
بن گیا ان کا دیوانہ عاشقی سے پاگل ہوں

بانکپن کے جلوے سے شوخیاں ہیں لاپتہ
حسن کی سنجیدگی سے سادگی سے پاگل ہوں

گر لبوں سے کہہ دیتے تب تو ہونا بنتا تھا
میں بھی کتنا پاگل ہوں ان کہی سے پاگل ہوں

پہلے بھی میں پاگل تھا سبھی لوگ کہتے تھے
مان گیا ہوں میں بھی کہ سبھی سے پاگل ہوں

زخم جو تونے دیا اپنی چاہ کا مجھے
مطمئن سا ہوں لیکن میں اسی سے پاگل ہوں

آہ وہ تمھارے خواب پر میں کچھ نہ کر سکا
بے بسی ہے چار سو مفلسی سے پاگل ہوں

وہ بھی ہے پاگل لہو بھرے خطوط کہتے ہیں
پر میں کہیں زیادہ اس اجنبی سے پاگل ہوں

☆

خیالوں میں ندرت بسا کے چلو
اہلِ دنیا کو جوہر دکھا کے چلو
یوں کہ سیکھے جہاں تم سے جینے کے ڈھنگ
مثال اپنی اعلیٰ بنا کے چلو
ہاں ہنسی ہے حسینوں کی اچھی مگر
ہے بہتر کے دامن بچا کے چلو
آج کل یہ زمانے کا دستور ہے
جیتنا ہے تو سر کو اٹھا کے چلو
وائے رونے سے کب حسرتیں نکلی ہیں
درد میں غم میں بھی مسکرا کے چلو
یوں ہی دل کو جلانے سے بہتر ہے کہ
ہوسکے جتنا شمعیں جلا کے چلو
میاں سالکؔ چلو ہے دمِ واپسیں
اس زمانے کی باتیں بھلا کے چلو

☆

جب قدم رَنُجہ وہ فرماتے ہیں
رنگ چہرے کے بدل جاتے ہیں
ایسا لگتا ہے بہار آئی ہے
جب وہ آتے ہیں گل کھلاتے ہیں
مہک جاتی ہے فضا گلشن کی
رخ سے پردہ وہ جب اٹھاتے ہیں
پوچھتا ہوں کیا میری قیمت ہے؟
دیکھتا ہوں وہ کیا لگاتے ہیں
بڑی مشکل سے ان کی محفل میں
ہنس کر دل کا غم چھپاتے ہیں
خود کو جو ذَرّہ ور سمجھتے ہیں
ستارے بن کے جگمگاتے ہیں

☆

کب کوئی بلا وجہ جیتا ہے
جی میں رکھ کے تمنا جیتا ہے
کوئی پہلو میں نہیں ہوتا پر
دل میں رہتا ہے صدا جیتا ہے
دل کو مدہوش کیے رکھتا ہے
اس کی خوشبو کا نشہ جیتا ہے
جس میں سرمایۂ عشق نہیں
وہ قلب زندگی کیا جیتا ہے
جو کسی کو اکیلا چھوڑتا ہے
خود بھی ہو کے وہ تنہا جیتا ہے
یہ محبت حیاتِ جاوداں ہے
جو یہاں آ کے مرا جیتا ہے!

☆

میری تربت پہ تم رقیب کے سنگ آنا مت
بعد مرنے کے مسلمان کو جلانا مت
اس محبت کی حقیقت ہے محض جاں سوزی
آنکھ والوں کی ہمیشہ سے ہے یہ دانا مت
وقت تھم جائے گا گم ہو گا قیامت ہو گی
رخ سے پردہ بھرے بازار میں اٹھانا مت
تم کسی اور کے پہلو میں مرے جیتے جی
قتل کردینا مگر یہ پہاڑ ڈھانا مت
پہلی اور آخری بار آیا ہوں اس کوچے میں
میں چلا جاؤں گا تو پھر مجھے بلانا مت
وہیں پہ جا کے مرا تھا وہیں پہ دفنانا
دلِ مرحوم اس کے کوچے سے اٹھانا مت

☆

بات کہنی تھی جو کہی نہ گئی
اور جو کہہ دی وہ سنی نہ گئی

اس نے بخشا ہمیں شرفِ زیارت
ہم سے یہ برتری سہی نہ گئی

دل سے یادوں کا قافلہ نہ گیا
یوں مری آنکھ سے نمی نہ گئی

کئی اتری ہیں آہیں سینے میں
مگر تاثیر تک کوئی نہ گئی

عشق کی جاں ستانی سہہ کر بھی
دل کی کج فہمی و خمی نہ گئی

پہلی اور آخری بار آتی ہے
موت پہلے کبھی آئی نہ گئی

☆

صید جنگلات سے نہیں نکلا
شکاری گھات سے نہیں نکلا
وہ میری جیت سے نکل آیا
میں اس کی مات سے نہیں نکلا
وصل کی ساری باتیں بھول گیا
آخری بات سے نہیں نکلا
ان کے دیکھے سے جو بھڑک اٹھے
میں ان جذبات سے نہیں نکلا
مسلسل جہد ہے فتح کا عمل
کھیل ابھی ہاتھ سے نہیں نکلا
اُس کا منشور میں نے ڈھال لیا
وہ اختلافات سے نہیں نکلا

☆

یوں ہی راتوں کو جاگتا ہو گا
کسی کو وہ بھی چاہتا ہو گا
کاہے پھرتا ہے گلی کوچوں میں
دیکھ کے مجھ کو سوچتا ہو گا
دیکھتی ہو گی آئینہ جب وہ
آئینہ اس کو دیکھتا ہو گا
میں لوٹ آیا مگر دل میرا
اسی محفل میں رہ گیا ہو گا
تمھارے آنے کی خبر ہو گی
خوشی سے میرا خاتمہ ہو گا
کیسی امید کس طرح کی آس
خاک میں جو تھا مل گیا ہو گا

☆

جاؤ جا کے ان سے کہو جی رہے ہیں
ویسے ہی جیسے کہ وہ جی رہے ہیں

بچھڑ کے بھلا کون مر جاتا ہے
تم زندہ ہو ہم بھی تو جی رہے ہیں

جس حال میں تم نے چھوڑا تھا ہم کو
اور کہہ دیا تھا "جیو" جی رہے ہیں

جینے کے دن تو جئے بن گئے ہیں
بس زیست کی شام کو جی رہے ہیں

کوئی خاص سبب حافظے میں نہیں
بہانے بہانے سے تو جی رہے ہیں

ہم کو بھی جینے کے ڈھنگ آ گئے ہیں
جینے کو آئے ہیں سو جی رہے ہیں

☆

جب ان کا میں سامنا کرتا ہوں
کہاں ہوش میں پھر رہا کرتا ہوں
جو دل کہتا ہے وہ کیا کرتا ہوں
میں بس دل کی باتیں سنا کرتا ہوں
یاد کرتا ہوں، تمھاری یاد آتی ہے
عجب کیفیت میں ہوا کرتا ہوں
گنگناتا ہوں جو شعر تم پڑھتے تھے
گیت جو سنتے تھے، وہ سنا کرتا ہوں
کب یہ احساس لفظوں میں آ سکتے ہیں
کہاں لکھ پاتا ہوں جو سہا کرتا ہوں
وہ جو کرتے ہیں میرے لیے بددعا
میں ان کے لیے بھی دعا کرتا ہوں
یہ سرکش پھر شمعِ بغاوت اٹھا
دل کرتا ہے جس سے منع کرتا ہوں

☆

جیسے جذبات ہیں مرے کیا وہ رکھتا بھی ہے
مری طرح سے کیا وہ شخص تڑپتا بھی ہے
اک تبسم سا میں لب پر سجائے رکھتا ہوں
ایک جھرنا سا مری آنکھ سے بہتا بھی ہے
گرچہ میں رنج کا عادی ہوں مگر رنج تو ہے
آخرش سینے میں دل ہے جو دھڑکتا بھی ہے
آج کے عہد میں یہ دونوں جز برابر ہیں
عہد و پیمان جو کرتا ہے، مکرتا بھی ہے
کاٹ وہ جاتے ہوں گے زیست اپنی قسمت کی
کسی کے ہجر میں کوئی بھلا مرتا بھی ہے
دیکھتے پھرتے ہیں جو لوگ یہ ستاروں کو
کوئی ستارہ کیا لوگوں کو دیکھتا بھی ہے؟

☆

پھر کہو! کیا کہا؟ ابھی تم نے
میرے دل کی کہی، کہی تم نے
بات جو میرے دل میں تھی پردہ
کیا مری آنکھوں میں پڑھی تم نے
بھیگی زلفوں کو جھٹک کر چنچل
دیکھو پھوار سی کردی تم نے
میں نے کی جیسی محبت تم سے
کیا کہیں دیکھی یا سنی تم نے
دور تم کیا ہوے گھڑی کے لیے
میری تو لے لی نا صدی تم نے
وہ جو رہتی تھی حسیں چہرے پر
کہاں کھو دی ہے وہ ہنسی تم نے
پہلے ہی اعتراض کر ڈالا
حوصلہ شکنی میری کی تم نے
آئے دن قتل اور پھر توبہ!
روش اپنائی ہے نئی تم نے

☆

وصل کے ہجر کے زمانے لاکھ
زندگی ہے تو ہے فسانے لاکھ

یہ سبب ہو گا، وہ وجہ ہو گی
دل کے بہلانے کو بہانے لاکھ

نظرے خوش گزرے ناوکِ مژگاں
جھلملاتے ہوئے نشانے لاکھ

کوئی تعبیر؟ نہیں، یاد نہیں
خواب دیکھا کیے سہانے لاکھ

مقیم یاں کوئی صدا نہ رہا
روز بنتے ہیں آشیانے لاکھ

ہم جو نکلے تو ملی دیواریں
لوگ آتے تھے آزمانے لاکھ

میاں! ہم بھی اسی جہاں کے ہیں
ہم نے بھی دیکھے ہیں زمانے لاکھ

☆

میں کٹھن میرا فسانہ ہے کٹھن
ہم پہ جو آیا زمانہ ہے کٹھن
سَہُل ہے شانے پہ آنا لاش کا
زندگی کے ساتھ آنا ہے کٹھن
پوچھتے ہیں وہ کہ ہنستے کیوں نہیں
اس شہر میں مسکرانا ہے کٹھن
کیسے مانوں "ہم جئیں" یہ ہے دعا
پانی پانی دانہ دانہ ہے کٹھن
ہیں نقاب پوش سارے شہر میں
ہر کسی کو آزمانا ہے کٹھن
بات ہنگامے میں ہو کیسے بیاں
یاں تو چیخنا چِلّانا ہے کٹھن
پیام تو بھیجو کوئی مشکل نہیں
ملنے آنا، میں نے مانا ہے کٹھن
سَہُل ہے سالکؔ ترا تُک جوڑنا
بات کو دل سے لگانا ہے کٹھن

☆

غمگین یہ دل ہو رہا ہے
بات بے بات رو رہا ہے
آنسوؤں کا بہتا ساگر
پیرہن کو دھو رہا ہے
چشمِ روشن جاگ رہی ہے
نصیب لیکن سو رہا ہے
شب ہی رخصت چاہتا تھا
ڈر کے مارے وہ رہا ہے
راہوں میں گل چاہتا ہے
پھر کیوں خار بو رہا ہے
چوٹ تو مجھ کو لگی ہے
تو بھلا کیوں رو رہا ہے
سالکؔ کیوں نہ لڑکھڑائے
شب بھر جاگتا جو رہا ہے

☆

ملنے کا کہتا ہے مگر آتا بھی نہیں
وعدے کبھی وہ شخص نبھاتا بھی نہیں

وعدہ خلافی اس کی جی جلاتی ہے
تکرار مگر عشق سکھاتا بھی نہیں

وہ روٹھ جائے تو میں ٹوٹ جاتا ہوں
میں روٹھ جاؤں تو وہ مناتا بھی نہیں

مری لحد پہ رکھ جاتا ہے کوئی پھول اکثر
کس واسطے رکھے ہیں بتاتا بھی نہیں

تنہائی میں راتوں کو آہیں بھرتا ہوں
زخمِ جگر کسی کو دکھاتا بھی نہیں

احباب کی باتوں سے جی سلگتا ہے
تیرے سوا پھر کوئی بجھاتا بھی نہیں

درخواستاً جو ہم سے کوئی مانگے کچھ
انکار کرنا پھر ہمیں آتا بھی نہیں

مقبول ہو گی صرف بھلائی اس کی
احسان جو کسی پہ جتاتا بھی نہیں

سالکؔ نے چنانچہ تیرا دیدار کیا
چشمِ فقیر کو کوئی بھاتا بھی نہیں

☆

یوں نہ دور رہ کے ستایا کرو
کبھی آ کے جلوہ دکھایا کرو
حسن کو زینت کی حاجت نہیں
آ کے غریب خانہ سجایا کرو
کوئی غم اگر ہو تو بانٹا کرو
کوئی بات ہو تو بتایا کرو
بھٹکتے ہیں آنکھوں کے صحراؤں میں
کوئی خواب دل میں بسایا کرو
نظر نہ لگے رات میں بام پر
چاند سے چہرے کو چھپایا کرو
میری بھی قسمت کے غنچے کھلیں
کبھی میری بھی غزل گایا کرو

☆

بزم میں ہم تری کب بلائے گئے
پر ہمارے سوا سب بلائے گئے
آج تو ہے یہاں نہ ہی محفل تری
کاہے ایسی جگہ اب بلائے گئے
تیری طلبی پہ آئے ستائے گئے
دل رُبا تیرے ہاں جب بلائے گئے
کھولنا جو تمھیں در گوارا نہیں
کس لیے مینا کی شب بلائے گئے
بس سراپا رقیب کی تعریفیں کیں
جی جلائی کے سبب بلائے گئے
ان کا دیدار چارہ، مرے وہ طبیب
ہائے مارا گیا تب بلائے گئے
وقتِ رحلت وہ سالکؔ کو یاد آ گئے
یہ سنا ہے زیرِ لب بلائے گئے

☆

اُس کی آنکھوں میں محبت کے سوا کچھ نہ تھا
میں نے پوچھا تو بہت اس نے کہا کچھ نہ تھا

ہوا کرتا تھا مرا آشیاں اندھیر افشاں
اُس کی آمد پہ کھلا رازِ سیاہ کچھ نہ تھا

روح سے روح تھی وابستہ اور دل سے دل
ہاں فاصلہ تو بڑا تھا پہ خلا کچھ نہ تھا

دل سے میں پوچھتا رہا صدا منزل کا نشاں
کیا وہ کہتا کہ جسے اپنا پتہ کچھ نہ تھا

وادیٔ چاہ کی ہر ڈالی پہ خزاں چھائی
سحر تھے برگ و بار ہائے مسا کچھ نہ تھا

وہ مرے کانوں میں رس گھولتی صدا کیا تھی
اور مڑ کے جوں ہی دیکھا بہ دشا کچھ نہ تھا

ترے عاشق کو ہائے شوقِ ضیا مار گیا
اک جھلک دینے میں نقصان ترا کچھ نہ تھا

جلا جس روز گھر تو جی بہ ترے خط بھی جلے
تری یادوں کے سوا باقی رہا کچھ نہ تھا

یہ تھا سالکؔ کا وہم کہ وہ لاجواب ہوا
پہ وہ کھویا تھا کہیں اس نے سنا کچھ نہ تھا

☆

آمدِ سخن ہوئی تو یاد آگیا
بارِز قلم از انورِ سَواد آگیا

آگے تو نہ آیا پہ وائے کہ فطرت
بے ساختہ کسی پہ فواد آگیا

راہ سے بھٹک کے اک نئی رہ پر
صید کی تلاش میں صیاد آگیا

فکرِ معاش کا غم میری حیات میں
چین و سکون کرنے برباد آگیا

ہمنوا کہیں رہا تو شاد ہی رہا
چونکہ ہر دعا میں وہ یاد آگیا

بھری برشگال میں وصل کا خیال
کئی خواہشوں کی ڈالنے بنیاد آگیا

وابستی تری یادیں سو میں تھا قفس میں
پہ اس شہر سے ہو کے آزاد آگیا

حق کیجیئے گا قاضی دشوار ہے محشر
فریادی اپنی لے کے فریاد آگیا

سالکؔ نہیں سُوالی سونے کا سیم کا
محفل میں کمانے کے لیے داد آگیا

☆

اتنا کچھ تو ہو چکا اب ہو نہ جائے اور کچھ
کہ فضا نے تنبیہہ تیور دکھائے اور کچھ
دل مرا شمع نہیں کہ یوں جلائے جائے ہے
اتنا ہی گر شوق ہے جائے جلائے اور کچھ
آگے برائے مہربانی تم نے جو ڈھائے ستم
نہ کرو ایسی عنایت بہ برائے اور کچھ
بن ترے رونق نہیں ہم یہاں اور دل کہیں
محفل ہماری بے ضیا اور تو سجائے اور کچھ
اُف ترا منزل کا شوق کر گیا تنہا مجھے
میری آہ سے تیری ناؤ ڈگمگائے اور کچھ
ہائے یہ افواہیں کہ اپنا تماشا بن گیا
اب فضا یہ نہ اڑائے خواہ اڑائے اور کچھ
خدارا اس گرتی ہوئی دیوار کا ہی سوچ لے
اے ضعیف اللہ کر بچائے اور کچھ
آسماں جو رویا مفلس کو بھی رونا پڑ گیا
ابر سے کہنا کہ نہ آنسو بہائے اور کچھ
ڈرتا ہے مومن خدا سے پر نہیں طوفان سے
طنطنہ سے کہیے جائے ڈرائے اور کچھ
بھائی سالکؔ سوچ لے توفیقِ خیر سے قبل
فاصلہ تیرِ قضا کا گھٹ نہ جائے اور کچھ

☆

میں جلتے آشیانوں کو دیکھ رہا ہوں
تاحال جی رہا ہوں تو دیکھ رہا ہوں
بے دردی کے مناظر جن کے نظارے کی
تم تاب نہیں لاتے ہو دیکھ رہا ہوں
ہاں کاتبِ قدرت تو سب دیکھ رہا ہے
جو مجھ کو دکھایا ہے وہ دیکھ رہا ہوں
وہ چشمِ اشکبار کئی خواب لیے ہیں
آنکھوں میں آس کے لُو لُو دیکھ رہا ہوں
عالم کی یہ خموشی طوفاں کی خبر ہے
یہ بے زبان لہریں جو دیکھ رہا ہوں
ڈھلتی ہے شبِ یلدا آتی ہے صبح روشن
بجھتی چراغِ ظلم کی لو دیکھ رہا ہوں
صبحِ نو چمن میں جلوہ فروز ہے
پروان چڑھتا موسمِ نو دیکھ رہا ہوں
نوخیز کے بہ سینہ واعظ کے وعظ سے
پوشیدہ انقلابی لو دیکھ رہا ہوں
نو کھلے چمن میں طلبا کی انجمن میں
پرعزم ابھرتی ہوئی رو دیکھ رہا ہوں

پر ربط کاروانِ مسلم کے پئے کھیل
تلخیاں راہوں کی جو دیکھ رہا ہوں
سالکؔ راہ پیما ہوں شاعر ہوں بینا ہوں
میں دیکھنے آیا ہوں سو دیکھ رہا ہوں

☆

شاب کاہل سو رہا ہے
وقتِ نادر کھو رہا ہے
گل چمن میں چاہتا ہے
اور کانٹے بو رہا ہے
رات ہی کو جا رہا تھا
خوف آیا تو رہا ہے
شامِ ہجر کا عالم
دل مرا ڈبو رہا ہے
اشکوں کا رواں ساگر
پیرہن بھگو رہا ہے
تو جو ایسے رو رہا ہے
درد مجھ کو ہو رہا ہے
سالکؔ کی اس سادگی سے
فائدہ سب کو رہا ہے

☆

آگے تھی محض دید لب بیدار ہوگئے
ڈوبا جو خورشید تب بیدار ہوگئے

کئی سخت روز ہم نے خامشی میں بتائے
ہوا صبر تَشَطُّط سو اب بیدار ہوگئے

اک خواب دیکھنے گئے دِیشب پئے تعبیر
سوئے کہاں تھے ہم جو اب بیدار ہوگئے

اے کاش کہ یہ راز ہر نوخیز جان لے
خود کو جگایا میں نے سب بیدار ہوگئے

واعظ کی تقاریر سے ہم مسلمانوں کے
کب سے جو سوئے تھے قلب بیدار ہوگئے

زاہد کی نوم سی ہماری نوم ہو یارب
کب سوئے اور جانے کب بیدار ہوگئے

روشن خیالی نے دُرِّ اسلاف کھو دیئے
اس دور نو آموز ڈھب بیدار ہوگئے

فطرت کے بخلاف نئی پود چلی ہے
روشن سحر کو سوئے شب بیدار ہوگئے

سالکؔ نے رات مشقِ سخن میں گزار دی
اور دن میں شور کے سبب بیدار ہوگئے

☆

نیم روز کی خامشی اور تپتی دھوپ
بکھرے آشیانے پہ برستی دھوپ
گوشۂ فواد میں سلگتی آگ
تحمُّل اور سکوت پہ اترتی دھوپ
حسرتوں کی گرمیوں میں بے کراں
شُعلۂ جَوّالا سی بھڑکتی دھوپ
گلشنِ حیات میں سمٹتی چھاؤں
ہولے ہولے کُو بہ کُو بکھرتی دھوپ
جی میں ترَشُحّ ہونے کی امید و آس
تحس نحس میری آس کرتی دھوپ
موسمِ بروگ میں بارش کے بعد
بھیگی ہوئی آنکھوں میں چمکتی دھوپ
موسمِ بہار کی دمیدگی میں
سبزہ زار کی طرح نکھرتی دھوپ
تشنہ کام سالکؔ پہ ٹوٹتی
ہاجرہ سی برد میں دھکتی دھوپ

☆

اپنے گھر میں بھی ہوں غیروں کی طرح
جانے کو آیا ہوں لہروں کی طرح

گفتگو میں تو ہیں تری باتیں
دل میں یادیں تری پہروں کی طرح

مبتلا کرلیا اپنے سحر میں
تری ادائیں ساحروں کی طرح

اتنی موزوں ہیں کہ اتریں جی میں
تری باتیں ہیں کہ شعروں کی طرح

تری آنکھوں میں ہے وہ گہرائی
بھرے دریاؤں کے قعروں کی طرح

مری درخواستیں و التجائیں
کس لیے نہ سنی بہروں کی طرح

گہ بارش میں بھیگتا ہے وجود
چھلکتے اشک ہیں نہروں کی طرح

ہمارے دن ہیں قفس کی راتیں
ان کی راتیں جواں سحروں کی طرح

بے معارف نقلِ زاہدی سے
کیا تو ہوجائے گا پیروں کی طرح

عمرِ سالکؔ ذرا طویل سفر
کلام جاری گوہروں کی طرح

☆

چور ٹوٹا ہوا بدن آیا
گویا کوئی لاشہ بے کفن آیا
مجھ میں آنے کا حوصلہ نہ تھا
میں ہوں کرکے بڑے جتن آیا
کیوں میں پردیس گیا تھا آخر
اور پھر کس لیے وطن آیا
پالیا جو بھی چاہا لوگوں نے
نہ ملا ہم کو جہاں من آیا
کہاں لاشِ غریباں لے جاتا
مارنے اپنی میں گردن آیا
لتاڑا ایسا غمِ دنیا نے
لہو رُلاتا ہر اک دن آیا
سفید، سرخ کر گیا پرچم
چینختا جو امن امن آیا

☆

پھر سے مدحت پہ تری مبنی سخن باندھتے ہیں
ہم ہی دیوانے ہیں آشا کی کرن باندھتے ہیں

اس نے آگے کئی پیمانِ وفا توڑ دیئے
راز یہ آج سرِ بزمِ سخن باندھتے ہیں

گلِ تر سے ترے ہونٹوں پہ یہ بلبل سا دل
بڑا مچلے نہ نکلے احتیاطاً باندھتے ہیں

بن نام ہی تری مدحت کا سخن باندھتے ہیں
بہ گفت بھولے سے نہ آئے دہن باندھتے ہیں

بلبل ناراض چمن کے گلوں سے ہوں گے یا
اپنی خدمت پہ کوئی تازہ چمن باندھتے ہیں

وہ جو رکھتے ہیں بغض، کینہ، حسد کو جی میں
گویا آگے کے لیے راہِ کٹھن باندھتے ہیں

☆

بس تھوڑا سا صبر لاوا پک رہا ہے
باعث ہے یہ جبر لاوا پک رہا ہے
جس دل میں پک رہا ہے بس جانتا ہے وہ
تم کو نہیں خبر لاوا پک رہا ہے
آنکھوں کی برسات تبھی سرخ سرخ ہے
پگھل رہا ہے ابر لاوا پک رہا ہے
اس لاوے کی تپش سے پرسوز ہے وجود
جلتا ہے خونِ جگر لاوا پک رہا ہے
تونے یہ جلایا تھا یہ تجھ کو جلائے گا
جو کرنا ہے وہ کر لاوا پک رہا ہے
ہے بننے کے مراحل میں سنتا نہیں تجھے
آئے گا کیوں نظر لاوا پک رہا ہے
اس دل نے ستم ہزاروں سہے ہیں
اب ہے یہ بے صبر لاوا پک رہا ہے

☆

چلتے ہو ساتھ لیکن جاؤ گے کہاں تک
ہم دیکھیں گے پیمان نبھاؤ گے کہاں تک

مانا کہ مُوالات ہماری ہے توانا
اس رشتہ کو پروان چڑھاؤ گے کہاں تک

ہم نے سنا ہے وعدے ہوتے نہیں وفا
اس اصل کی خلیج جھٹلاؤ گے کہاں تک

کہیں نہ کہیں تم بھی ہار جاؤ گے
طوفان کی موجوں کو ہراؤ گے کہاں تک

خود کو بتاؤ خلوتی دورِ فراق میں
تنہائی، تشنگی سے بچاؤ گے کہاں تک

باتیں، ملاقاتیں وصل کی چاندنی راتیں
گر بھولنا چاہو گے بھلاؤ گے کہاں تک

☆

ہر خواہشِ فواد پوری کہاں ہوتی ہے
سبزہ وہاں اگتا ہے بارش جہاں ہوتی ہے
پروانہ کیوں نہ ہو کہ شمع جہاں ہوتی ہے
کہ گل جہاں کھلتے ہیں بلبل وہاں ہوتی ہے
آخر کو دعاؤں میں آجاتی ہے لبوں پر
جو آرزو اک عرصہ دل میں نہاں ہوتی ہے
یادیں بہت آتی ہیں آنکھیں یہ بھر آتی ہیں
جب بھری برسات وقتِ نیساں ہوتی ہے
کیونکر سنے گا شوق سے وہ طربیہ کوئی
جس کی حیات اپنی دُکھتا بیاں ہوتی ہے
سالکؔ وہ کہہ رہے ہیں جو مانگو ملے گا
لو آج مری چاہت لب پر عیاں ہوتی ہے

☆

کون نہیں لکھتا خط میں بھلا سلام
مل کر بھی لوگ کرتے ہیں پہلے دُعا سلام
کل ہم نشیں محفل میں بدلا ہوا ملا
نہ تو کیا کلام نہ ہی لیا سلام
میرا سلامِ شوق تیرا سلامِ نیاز
کیا خاک لطف دے گا ایسا بھلا سلام
مصافحے کی فرصت کسے بس ہاتھ اٹھانا
آیا ہے نیا دور نیا ڈھب نیا سلام
آنکھوں سے اس نے چوما کاغذ پہ مہک ہے
بے لوث خط میں آیا ہے بھیگا ہوا سلام
لہجہ ہے چونکہ دھیما نہ سن سکا کوئی
یوں راہ میں سالکؔ کا خالی گیا سلام
اک روز ان کی بے رخی نے توڑ دیا دم
سالکؔ کا وتیرہ تھا، کرتا رہا سلام

☆

غم مجھ کو کھا رہا ہے غم کو میں کھا رہا ہوں
سنیئے اور مسکرائیے طرفہ سنا رہا ہوں

آتا ہوں روز محفل معمول ہے یہ میرا
دیدار کرکے تیرا واپس میں جا رہا ہوں

شرمندہ تو نہیں ہوں میں جیسا تھا وہی ہوں
مٹّی میری شاداں ہو واپس میں آرہا ہوں

افسوس کچھ نہیں ہے گانا دلیل بھی ہے
آنکھیں خوشی سے تر ہیں نغمہ تو گا رہا ہوں

ابیات کا سیلِ رواں ہر دم رواں دواں ہے
بہ آرزو روحِ رواں شب بھر جگا رہا ہوں

صورت مری رنجوری سے اندوہ سے بے ڈول
ہمدردی کے دو بول میں سننا چاہ رہا ہوں

تجھے راضی کرنے کے لیے آنکھیں میری چشمہ ہیں
لوگوں کی نگاہوں میں بے شک برا رہا ہوں

ہر درد میں چوکھٹ پہ تیری جھکا رہا ہوں
آنکھوں میں آنسوؤں کے موتی سجا رہا ہوں

گل پاشی بے قدر ہے بے شک مجھے خبر ہے
آمد پہ تیری ہمدم پلکیں بچھا رہا ہوں

تجھے علم ہے دروغ ہے بے پر کی ہے خبروں میں
کیوں میں تری نظروں میں آخر برا رہا ہوں
محفل سے دور ہو کے سالکؔ چراغِ محفل
تنہائی اندھیرے میں جی کو جلا رہا ہوں

☆

تیری آنکھیں جو مسکراتی ہیں
ہے کوئی غم جسے چھپاتی ہیں
ترے انداز سے ہم واقف ہیں
ادائیں حال سب بتاتی ہیں
جب بھی ساون کا سما ہوتا ہے
تیری یادیں بہت ستاتی ہیں
لوگ روتے ہیں بنا اشکوں کے
میری آنکھیں لہو بہاتی ہیں
بندے کو آتا جاتا کیا ہے بھلا
زیست کی راہیں سب سکھاتی ہیں

اک نئی سحر ہوئی جلوہ فروز
صدائیں کوئلوں کی آتی ہیں
صبح صادق کی بھینی سی ہوائیں
چراغِ سحری کو بجھاتی ہیں

وصل نہ بھی کریں پہ صاف کہیں
بے وفا حیلے کیوں بناتی ہیں
دل میں ہوتی ہیں تمنائیں بڑی
ایک لمحے میں بکھر جاتی ہیں

نہ تھا ہونا تماشا ہو پہنچا
چشمِ جتنا وجہ بناتی ہیں
ہوائیں شہر کی نابینا ہیں
بڑی بے پر کیاں اڑاتی ہیں

لوٹ بھی آ کہاں گیا سالکؔ
تیری گلیاں تجھے بلاتی ہیں

☆

اس کے سوا کسی کے طلبگار ہم نہیں
پھر بھی نظر میں اس کی وفادار ہم نہیں

تمھاری محبت میں مدہوش ہیں کب سے
گو جاگتے پھرتے ہیں پر بیدار ہم نہیں

تمھاری جدائی میں ہم جی تو رہے ہیں
پر دل سے بھلا دینے کو تیار ہم نہیں

دل سے تجھے بھلائیں، دیں درد یا رُلائیں
اتنے دُرشت و غیر ذمہ دار ہم نہیں

دیدار ان کا درماں سو وہ طبیب ہیں
وہ آگئے اب ٹھیک ہیں بیمار ہم نہیں

☆

دل بڑا فرحان ہے پر تھوڑا سا مغموم بھی
یادیں کچھ باقی ہیں کئی ہو چکی معدوم بھی

پیار پیچ دار ہے وہ سہہ نہ پائے راشداً
گرچہ وہ معقول ہے پر ہے تو نہ معصوم بھی

تشنہ کامیٔ دید کا کچھ اور ہی سیراب ہے
حسن کے جلوے بہت تھے پر رہی محروم بھی

کونسے شاہا کا ہے دربار کیسی بات ہے
ایک ہی صف میں جمع حاکم بھی ہیں محکوم بھی

واں معیار اور ہی توقیر کا ہوگا امیر
دیکھنے کو تو بڑے تھے پر رہے محروم بھی

غزل تو فانی ہے سہواً ہو گئی غلطی کوئی
زندگی سالکؔ بتانا تھام کر مفہوم بھی

☆

آنکھ آنسوؤں سے تر کیوں نہ ہو
سوختہ قلب و جگر کیوں نہ ہو
پل میں ہم سوختہ ساماں ہوئے
ان کا در اپنا سر کیوں نہ ہو
صاحبِ فراش تھے ٹوٹا سرائے
جیتے جی ہم کو خبر کیوں نہ ہو
دن ہمارا شبِ یلدا بن گیا
شب بنے گی کیا یہ ڈر کیوں نہ ہو
قلب ہوا شکست و ریخت کا شکار
وجود پر اس کا اثر کیوں نہ ہو
نظر نے عشق کا اٹھایا فتنہ ہے
شریر ہے موجود شر کیوں نہ ہو
جلایا گیا مثلِ شمع جس کا جی
اس کی باتوں میں شرر کیوں نہ ہو
کل تک ہمارے پیچ تھے وہ اب نہیں
ہر بات میں ان کا ذکر کیوں نہ ہو
مجوزہ انجامِ بشر ہوئی خبر
ہم کو آگے کی فکر کیوں نہ ہو

کوندتی ہو صاعقہ بڑھکتی ہو
نرم جاں نالاں ابر کیوں نہ ہو

☆

راتوں میں رب سے دعا کہ مل مجھے میری جان جائے
اگر یہ بات جان لے تو جاں سے میری جان جائے
ہائے نا سمجھ نہ سمجھ سکی وہ میرا پیار دلِ بیقرار
کاش وہ یہ بات، پیچیدہ و گہری، جان جائے
دید سے دیدوں کو ٹھنڈک جاں میں میری جان آئے
آکے پھر اس کے چلے جانے سے میری جان جائے
پیاری آنکھیں تیری آنکھیں جھیل جیسی گہری آنکھ
ہر اندھیری چھٹ جائے ہر گھنیری جان جائے
تو جو نہ میرا ہوا نہ ہوسکے کسی اور کا
مری بلا سے دل توڑنے والے تیری جان جائے

☆

ملنے کا کہتا ہے مگر نہیں آتا
وعدے بھی نہ کرے اگر نہیں آتا

تری کہیں سے گر خبر نہیں آتی
تو ہم کو ہمنوا صبر نہیں آتا

اس سرائے، بن بلائے، کاہے جائے
وہ بلاوے سے بھی گھر نہیں آتا

میرا بلکنا، میرا شوق اور انتظار
اس کو تو کچھ بھی نظر نہیں آتا

اُس طرف بھی عشق ہو اور سوز ہو
اس دعا میں کیوں اثر نہیں آتا

☆

سوائے اس کے کوئی آرزو ارمان نہیں
اور یہ ارمانِ دل نکلے کوئی امکان نہیں
کس کو آتی ہے جدائی کسے راس آتی ہے
پھول سے ہوکے جدا پنکھڑی میں جان نہیں
غالباً حالِ دل پہلے سے جانتا ہو گا
مرے اظہار پہ بالکل ہوا حیران نہیں
میں جانتا ہوں ان رَوَّیوں کی بناوٹ کو
یونہی بنتے ہو حقیقت میں تم انجان نہیں
ان ہی سے لڑ پڑے جو تم کو دعا دیتے ہیں
کتنے نادان ہو مخلص کی بھی پہچان نہیں
مرے شہر میں بسے لوگ بڑے ظالم ہیں
یوں سمجھتے ہیں جیسے آدمی انسان نہیں
قتل عالم کا ہوا قوم ہوئی گریہ کناں
حاکم وقت بے فکر ہے پریشان نہیں
تم مجھے جانتے نہیں یہ بہت اچھی کہی
گویا کہ گل کو اب بلبل کی ہی پہچان نہیں

☆

کیونکر میں کہوں کوئی پاس نہیں
یہ دو کاتب کیا خاص نہیں
آنکھوں سے مری بہتا ہے لہو
پر لوگوں کو احساس نہیں
ہجر سے مرنا بے پر کی
اتنا تو کوئی حساس نہیں
بھٹی میں جلیں گے اُف اللہ!
شعلہ بھی جنھیں اب راس نہیں
دل تو ریا سے خالی ہے
زہد میں کیوں اخلاص نہیں
میں اعلیٰ عشق کا طالب ہوں
اچھا ہے فنا کی پیاس نہیں
مالک منجھدار میں ہے نیّا
اک تیرے سوا کوئی آس نہیں
ایماں کی متاع نہ جائے خدا
مرا شکوہ غم افلاس نہیں
زندہ ہے جستجو جی میں پر
اس عہد کو سالکؔ راس نہیں

☆

آنسو بہا رہا ہے تحریر میں قلم
آج اپنے سائبان پہ چھایا ہے ابرِ غم
برسات یہ بھری بھری اب کیوں نہ برستی
دھونے ہیں دھبے خون کے اور اشک پڑے کم
روتا ہے یہ منظر بھی روتا ہے شہر بھی
رونے سے لال ہو چکی ہر ایک کی چشم
لاشوں کی طرح مجھ کو بھی کاندھا کوئی تو دو
ٹوٹ کے بکھر چکا ہے میرا بھی جسم
کب تک یہ خموشی ہے کب تک یہ بے حسی
کب تک سہیں مظلوم بے دردی و ستم

☆

یوں روز فکرِ معاش کرنا
ہمیں نہ پڑتا اے کاش کرنا
گدھ آ بسے ہیں مرے شہر میں
نہ لاش میری تلاش کرنا
کہیں دکھانا کچھ اپنا چہرہ
کہیں عیاں کچھ قِماش کرنا
کوئی جو آئے سُوالی در پہ
کبھی نہ ہرگز نراش کرنا
خلوتِ ہجراں دریں نتیجہ
نہ چاہتِ دل خراش کرنا
دم ساز اس پہ مرا حالِ دل
خواہ بعد میری قضا فاش کرنا

☆

تم ہی آدابِ محبت مجھے بتا دو نا
مجھ کو آتا نہیں جو کام وہ سکھا دو نا
تم جو کہتے ہو یاد میں تڑپنا عشق نہیں
کم سے کم عشق کی پہچان ہی بتا دو نا
کسی شام ملو قرب کے لمحات مجھے دو
بے تاب مرے دل کو کوئی آسرا دو نا
طاری دو دلوں پہ یہ کیسی کشمکش ہے
یارب ان دلوں کو اب تو ملا دو نا
جس طرح ہوتی ہے لوہے کی کاٹ لوہے سے
میں نے کی ہے وفا تم بھی کچھ صلہ دو نا
اور اگر پیار نہیں مجھ سے واسطہ بھی نہیں
کیوں مرے خط سنبھال رکھے ہیں جلا دو نا

☆

تم سے ملنا بہت ضروری ہے
میری عادت میری مجبوری ہے
گفتگو ہر وصال ہوتی ہے
بات لیکن ابھی ادھوری ہے
فسانہ اپنا ابھی باقی ہے
غزل میری ابھی ادھوری ہے
دمِ رخصت ہے آکے جلوہ دکھا
حیات ہونے جاتی پوری ہے
ہم یوں جیتے ہیں آج کل سالکؔ
جیسے جینا بہت ضروری ہے

☆

بے طرح ظلم کیا، کیسا ہے لاچار کیا
جان کر صید ہمیں ہر گھڑی شکار کیا
ہم سادہ دل تھے خود ہی کر دی اپنی گردن پیش
جس نے جیسے بھی چاہا ویسے ہم پہ وار کیا
وہ ترے لفظوں کا اک عارضی سا وعدہ تھا
ہم نے کیوں ذہن پہ اک بات کو سوار کیا
تمھیں جانا اپنی منزل اور انتظار کیا
ہم ہی پاگل تھے جو دل تم پہ جاں نثار کیا
کتنے نادان ہوا کرتے تھے ہم ماضی میں
وقت کی ٹھوکروں نے کتنا سمجھدار کیا

☆

نغمہ بھی مختصر ہے، کہانی بھی مختصر ہے
اے دوست ہماری تو، جوانی بھی مختصر ہے
سنتے ہیں لاکھ باتیں ، کہتے نہیں مگر کچھ
کہ لفظوں نے ہمارے، سنانی بھی مختصر ہے
فواد سے بینش تک، اک نہر کا گزر ہے
سو چشموں کا ہماری،پاکیزہ اک شہر ہے
اب رہ گیا اس شہر میں،پانی بھی مختصر ہے
جیون میں کاش چاہت،تیری برقرار رہتی
نہ زندگی پھر ایسے،میری بے قرار رہتی
مستقل مزاجی سے،تو آشنا نہیں تھا
تونے رسم محبت کی،منانی بھی مختصر ہے

☆

رات کالی کر کے آ گئے
جیتے جی تم مر کے آ گئے
مسکراتے ہوئے گئے تھے
ٹوٹ کے بکھر کے آ گئے
آج اشکوں سے ہم اپنے
اس کا شانہ بھر کے آ گئے
موجوں کے تھپیڑے کھا کر
ساحل پر نکھر کے آ گئے
ہم بھی یارو میخانے میں
غمِ دنیا سے ڈر کے آ گئے
آثار تری آنکھوں میں سالکؔ
ابھی سے ڈھلتی عمر کے آ گئے

☆

اظہار کیجئے کہ کہیں دیر نہ ہوجائے
کوئی شامل کارِ خیر میں سویر نہ ہوجائے
دے سارے قلم توڑ، جتنے ہیں جال ڈال
رقیب کی باتوں سے وہ زیر نہ ہوجائے
ہو ان کے سامنے کچھ ہمت مرداں پیدا
کوئی اور ان کے روبرو دلیر نہ ہوجائے
بن جائے نہ تماشا محفل میں کل تمھارا
کرنے پہ طنز دنیا پھر شیر نہ ہوجائے
معصوم ان کے چہرے پہ سالکؔ نہ جائیو
تو حسن کے نیزوں کے آگے ڈھیر نہ ہوجائے

☆

ہم ان کے نقشِ پائے پر جو چلنے کے لیے نکلے
وہ یہ سمجھے ہم ان کو قتل کرنے کے لیے نکلے

بکھر جاتے ہیں جب آتے ہیں خواب اس عملی دنیا میں
نہیں معلوم جینے کو یا مرنے کے لیے نکلے

ہائے آشوبِ زمانہ لیے جاں کو ہتھیلی پر
ہم اپنی رات کو سیاہ کرنے کے لیے نکلے

نہیں نکلا کوئی بھی ڈوبتے کو دینے سہارا
جو بھی نکلے ہیں مالِ مفت دھرنے کے لیے نکلے

نکلی یاروں کی تمنائیں اکثر سرخرو ہو کر
میرے ارمان ٹوٹنے بکھرنے کے لیے نکلے

☆

صورت دیکھ لو حال نہ پوچھو
ہم سے کوئی سوال نہ پوچھو

ہم گزرے ہیں بس یہ دیکھو
کیا گزری ہر سال نہ پوچھو

جیتے جی ہم بھی جیتے تھے
چاہ تھی یا جِدال نہ پوچھو

پوچھو بے شک وصل کی یادیں
ہجر کے ماہ و سال نہ پوچھو

اتر آیا سینہ زوری پر
دلِ سرکش جنجال نہ پوچھو

☆

غم ہم کو مناتا ہے ہم غم کو مناتے ہیں
ہر دن چلا آتا ہے ہم غم کو مناتے ہیں
تہوار کی طرح سے کسی یار کی طرح سے
آئے دن چلا آتا ہے ہم غم کو مناتے ہیں
مت ٹھہرے اس کے دل میں آجائے اس طرف کو
دل اس کو بلاتا ہے ہم غم کو مناتے ہیں
ارے چھوڑ اس کا پیچھا تو آجا مرے دل کو
کیوں اس کو ستاتا ہے ہم غم کو مناتے ہیں
کر کام یہاں آکے دل غموں کا مدت سے
کارخانہ چلاتا ہے ہم غم کو مناتے ہیں

☆

اک دور میں تیرے ساتھ رہا
پر غور تو کر محتاط رہا
ایک دل تھا اک تیرا جذبہ
جب تک میں جیا مرے ساتھ رہا
لکھتا یہ تمھاری غزل رہا
کرتا یہ تمھاری بات رہا
تھی چاروں طرف رنگ و رونق
یہ فتنہ لگائے گھات رہا
مجھ سا بھی کوئی دیکھا ہے کہیں
میں دیتا دل کو مات رہا

☆

آج وہ گلشن نہیں، اب وہ خوشبو بھی نہیں
اب وہ نئے روپ میں ہے اب وہ پہلے سی نہیں
میں نے پوچھا اب بھی مجھ کو پہلے سا چاہتی ہو نا
ہنس کے آج کہہ گئی سچ، ایسا کچھ بھی جی نہیں!
ایک میں کہ تجھ کو اپنا دوست سمجھتا رہا
ایک تو ہے کہ مجھے کچھ بھی سمجھتا ہی نہیں
لو ذرا سی بات پر ہو کے خفا وہ چل دیئے
حالانکہ وہ بات کوئی ناراضگی کی تھی نہیں
آج یاروں نے کیا اسرار زور و شور سے
ہم نے آگے کے لیے رکھ چھوڑی ہرگز پی نہیں
ڈھونڈتا تھا میں اسے چاہتا ہوں میں اسے
پر یہ بات میں نے اس سے چاہ کر بھی کی نہیں

☆

اداسی نے آکے یوں گھیرا ہمیں
کہ لگتا ہے ہر سو اندھیرا ہمیں
بلاتی ہے پھر سے وہ محفل ہمیں
دیا زخم تھا جس نے گہرا ہمیں
آ پہنچے ہیں لو لن ترانی لیے
جو کل تک سمجھتے تھے بہرا ہمیں
وہ خطا جس کی ہم کو ہوا بھی نہیں
اس کا الزام آیا تو ٹھہرا ہمیں
یاں تنہائیاں بھی سہم جائیں گی
پہ کرنا پڑا ہے بسیرا ہمیں
اے کاش کہ ڈھل جائیں تاریکیاں
اے کاش ملے پھر سویرا ہمیں
وہ کہ اک بار ہی جس کو دیکھا گیا
پر نہیں بھولتا ہے وہ چہرہ ہمیں
تمنا میں عمرِ رواں کٹ چلی
ہائے پر نہ ملا سنگ تیرا ہمیں

☆

جیسا کہ اٹھنے کے لیے سونا ضروری ہے
یوں ہی مرے لیے ترا ہونا ضروری ہے
ہو حسرتوں کا غبار جب اور غم سے دل بوجھل ہو
جی ہلکا کرنے کے لیے رونا ضروری ہے
آئے ہو خوشی کاٹنے بو کر غموں کے بیج
کچھ کاٹنے کے واسطے بونا ضروری ہے
ہے باعثِ قربانیٔ آباء یہ وطن شاد
کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا ضروری ہے
پاکیزگی گناہوں سے جو چاہیئے ہو تو
اشکوں سے عاصی دل کو دھونا ضروری ہے

☆

ان دنوں کی بات ہے یہ ان دنوں کی بات
معمول تھا دل کھونا جب محفلوں کی بات
ہم بھی کہیں چلے تھے محفل کو لوٹنے
خود لُٹ چلے عجب تھی کچھ دلکشوں کی بات
دل سے قلم کو گامزن یادوں کے سمندر تھے
یہ رتجگوں کی بات ہے کچھ رتجگوں کی بات
کچھ چھوڑتے نہیں ہیں، کچھ چھوڑتے ہیں ساتھ
دشمنوں کی بات ہے کچھ دوستوں کی بات
تنہائی کے اشکوں میں بے شک ریا نہیں تھی
سب نیتوں کی بات ہے سب نیتوں کی بات

☆

جب وہ ہنستی ہے تو دیوانہ سا ہوجاتا ہے دل
ایسی مستی ہے کہ دیوانہ سا ہو جاتا ہے دل
ہاں اس کے قرب کا نشہ بھی ہے عجیب نشہ
بزم سجتی ہے تو دیوانہ سا ہوجاتا ہے دل
اس کی خوشبو ہماری سانسوں کی حویلی میں
آ کے ڈستی ہے تو دیوانہ سا ہو جاتا ہے دل
ایسی نعمت کہ جس کا انتظار تھا کب سے
جب برستی ہے تو دیوانہ سا ہو جاتا ہے دل
وہ شخصیت کہ جسے جان و دل سے چاہتے ہیں
ہم پہ مرتی ہے تو دیوانہ سا ہوجاتا ہے دل
چاہِ سالکؔ تھی ترے سنگ بھیگے ساون میں
آنکھ رستی ہے تو دیوانہ سا ہو جاتا ہے دل

☆

کیا بتاؤں کیا ہے وہ
زیست کا نشہ ہے وہ
وہ سراپا نور ہے
پیکرِ ضیا ہے وہ
راستہ ہے وہ مرا
رخ ہے وہ دشا ہے وہ
جانے کیوں حصاروں پہ
آکے چھا گیا ہے وہ
سادگی کا پیکر ہے
شرم ہے حیا ہے وہ
وہ مری امید ہے
میرا آسرا ہے وہ
کیوں نہ دیکھیں بارہا
شہر میں نیا ہے وہ

☆

خوشبوؤں رنگوں سے اس نے جو چنا تو کھل گئی
اس کی ہتھیلیوں پہ جو آئی حنا تو کھل گئی

کلی کلی مہک گئی شجر بھی لہلہا اٹھے
آمد کا اس کی جب بہار نے سنا تو کھل گئی

حیا بنی اس کا لباس شرم سے پاگل ہوئی
پھر جو اس نے شانوں پہ اوڑی انا تو کھل گئی

جوں ہی جلوۂ خوبرو ماہتاب آیا عروج پر
لاکھوں نگاہوں کا بزم میں محور بنا تو کھل گئی

ماضی کے خوابوں کو آخر پا گئی تشنہ کلی
ہو گیا تعبیروں سے جب سامنا تو کھل گئی

جھک گئی قاتل نگاہِ پیکرِ شرم و حیا
دور تھا بس دستِ نازک تھامنا تو کھل گئی

رہ گئی اس دم سمٹ کے میری دلہن سیج پر
چاہا میں نے جب لبوں کو چومنا تو کھل گئی

☆

آگ نہ لگادوں تو ساتھیوں مجھے کہنا
بزم نہ سجادوں تو ساتھیوں مجھے کہنا
میرا چمن کیوں اجڑا کیا ہے میری داستاں
سب کو نہ رلادوں تو ساتھیوں مجھے کہنا
میرے بھی کچھ نغمے تھے میرا بھی زمانہ تھا
یاد نہ دلادوں تو ساتھیوں مجھے کہنا
تم مجھے بھلادو تو کچھ نہیں میں کہہ سکتا
میں تمھیں بھلادوں تو ساتھیوں مجھے کہنا
ان کا دل بھی بے کل ہے اور وہ چھپائے ہیں
پردے نہ ہٹادوں تو ساتھیوں مجھے کہنا

☆

کیا شوخی کیا ادا پسِ نقاب ہے
آنکھیں بتاتی ہیں کیا پسِ نقاب ہے

جلوے تو بڑے دیکھے بے پردہ خوب خوب
پر دیکھا آج جلوہ پسِ نقاب ہے

وہ شوخیِ گفتار، وہ نگاہوں کے وار
دشمن چھپا ہوا پسِ نقاب ہے

وہ پھیر لیتا ہے نگاہیں چار ہوتے ہی
پر چپکے چپکے دیکھتا پسِ نقاب ہے

زمانے کی ہوا نے دیکھا نہیں جسے
گلاب کوئی کھل رہا پسِ نقاب ہے

انھوں نے ہمیں بارہا دیکھا ہے روبرو
پر ہم نے انھیں دیکھا پسِ نقاب ہے

☆

کہتی ہیں ساری آنکھیں
آنکھیں ہیں تیری آنکھیں
آنکھیں ہیں تیری خنجر
بنجر ہیں میری آنکھیں
مجھے ڈر ہے نہ لے ڈوبیں
مرے دل کو یہی آنکھیں
دیکھی نہیں آنکھوں نے
ان آنکھوں جیسی آنکھیں
وجود کو پیاری ہیں
دل جاں سے بڑی آنکھیں
کئی دل مچل گئے ہیں
جس دم یہ اٹھی آنکھیں

☆

اس نے جب مجھ کو بلایا میں گیا
روبرو اس کو جو پایا میں گیا

کیا عجب تھا خواب دل کا دل پسند
اس کے خوابوں میں بسایا میں گیا

کب کسی کو میں نے پرکھا جان کر
پھر کیوں ہر پل آزمایا میں گیا

خود تماشائی رہا میں دیکھتا
تماشا سا کرکے دکھایا میں گیا

جیسے میں آیا تھا اسی واسطے
ہر گھڑی ہر دم ستایا میں گیا

پوچھا جو دانا سے مطلب یاس کا
کیا عجب کہ جو بتایا میں گیا

تھا عدم میں غم خوشی سے ماورا
زیست میں ہوں جب سے آیا میں گیا

رات سالکؔ روتے روتے کٹ گئی
جوں ہی تھا سویا جگایا میں گیا

☆

ہر اک منظر کو غور سے دیکھا
کبھی خود کو کبھی اسے دیکھا

پھر ملاتے ہی یوں نظریں جھکائیں
جیسے ہم نے ادھر کسے دیکھا

قفس میں دل کے دھڑکنوں کے سنگ
اس کی ہی یادوں کو پھنسے دیکھا

دشتِ افلاس میں امیدوں کے
گھر اجڑتے کبھی بسے دیکھا

ساحلِ عشق پہ جو آیا ہے
ڈوبتے پایا ہے جسے دیکھا

☆

یوں اچانک تیرا آنا اچھا لگا
رنگ خوشبو کا پھیلانا اچھا لگا
ہم کو اچھا لگا تیرا ذوقِ مذاق
اظہار الفت کا کر جانا اچھا لگا
ہم کو باتیں ہمیشہ تری بھائی ہیں
آج کچھ زیادہ ہی جاناں اچھا لگا
خوب تھا لیلیٰ کا بچانا مجنو کو
پر ترا سنگ برسانا اچھا لگا
اچھا لگا تم سے مل کر اے یار
یہ غریب خانہ سجانا اچھا لگا

☆

میں اس جہاں میں آ کے خوش ہوں
خواب سہانے سجا کے خوش ہوں
مجھے وہ ایسے ملے تھے کہ میں
فقیر سب کچھ لٹا کے خوش ہوں
مجھے سمجھتے رہیں وہ پاگل
تماشہ اپنا بنا کے خوش ہوں
کہا گیا تری گلی کا کتا
لقب یہ نیا پا کے خوش ہوں
تمام زخموں کو دھو چکا ہوں
میں ساری باتیں بھلا کے خوش ہوں

☆

کیا ضبط تو کبھی رو پڑے
ہمیں دیکھ کر سبھی رو پڑے

ان کا سنتے ہی مری داستاں
دل پسِج گیا تبھی رو پڑے

صورت سے ہی واضح تھا کہ
بے تاب ہے ابھی رو پڑے

ترے بعد حال ہے مجنو سا
کبھی ہنس دیئے کبھی رو پڑے

اس کوچے میں اک کمی سی ہے
خالی کھڑکی دیکھ جی رو پڑے

پہنچا کے مجھ کو اس حال تک
پہنچانے والے بھی رو پڑے

☆

اس کے جیون میں بھی کوئی ہو گا
اس کا جیون ہے وہ جو بھی ہو گا
ہوں گا میں بھی کسی کے جیون میں
میرا جیون بھی تو کبھی ہو گا
کس طرح دل کو میں سنبھالوں گا
سامنا ان کا جس گھڑی ہو گا
میرے انداز بدل جائیں گے
دل یہ دستور سے بری ہو گا
دعا بارش کی ہو گئی ہو گی
آبشار آنکھوں سے جاری ہو گا
آنسوؤں کی جھڑی لگی ہو گی
کچھ نہیں ہو گا تو یہی ہو گا
سالکؔ رونے سے کچھ نہیں ہو گا
ہونا ہو گا جو کچھ وہی ہو گا

☆

بزم میں جب گنگنایا جاؤں میں
ہے تمنا کہ نہ ضائع جاؤں میں
ذکر اس کا ہو کلام میرا ہو
سن رہا ہو وہ سنایا جاؤں میں
ڈھونڈنے کو جب مجھے دنیا چلے
خیالوں میں اُس کے پایا جاؤں میں
کاش کہ وہ جب بھلانا چاہے تو
چاہ کے بھی نہ بھلایا جاؤں میں
امتحاں جو ہووے کسی اور کا
کیوں بھلا پھر آزمایا جاؤں میں
اب میرا شعر و سخن بیکار ہے
بزم میں وہ شوخ آیا، جاؤں میں

☆

محبت کی حقیقت کا فسانہ اور ہی کچھ تھا
میں بھی پاگل تھا لیکن وہ دیوانہ اور ہی کچھ تھا
تڑپ دل کی الگ تھی اور عالم بے قراری کا
اس کا طرزِ عمل تھا کہ بتانا اور ہی کچھ تھا
میں بھی رہتا فضاؤں میں جو پنکھ کاٹے نہ جاتے
میرے مالک نے پر مجھ کو دکھانا اور ہی کچھ تھی
دور مجھ سے رقیبوں میں جا کے جاں جل گئی میری
میں نے جانا کہ جاناں نے جلانا اور ہی کچھ تھا
میں بے بہرہ تھا جس دم تک اصل و حق شناسی سے
میرے لب پر رہنے والا ترانہ اور ہی کچھ تھا
وہ مجھ میں رہتا ہے اب بھی میں اس میں رہنا چاہتا ہوں
پھر نہ آیا وہ بچپن کا زمانہ اور ہی کچھ تھا

☆

قفس میں قیدی خامہ رکھتا ہے
حقوقِ رائے عامہ رکھتا ہے؟
برے کرداروں کا تنزل ہے
عروج ہر ڈرامہ رکھتا ہے
اس کا حلیہ عزیز لگتا ہے
پیامی اس کا نامہ رکھتا ہے
نظرِ ثانی پہ وہ اکساتا ہے
زیب تن سرخ جامہ رکھتا ہے
ہَنُوز بات تہ کر رکھتا ہوں
بیان میرا کاما رکھتا ہے

☆

دسمبر آگیا تو آیا نہیں
وعدہ تونے کبھی نبھایا نہیں
اس نے پوچھا نہیں کبھی لیکن
میں نے خود بھی کبھی بتایا نہیں
ہر تمنا کو میں نے ڈھونڈا نہیں
اور جسے مانگا اسے پایا نہیں
جلاتے وقت دل یہ نہ سوچا؟
گھر تمھارا ہی تھا پرایا نہیں
چونکہ سالکؔ نے تجھ کو دیکھ لیا
پھر کوئی باصرہ کو بھایا نہیں

☆

اپنے گھر میں ہوں اور ہوں بھی نہیں
کسی سے یعنی کچھ کہوں بھی نہیں

یہ صرف میری ہی خوبی ہے کہ میں
بزم میں آؤں پر دکھوں بھی نہیں

ان کے دیدار کو میں زندہ ہوں
جو وہ مر جائیں میں جیوں بھی نہیں

ہاں ترے قرب میں وہ حاصل ہے
مگر دل چاہتا سکوں بھی نہیں

کیا کشش ہے ترے پیمانے میں
پاس تیرے کوئی فسوں بھی نہیں

☆

باتوں باتوں میں کہیں کھو جانا
آنکھوں آنکھوں میں سحر ہو جانا
کس قدر تھی حسیں ملاقاتیں
ہوئی جب سے جدائی تو جانا
کرتے فرمائشیں نئ اکثر
وہ ترا روٹھنا اور رو جانا
میرا ہنس کے تجھے منا لینا
پھر تیرا بانہوں میں سمو جانا
عجب سا بیقرار ہوتا ہوں
میں تجھے کر کے یاد او جانا
دل مرا لے کے نہ مکر جاؤ
ایک ہی دل ہے مرا دو جاناں

☆

دل دھوکہ ہے دم دھوکہ ہے
یہ سارا عالم دھوکہ ہے
چکا چوند میں دھرا کیا ہے
رنگ و حسنِ صنم دھوکہ ہے
بھیڑ میں ہر اک دل تنہا ہے
محفل کا موسم دھوکہ ہے
بینش کی شوخی جھوٹی ہے
بشرہ کا عالم دھوکہ ہے
ان سارے دھوکوں میں لوگوں
نہ آنے کا غم دھوکہ ہے

☆

دل کی مدہوشی گواہ ہے
اس کی خوشبو کا نشہ ہے
اس کا چہرہ اس کی باتیں
آنکھوں میں اس کا نقشہ ہے
اس کی محفل اس کی خلوت
سوچوں پہ اس کا غلبہ ہے
اس کی باتیں اس کی یادیں
گونجتی اس کی صدا ہے
آنکھ میری رو رہی ہے
دل مرا تڑپ رہا ہے
آئی ہے بہار جب سے
درد دل کا بڑھ گیا ہے
دل دیوانہ چیختا ہے
وہ مرا ہے وہ میرا ہے
دل کی عجب کیفیت ہے
جس دن سے اسے دیکھا ہے
دل بھی اس کا جاں بھی اس کی
جیون بھی میرا اس کا ہے

☆

نیم مدہوشی کی کیفیت ہے
ایک سی تیری مری کیفیت ہے

جس دن سے تمھیں دیکھا ہے ہائے
دل میں عجب سی چلی کیفیت ہے

آگے نہ تم سا کوئی دیکھا تھا
بڑی بات ہے سو بڑی کیفیت ہے

چہرے کی رنگت، آنکھوں کے ڈورے
کیا میری تجھ سے چھپی کیفیت ہے

وہی حال ہے پھر وہی بے کلی ہے
وہی درد ہے پھر وہی کیفیت ہے

کچھ کرتے دھرتے نہیں بن پڑی ہے
نیا روگ ہے سو نئی کیفیت ہے

☆

شوخ چنچل خوش مزاج اور کھلکھلاتی لڑکیاں
دل کو اچھی لگتی ہیں ہنستی گاتی لڑکیاں
تتلیوں کی مثل اڑتی منڈلاتی لڑکیاں
رنگ بکھراتی چمن میں گل کھلاتی لڑکیاں
خوشبوؤں کی لہروں پہ انجمن کے رقص میں
نقشِ الفت عندلیبوں کے چراتی لڑکیاں
مست آنکھوں کا اثر ہے تیکھے لہجے کا خمار
زیورِ حسن و ادا سے وار ڈھاتی لڑکیاں
خیر گی کو دیکھ کے خواب سہانے لیے
آتشِ عشق و جنوں میں ڈوب جاتی لڑکیاں
کانپ اٹھیں خوف سے رنگ سب بکھر جائیں
دیکھ لیں جو زندگی کی بے ثباتی لڑکیاں

☆

میں اگر قرب تیرا پا سکتا
ناز سے یاروں کو بتا سکتا
کاش کہ پیسہ میں بہا سکتا
تو تری بزم میں بھی آ سکتا
کیا مری کیفیت ہے مت پوچھو
یہ میں لفظاً نہیں بتا سکتا
میرے بچپن سے حافظے میں ہو
اب میں تم کو نہیں بھلا سکتا
دل کی دیواروں پہ ہے نقش ترا
ہوتی تصویر تو جلا سکتا
اتنے غم کھالیے ہیں میں نے کہ
اب میں کچھ اور نہیں کھا سکتا

☆

آ گئی نظر وہ آج لڑکی
میرے خوابوں کی ہمسفر لڑکی
میرا چین و سکون لے کے چلی
کیوں مجھے آئے گا صبر لڑکی
بن کے انجان نہ گزر ظالم
دل مرا لے کے نہ مکر لڑکی
تو نئے عہد نئے ڈھب کی ہے
میں ہوں تیرے زیرِ اثر لڑکی
جو تری کار کی کھلی کھڑکی
تجھ کو لگ جائے گی نظر لڑکی
غضب ہو تم بلا، قہر ہو تم
یوں نہ ہم پہ کرو جبر لڑکی
حسن کے آگے ہر ہنر ہارا
چھا گئی بزم میں آ کر لڑکی
تو بھی میری نظر کی شیدا ہے
ہاں مجھے ہو گئی خبر لڑکی

☆

جھڑ گیا ہے میرا سب غرور آج
معافی چاہتا ہوں میں حضور آج
ترک تری کوچہء گرد آوری
چلا جاؤں گا میں کہیں دور آج
کم بخت تمنا کی گزارش کرے
دوں گا جواب دل کو بھرپور آج
رنگ ہے بدلا ہوا گلزار کا
کوئی نہ کوئی بات ہے ضرور آج
قرار آیا کچھ دلِ مجروع کو
پالیا ہے زیست کا شعور آج

☆

جب سے میں چمن میں ہوں
اک عجب سی دھن میں ہوں
ہے تو میرے قلب میں
کیا میں تیرے من میں ہوں
تو بھی عجب خواب تھا
آج تک الجھن میں ہوں
کر گزرنے کی سعی میں
دکھوں میں دفن میں ہوں
چاک گریباں ہوں میں
چاک پیرہن میں ہوں
ہوں شکستہ چہرے سے
ویسا ہی باطن میں ہوں
ہوں کسی شکنجے میں
غیر کے وطن میں ہوں
کاٹ دے جو بڑھ گیا ہو
حد سے وہ ناخن میں ہوں
شہر والوں! معاف کرنا
آج میں کفن میں ہوں

☆

مجھے خوفِ سمندر نئیں خطرہ ہے ساحلوں کا
مرے یاروں کی آنکھوں میں ہے رنگ قاتلوں کا
مرا ممتحن چاہتا ہے میرا امتحان لینا
جو کہ ہے ہزاروں میں دشوار مرحلوں کا
میں کسی کو سیکھتا ہوں کوئی مجھ کو سیکھتا ہے
یہ خواب خوب تر کے، یہ سفر منزلوں کا
یہ روشنی دیوں کی اور خوشبوئیں گلوں کی
کچھ عشق پتنگوں کا کچھ پیار بلبلوں کا
مری جستجو لایعنی مرا طور احمقانہ
وہ خوابِ عیش و عشرت وہی طرز جاہلوں کا
میں ہوں کس لیے متلاشی آسائشوں کا آخر
روئے زمین آپ ہے عنوان سختیوں کا
پالیتا مرا من جو بامعنی ایک نکتہ
میں رہتا پہاڑوں میں رخ کرتا جنگلوں کا

☆

جسم کو چین نہیں دل کو اطمینان نہیں
عشق کی راہیں کٹھن ہیں کوئی آسان نہیں

کس کو آتی ہے جدائی کسے راس آتی ہے
پھول سے ہو کے جدا پنکھڑی میں جان نہیں

حال دل کا مرے چہرے پہ نظر آتا ہے
یونہی بنتے ہو حقیقت میں تم انجان نہیں

ہوا عالم کا قتل قوم ہوئی گریہ کناں
حاکمِ وقت بے فکر ہے پریشان نہیں

کیوں سمجھتے نہیں ہو کہ جہانِ فانی میں
سبھی مہمان ہیں کوئی بھی میزبان نہیں

ان ہی سے لڑ پڑے جو تم کو دعا دیتے ہیں
کتنے نادان ہو مخلص کی ہی پہچان نہیں

غالباً حالِ دل پہلے سے جانتا ہو گا
میرے اظہار پہ بالکل ہوا حیران نہیں

☆

اک کھلونا ہوں نازک ٹوٹنے سے ڈرتا ہوں
اہلِ نظر لوگوں کے روٹھنے سے ڈرتا ہوں
میں نے اس کو چاہا ہے یہ اسے بتانا ہے
اس کو مجھ سے چاہت ہے پوچھنے سے ڈرتا ہوں
جب سے میں نے دیکھا ہے خود کو اسکی آنکھوں میں
تب سے میں اس بے قدر آئینے سے ڈرتا ہوں
جس کو کبھی ڈھونڈا تھا بھیڑ کے سمندر سے
اب میں دشت میں اس کے سامنے سے ڈرتا ہوں
میں نے بس سوالوں میں زیست دسمبر کردی
کیا عمل کیا؟ اس کے پوچھنے سے ڈرتا ہوں

☆

تمھارے بن میرا افسانہ خالی
دینے دیدار ہی آجانا خالی
مرے دل میں تری یادوں کا ہجوم
بنا تیرے یہ آشیانہ خالی
میں وفادار ہوں چاہت کا مالی
میں نے سیکھا نہیں اگانا خالی
تمھارے بن میری دنیا ویراں
میرے لیے یہ زمانہ خالی
مجھ کو دینا میرے صبر کا ثمر
یہ سوچ کر میرے ہو جانا خالی
تمھاری زیست ہے جو چاہے کرو
میرا تو فرض تھا بتانا خالی

☆

پھر گدائی کی عادت پڑ گئی ہے
اس برائی کی عادت پڑ گئی ہے
ان دیوانوں کا چل چکا ہے دماغ
نانِ شاہی کی عادت پڑ گئی ہے
رنگ اچھائی کا دے کر برا کیا
جس اچھائی کی عادت پڑ گئی ہے
میں نے ایسے کیا، میں نے ویسے کہا
خود نمائی کی عادت پڑ گئی ہے؟
ابے بھائی وہ روز آنے لگی ہے
تیرے بھائی کی عادت پڑ گئی ہے
ہے ان دو نینوں کے ساغر کی کمی
مجھ کو ڈھائی کی عادت پڑ گئی ہے
غم میں کوئی تو نشہ کرنا تھا نا
اس کو کافی کی عادت پڑ گئی ہے
میرا محفل میں دم گھٹنے لگا ہے
اب تنہائی کی عادت پڑ گئی ہے

☆

امید ایک آس ایک خواب لے کے سو
تو آج حسیں یادوں کے گلاب لے کے سو
کہتا تھا علم والا کہ کتاب لے کے جاگ
اب خود سے پہلے وقت کا حساب لے کے سو
تیرے کیے دھرے بھی ترے ساتھ ساتھ ہیں
اعمال عبث ساتھ میں جناب لے کے سو
کہتا تھا کوئی نیند سے بہتر ہے عبادت
کہتا تھا نفس کانوں میں کچھ شاب لے کے سو
اُف زیست تونے ساری گناہوں میں بتادی
آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب لے کے سو

☆

ہم سے کہتے ہو ابھی تم جاؤ نا
آنے والا کون ہے بتلاؤ نا؟
موسمِ نیساں ہے محض چند روز
حسن پہ تم اس قدر اتراؤ نا
ہر گھڑی آ کر نہ ستایا کریں
اپنی یادوں کو تم ہی سمجھاؤ نا
دل مرا مثلِ چراغِ سحر ہے
بجھنے والا ہے اسے بچاؤ نا
کوند سے اک شام جیسے سہم کر
گیسو میرے شانوں پہ بکھراؤ نا
تازیست نہ عہدِ وصل نبھا سکے
جا رہی ہے جان آ بھی جاؤ نا

☆

پھر مجھے آزمانا چاہتے ہو
یعنی مجھ کو ستانا چاہتے ہو
مرے دل میں ٹھکانہ رکھتے ہو
اُسی گھر کو جلانا چاہتے ہو
دل سے باہر نگاہوں کے آگے
اس سے بھی دور جانا چاہتے ہو
بات بے بات گلا کرتے ہو
روٹھنے کا بہانہ چاہتے ہو
میری نیندیں چرا کے چپکے سے
مجھے پاگل بنانا چاہتے ہو
نہ جی جلاؤ چھیڑ کے دیکھو
گر مجھے آزمانا چاہتے ہو
تمھارے واسطے اب بھی گھر کا
در کھلا ہے جو آنا چاہتے ہو
سخن کے مشغلے اپنا کے سالکؔ
اپنی آہیں چھپانا چاہتے ہو

☆

جگایا شب بھر اس کی پایل نے
مجھ کو پاگل کیا ہے پاگل نے
بڑی پھیکی تھی زندگی میری
بھر دیئے رنگ شوخ چنچل نے
چاند پر بدلی چھائی تھی جیسے
خطا ایسی ہی کی تھی آنچل نے
راہ گزر سخت دکھانے کے لیے
دل ملائے تھے کبھی دلدل نے
ہم سے اچھا ہے اس کی قربت میں
آنکھ میں جھانک لیا کاجل نے
دھو دیا دل کو میں نے اشکوں سے
اور دن دھو دیا ہے بادل نے

☆

دیوار سے لگ کے جو بیٹھا ہے
محبت میں وہ ہوش کھو بیٹھا ہے

بھٹکتا رہا گرم صحراؤں میں
آبلے پھوٹے پاؤں کے تو بیٹھا ہے

یادِ ایام میں واہمہ یہ ہوا
روبرو سمجھا میں آکے وہ بیٹھا ہے

بس یہی کام ہے اس کے کوچے میں دل
صبح کو بیٹھا ہے شام کو بیٹھا ہے

جس نے مجھ کو پلٹ کر نہ دیکھا کبھی
اب میری موت کا سن کے رو بیٹھا ہے

☆

شوخ چنچل شریر لڑکی ہے
بڑی زندہ ضمیر لڑکی ہے
ساری محفل میں اس کا چرچا ہے
ارے وہ بے نظیر لڑکی ہے
اس کی فطرت میں آ گئی شوخی
وہ دل کی بھی امیر لڑکی ہے
زخم گہرا دیا ہے ظالم نے
دل نشانہ ہے تیر لڑکی ہے
میں ہوں لڑکا غریب بوڑھے کا
شہر کی وہ امیر لڑکی ہے

☆

دل کا ویران نگر مہکا دو
یہ صراحی سی کمر مٹکا دو
منچلا لہجہ، اماوس زلفیں
جب جسے چاہو جہاں بھٹکا دو
سب دھنیں شرم سے تھم جائیں گی
اپنی تم چوڑیاں جو کھنکا دو
در پہ دھرنا دیئے میں بیٹھا ہوں
مجھ کو بھی تو کبھی اک موقع دو
تم سے میرا کوئی تو ناطا ہو
تم مجھے ایسا کرو دھوکا دو
میرے پیچھے دبے قدموں آؤ
بھاؤ کہہ کر مجھے پھر چونکا دو
تم کو جو دیکھے ہے وہ بہکے ہے
ہم بھی دیکھیں ہمیں بھی بھٹکا دو
سرکشی کا مری حق گوئی کو
رنگ بے شک دو مگر ہلکا دو
روتے روتے ابھی سالکؔ سویا
سسکیاں بھر رہا ہے تھپکا دو

☆

ہم نے عالم کا نظارہ دیکھا
مگر نہ آپ سا پیارا دیکھا
تم نے دیکھا فقط ستاروں کو
ہم نے ذرّے کو ستارہ دیکھا
سن لیا نا دل سے اس نے آخر
ہم نے جب اس کو پکارا، دیکھا
لوٹ آیا ہے جانے والا پھر
جب اس نے خاصا خسارہ دیکھا
پھر سے طوفاں نے ہمیں گھر لیا
جس گھڑی ہم نے کنارہ دیکھا

☆

حقیقت یہ ہم پر عیاں ہوتی ہے
زمیں اُمرا پر مہرباں ہوتی ہے

یہاں ہوتی ہے نہ وہاں ہوتی ہے
کہو ملاقات کہاں ہوتی ہے

یہیں ہوتا ہے اکثر ہاں میرا وجود
نجانے کہاں میری جاں ہوتی ہے

جب کبھی ہوتے ہیں وہ مرے روبرو
یہ جو ہے کیفیت بے زباں ہوتی ہے

دیکھتے ہیں مجھے وہ کن انکھیوں سے
دل کی خوشی بے کراں ہوتی ہے

کہتے ہیں، ہے خموشی بھی نیم رضا
کہا کس نے کہ نہیں ہاں ہوتی ہے

ہائے ہوتا ہوں میں کفن میں اس گھڑی
میری حالت جب ان پر عیاں ہوتی ہے

☆

آنکھ سے بہتا ہے بہے پانی
اتنا کہ باقی نہ رہے پانی
جس شہر میں نہ یار بستا ہو
وہاں راس آئے گا کسے پانی
ڈوبنے کا ہے ارادہ میرا
چاہیئے تھوڑا سا مجھے پانی
میں نے مانگی تھی دعا بارش کی
آنکھ میں آتا رہتا ہے پانی
جھیل سی آنکھوں کی گہرائی میں
ڈوبنے کی دعا کرے پانی
تیری بے باکی دیکھ کر چنچل
ہوا پانی بھی شرم سے پانی
پانی لگنے سے بھڑک جائے آگ
آگ لگ جانے سے بجھے پانی

☆

مرا ہر درد مختصر ہو گا
اگر وہ شخص ہمسفر ہو گا

جسے وہ اپنے گھر بلائیں گے
وہ شخص کتنا معتبر ہو گا

ان اندھیروں سے روح نکلے گی
روشنی کے جہاں سفر ہو گا

ستارہ میرا اوج پر ہو گا
اگر وہ میرا راہبر ہو گا

جب وہ آجائیں گے ہمارے گھر
تبھی یہ گھر ہمارا گھر ہو گا

وہی تھی، ہے اور وہی ہو گی
زندگی میں کوئی اگر ہو گا

دوستانہ یوں منتشر ہو گا
کوئی کہیں کوئی کدھر ہو گا

☆

ایک دل تھا وہی دل جلاتے گئے
میں روتا گیا وہ رلاتے گئے
نیا گھاؤ اک دل کو دیتے رہے
آئے دن مجھے آزماتے گئے
محبت محبت میں کرتا رہا
وہ دل پہ ضربیں لگاتے گئے
قیامت قیامت میں کرتا رہا
وہ رخ سے پردہ اٹھاتے گئے
میں ان کی تابش سے جلتا گیا
وہ میرے دل میں سماتے گئے
ان کے قدموں میں پلکیں بچھاتا گیا
وہ کانٹے سمجھ کے ہٹاتے گئے
جاتے جاتے روپے چند دینے لگے
میری اوقات مجھ کو بتاتے گئے

☆

تیری محفل میں آ گیا ہوں میں
نظرِ الفت تیرا شیدا ہوں میں
قسموں وعدوں میں کام آؤں گا
جینے مرنے کا حوصلہ ہوں میں
رات گوشے میں اور سارا دن
گلی کوچوں میں جاگتا ہوں میں
جس سے وحشی بھی خوف کھا جائیں
ایسی وحشت میں جی رہا ہوں میں
گل ہوئے دل کے تقاضوں کے دیپ
جیسے جیتے جی مر گیا ہوں میں
آئینہ کہتا ہے ڈراتا ہے
دیکھ مجھ کو تیرے جیسا ہوں میں
میری باتوں میں نہیں آیا وہ
اس کی باتوں میں آ گیا ہوں میں
خود ہی کہتا ہے میرا حال وجود
ایسی حالت پہ آ گیا ہوں میں
زیرِ گرداب کشتی ہے سالکؔ
راہ رو طالبِ دعا ہوں میں

☆

کہتا ہے زمانہ مجھ کو آوارہ کنارہ کش
اس کے سوا کرتا کیا میں بیچارہ کنارہ کش
لائی مجھ کو سنگ دلوں میں خوش فہم وفا کی آس
فریب کھا کے مر گئی میں دوبارہ کنارہ کش
میرے آگے پیچھے کون، کس کی میں کروں فکر
خود ہی قدرت نے مجھ کو اتارا کنارہ کش
ایک گہری مایوسی اور سکوت کا عالم
صحرا کا مقدر ہیں خسارہ، کنارہ کش
کاٹ دیا عہد نے مفلسی کی دھار سے
بن کے وگرنہ چمکتا ستارہ کنارہ کش
بھیڑ تھی پر ڈوبتے کا کوئی سہارہ نہ تھا
مرتے مرتے کر رہا تھا اشارہ کنارہ کش
اے مری تنہائی کیا کچھ تسّلی ہو گئی
کھودیا دنیا نے "سالکؔ" تمھارا کنارہ کش

☆

کیا خوب دور تھا، نرالے دوست
اب کہاں ملتے ہیں وہ والے دوست

بس اب میں مرتا ہوں طبیب نہ لا
اگر لانا ہے تو بلالے دوست

تھے بھلے وقت میں جو میرا سایہ
اب کہاں مر گئے وہ والے دوست

میں نے پیدا کیے خالص دشمن
سارے آستین سے نکالے دوست

میں مرا بھوک سے تُو غائب تھا
آگیا موت پہ لے کھالے دوست

☆

وقت ہاں بدل گیا ڈھنگ پر وہی رہا
رنج کا میں خوگر ہوں کرتا عاشقی رہا
مرض کے عادی ہوئے یعنی ہو گئی شفا
ہم نے اس قدر سہا کہ درد ہی نہیں رہا
تمھیں کھو کے ہم میں لیکن زندگی نہیں رہی
جس میں ہم رہے اس کا نام زندگی رہا
گو کہ میں لے آیا تھا سمیٹ کے وجود اپنا
پر دلِ مرحوم تو تیری ہی گلی رہا

☆

عشقِ یکطرفہ کا جنازہ اٹھا
بھاڑ میں جھونک اور بادہ اٹھا
اٹھانا رنج تیری قسمت ہے
کبھی تھوڑا تو کبھی زیادہ اٹھا
تیرے وعدوں سے بھر گیا ہے دل
ایفائے عہد کا اب وعدہ اٹھا
اس سے پہلے کوئی اٹھائے تجھے
تو آپ اٹھنے کا ارادہ اٹھا

☆

کوئل بھی روئے گی اور بلبل بھی روئے گا
اس اجڑے گلستان کا ہر گل بھی روئے گا
بے جوش بے حس قوم کو لے ڈوبی خامشی
اب اس کے جنازے پر پاگل بھی روئے گا
اطراف کی ہر قوم تماشے پہ ہنسے گی
اور بے بسی میں جاہل و عاقل بھی روئے گا
ڈھرے پہ چل وگرنہ ڈھرے ہیں پیچدار
ڈھلان کے رخ ہوکے ڈھلمل بھی روئے گا

☆

اسے دیکھتے ہی آنکھ سے بہنے لگے آنسو
ہم شادمانی کے ہیں کہنے لگے آنسو
جب سے تیری زلفوں کا سایہ نہیں رہا
بن کے ترشُّح کی جھڑی رہنے لگے آنسو
ہوئیں آنکھیں اشکبار تو منظر پہ آگئے
صورتِ بے قرار کو تکنے لگے آنسو
واعظ تھے وہ بشیر ولیک وہ وعید
لذت سی قلب و روح کو دینے لگے آنسو

☆

میری آنکھوں سے بہتا ہوا ساگر نہیں رکا
ہلکان جیا ہو گیا یہ پر نہیں رکا
وہی یاد وہی منظر وہی نیم روزِ ہجراں
دیکھا جو اس دیوار کو تو سر نہیں رکا
تھا اپنا یہ دعویٰ کہ قابو میں قلب ہے
پر کیا کریں یہ جلوہ پا کر نہیں رکا
عاجز تھا بس اجازہ کا منتظر تھا وہ
سالکؔ مری صدائیں سن کر نہیں رکا

☆

بارش، امیدیں اور یادیں
شاید پھر سے ہمیں ملادیں
بارش بانٹے تیری یادیں
یادیں آ کر مجھے رُلا دیں
کیا معلوم اس رُت کے جذبے
ہمیں پھر سے وہ راہ دکھادیں
ہر بارش کا نغمہ تم ہو
سالکؔ کیسے تمھیں بھلا دیں

☆

کوئی مجنو بھٹک رہا ہو گا
کوئی عاشق تڑپ رہا ہو گا
دیکھتی ہو گی آئینہ جب وہ
آئینہ اس کو دیکھتا ہو گا
یہ جو میں سوچ رہا ہوں اکثر
وہ بھی کیا ایسا سوچتا ہو گا
اس نے وعدے بھلا دیئے ہوں گے
یعنی جو ہونا تھا ہوا ہو گا

☆

تو نے یوں مژہ کو جھکا دیا
دیوانہ ہم کو بنا دیا
ویران دل کے جہان میں
چاہت کا دیپ جلا دیا
وفا کا خوب صلہ دیا
دل کو ہمارے جلا دیا
تجھے بھولنے کی جستجو میں
ہم نے خود کو بھلا دیا

☆

جلا رہی ہے قلب کہانی چل رہی ہے
جو چل رہی ہے سب کہانی چل رہی ہے
بھول کر جو سب پرانی چل چکی ہے
بس دیکھئے جو اب کہانی چل رہی ہے
مرے وطن کے ہر شہر میں ہر گلی میں
کیا بتاؤں عجب کہانی چل رہی ہے
سماعتوں کی نظر کہانی الگ ہوئی ہے
الگ زیرِ لب کہانی چل رہی ہے

☆

کٹتا مرا تنہا سفر آگے تو نہیں تھا
تھا سنگ مرے ہم سفر آگے تو نہیں تھا
چشم و گریبان تر آگے تو نہیں تھے
سہما ہوا قلب و جگر آگے تو نہیں تھا
میں ٹوٹا ہوا اس قدر پہلے تو نہیں تھا
یوں بکھرا ہوا فرش پر آگے تو نہیں تھا
گو چوٹیں بہت کھائیں پہ سنبھلتا رہا تھا
یوں دل کے پار خنجر آگے تو نہیں تھا

☆

چھٹا ہے کیسے جمال میرا
ہوا بے معنی کمال میرا
یہ تو نہ تھا خیال میرا
کہ آئے گا زوال میرا
پھر ملے گی مجھے یوں پستی
کہ ہو گا جینا محال میرا
نہ اچھا لگتا تھا دنیا والوں
کو رہنا ہر پل نہال میرا

☆

وقت نکل جاتا ہے بات بگڑ جاتی ہے
پھر میں سوچتا ہوں یہ کہتا تو بہتر تھا
وہ ہنس جو طوفان کے خوف سے چلا تھا
اپنے ہی آشیانے میں رہتا تو بہتر تھا
شیروں کے ڈر سے آہو جو شہر کو آیا تھا
جنگل کا وہی خوف وہ سہتا تو بہتر تھا
جو کوہ سے اک جھرنا انجان رہ چلا تھا
وہ آبشار سے ہی جو بہتا تو بہتر تھا

☆

دل تو ایک تشنۂ تکمیلِ وفا ہے
آرزو کا پیکر الفت کا دیا ہے
چاہتا ہے وہ جو امکان میں نہیں
کہہ رہا ہے جو نہ کسی نے کہا ہے
وہ کہا جو کہنا ضروری نہیں تھا
بولنا تھا جو کہتے کہتے رکا ہے
دل ہے مرا سادگی کا آئینہ سالکؔ
ناکامی کی جیون میں اک یہ بھی وجہ ہے

☆

سنہری راستوں پہ چلنے کی خواہش کی بے تابی
ہمیں سونے نہیں دیتی ہے اک عجب سی بے تابی
آہ! یہ بیڑیاں قدموں کی سو ہم لڑ کھڑاتے ہیں
جو یہ ٹوٹیں تو اپنی دور ہوجائے گی بے تابی
کیا ہے غور و فکر ماضی پہ اور حال پہ تادیر
سو یوں خود آج ہم نے رات سے ہے مانگی بے تابی
مرے چمن کے ہر نوخیز کے سینے میں وہ اترے
مرے نصیب میں قدرت نے جیسی رکھ دی بے تابی

☆

ہمارے پیار کا نغمہ ترانہ بھول نہ جانا
کبھی بھی تم اے مری جانِ جاناں بھول نہ جانا
یہ مری منتظر نظریں وہ ترے وصل کے وعدے
کبھی فرصت میں ہم سے ملنے آنا بھول نہ جانا
سنہری راستوں پہ سنگ چلنے کی وہ آشائیں
نگاہوں کے سمندر میں کھو جانا بھول نہ جانا
مری ہر بات میں تیری حمایت، یاد ہے ماضی؟
ہمیں بھلانا پر گزرا زمانہ بھول نہ جانا

☆

دل میں اک تاریکی بھری رات کا منظر ہے
شمع بن کے آجاؤ جگنوؤں سے کچھ سیکھو
دل تمھارا گھر ہے تم ہی رہائشی ہو
کچھ اسے سنوارو شہریوں سے کچھ سیکھو
یاد کرو تو مجھے ہر گھڑی تلاشو بھی
جانِ جاناں تم میرے دشمنوں سے کچھ سیکھو
جو درد ہے وہ بیاں کرو کسی طرح بھی عیاں کرو
دل ذرا ہلکا کرو شاعروں سے کچھ سیکھو

☆

میں آ رہا ہوں دینے کو جان اُس طرف
ہو جاؤ کھڑے لے کے کمان اُس طرف
میں حیراں ہوں آج کہ میرا ہی یار
تھی جرگہ میں اس کی زبان اُس طرف
جو محبوب سی پائی چشمِ ہرن
ہیں تیر اِس طرف اور کمان اُس طرف
سالکؔ ترا عشق ہے جاں بلب
ہے یاں استعارہ گمان اُس طرف

☆

پہنچا دیا جیون مرا بربادی کے قریب
کیا فائدہ اب رہنے کا آبادی کے قریب
اندر اگر گھٹن ہے کیا غرض کہ وہ لحد
صحرا میں ہو ساحل پہ ہو یا وادی کے قریب
افسوس ہے اس پنچھی کے انتظار پر
جسے موت نے آ گھیرا آزادی کے قریب
اب میری موت کے بھی دن دور نہیں ہیں
دن آ گئے تمھارے بھی شادی کے قریب

☆

وقت کے ہاتھوں ہے مجبور انساں
کرے بھی کیا ٹوٹا چور انساں
یہ گمراہ کن دل فریب دنیا
ہے اس میں کیا پھر قصورِ انساں
ہنسے نہ دنیا کسی روز تجھ پر
نہ ہنس غریبوں پہ مغرور انساں
جو دیکھے قدرت کی کارسازی
تو پالے گا منزل ضرور انساں

☆

حیراں ہوں مری بات تیری بات میں آگئی
اور خبر یہ مجھ تک ان حالات میں آگئی
سوچا کہ آج ان سے بیاں دل کی بات کردیں
ہوئے روبرو تو سوزن اوقات میں آگئی
پھر کیسے کٹی رات یہ بیان سے باہر ہے
تری یاد مرے دامِ خیالات میں آگئی
آ نکلا تھا محفل کو صفحات کورے لے کر
انھیں دیکھتے ہی شاعری جذبات میں آگئی

☆

ہے دل یہ میرا اداس پاگل
لگائے رکھتا ہے آس پاگل
دیوانوں کی چاہتا ہوں صحبت
ہوا ہوں پاگل شناس پاگل
کہاں کی لیلیٰ ہے سنگ قسمت
کیا عام پاگل کیا خاص پاگل
پھر اور مجنو پھر اور پتھر
لہو کی ہے فرش کو پیاس پاگل

☆

دور ہم سے سرائے رکھتا ہے
دل ہمارا جلائے رکھتا ہے
غیر ہم کو بنائے رکھتا ہے
سانپ گھر میں بلائے رکھتا ہے
بزم میں دیکھ کے ہم چونک گئے
کتنے وہ روپ ہائے رکھتا ہے
دل کی حالت نہ پوچھ تیرے بعد
رونا دھونا لگائے رکھتا ہے

☆

کوئی ایسا بھی بے قابو جاندار میں کہاں
دل میرا آج کل میرے اختیار میں کہاں
ہوں گے ہمارے جیسے ترے شہر میں بڑے
تم جیسی مگر کوئی شئے بازار میں کہاں
صیاد اگر تم ہو خود دام میں آجاؤں
ہاتھ آجاؤں وگرنہ وہ شکار میں کہاں
دیدار مرا درماں تم ہو مرے طبیب
تم آگئے اب ٹھیک ہوں بیمار میں کہاں

☆

جیئے محبت مرے محبت
ہم کو کیا کوئی کرے محبت
ایک سنگین غلطی ہے یہ
بھاڑ میں جائے ارے محبت
دھکے دے کے نکالو اس کو
ہٹ جا ہم سے پرے محبت
بلا سے اس کا جنازہ نکلے
خدا کرے کہ مرے محبت

☆

بات سے بات نکل جاتی تھی
پھر یونہی رات نکل جاتی تھی
میں نکل پڑتا تھا خیالوں میں
وہ مرے ساتھ نکل جاتی تھی
چاند تکنے کو روز تاروں کی
نئی بارات نکل جاتی تھی
اس کے دیدار کے لیے ہر برس
بھری برسات نکل جاتی تھی

☆

درد گھٹتا ہے مسکرانے سے
فائدہ؟ اشک یوں بہانے سے
دیکھ کے خالی گوشے یادوں کے
دل میں آتا ہے وہ بہانے سے
حسن ہم نے سراہا بھول ہوئی
ناز کرنے لگا بتانے سے
بڑے دعوے تھے محبت کے ادھر
کھل گیا عشق آزمانے سے

☆

نظرِ ثانی پہ وہ اکساتا ہے
آتشِ قلب کو بھڑکاتا ہے
بام پر آتا ہے جب بارش میں
آگ سی پانی میں لگاتا ہے
رات بھر بزم میں تابندہ رو
مثلِ ماہتاب جگمگاتا ہے
ایک تو شوخ طبیعت اس پر
سرخ پوشاک پہن آتا ہے

☆

شاخ شاخِ سخن پر جمال آ گیا
ماہ جبیں گل بدن کا خیال آ گیا
فصلِ بارش وہ یاد آتا مجھ کو رہا
آنسوؤں کا بھی رنگ ہو کے لال آ گیا
جب زباں پر مری دل کا حال آ گیا
سن کے یہ بات ان کو جلال آ گیا
کیا دیا محبت نے مری زیست کو
کچھ نہ ہاتھ آیا لیکن زوال آ گیا

☆

اشک، برسات اور خون مرا
دیکھ رہے ہو نا جنون مرا
جب سے دیکھا ہے تمھارا جلوہ
تب سے غارت ہوا سکون مرا
میں نے کہا نہ اس نے سنا
دل میں ہی رہا مضمون مرا
بے دلی کا عالم ہے یاں
دل تیرے شہر مرہون مرا

☆

آرزو کے لہجے کی بیقراری کا نغمہ
آ گیا لب پہ آخر درد کا نیا نغمہ
ہے مری حیات بھی عجب کہ غم ہی غم رہا
کہ ہے مری داستاں درد کی کتھا نغمہ
طربیہ تو خیر کوئی زیست میں رہا نہیں
مرثیہ اس نے کہا جس نے بھی سنا نغمہ
سوچ مری کچھ جدا ہے کب سے مری سوچ تھی
یاروں نے بھی مان لیا ہے مرا جدا نغمہ

☆

کئی روز سے مرے خواب میں وہ آ رہی ہے کیا کروں
مرے دیس کی مٹی مجھے بلا رہی ہے کیا کروں
میری زندگی نے یہ مجھے کس دوراہے پہ لا کھڑا کیا
مری آنکھ اشک مسلسل جو بہا رہی ہے کیا کروں
مال و زر پہلے لیا اب دوست میرا چھین کر
زندگی وہی حادثہ دہرا رہی ہے کیا کروں
ہر خواب میرا چھین کر ہر آس پر مایوس کر
تقدیر یہ میری ہنسی اڑا رہی ہے کیا کروں

☆

تم کو کھو کر بھلا کیا میں نے پایا کچھ نہیں
دور ہو کے تم سے میرے ہاتھ آیا کچھ نہیں
اس نے مری غزلیں، نشانی خط جلا کر رکھ دیئے
میں نے اپنا جی جلایا اور جلایا کچھ نہیں
میں نے گھر بنایا ریت کا ساگر کنارے بہہ گیا
وہ سمجھدار سمجھ گیا اس نے بنایا کچھ نہیں
میں لوگوں کی راہوں سے کانٹے ہی چنتا رہ گیا
اپنے وجود کے لیے رستہ بنایا کچھ نہیں

☆

زندگی ہے تھوڑی سی یار پیار خالی کر
دل میں بھرا نفرتوں کا غبار خالی کر
صبح کا بھولا ہے وہ وقتِ شام لوٹے گا
اس کے لوٹ آنے کا انتظار خالی کر
مجھ کو نہ تو اوروں سا بے وفا سمجھ ہرگز
میری آزمائش تو ایک بار خالی کر
اے مصورِ اعلیٰ تیرے ہاتھ ہے سب کچھ
زیست کے گلشن سے سارے خار خالی کر

☆

کیوں اس کی فکر ہے کہ وہ آیا بھی نہیں
حالانکہ دوست یا وہ ہمسایہ بھی نہیں
کیوں خود سے خفا ہوں میں اسے یاد کرنے پر
یادوں میں صَرف وقت ہے ضائع بھی نہیں
کیا خوشی اور غم سے آنکھیں ہیں اشکبار
کھویا تو ابھی کچھ نہیں پایا بھی نہیں
کیوں اس کے آنے کی مہک اور انتظار
پیغام اس نے کوئی بھجوایا بھی نہیں

☆

میں نے پوچھا کہ کیوں نہیں آتی
کہا اس نے کہ یوں نہیں آتی
لوگ سو جاتے ہیں کتنی جلدی
پر ہمیں نیند کیوں نہیں آتی
روز آتی ہے میری یادوں میں
پھر میں کیسے کہوں نہیں آتی
جیسے آتا ہے پروانا اُس کے
شمع اک بار یوں نہیں آتی

☆

ہم جاگ رہے ہیں مگر بیدار نہیں ہیں
ہمیں جانا ہے پر جانے کو تیار نہیں ہیں
ہم بے سبب بولتے ہیں بات کرتے ہیں
آواز ہیں، پکار ہیں، للکار نہیں ہیں
نکلے تھے سفر کے لیے آخر بھٹک گئے
دور تک منزل کے آثار نہیں ہیں
قوم گویا باطل کی سمت کھڑی ہے
شمر بے شمار ہیں احرار نہیں ہیں

☆

یوں تو لوگوں سے ملنا جھلنا ہم نے کم رکھا
مگر ہمیشہ اپنے دل میں ان کا غم رکھا
کئی راہوں پہ قدم رکھنے سے گریز کیا
بہت ہی سوچ سمجھ کر کہیں قدم رکھا
اپنی گستاخی کے جواب ہم نے خوب دیئے
مگر افراط نہ کی لہجے کو نرم رکھا
بعد از موت مری ان کو ترس آہی گیا
ان کی چوکھٹ پہ جاکے جس گھڑی جسم رکھا

☆

محبت کا خلاصہ چاہتے ہو
کیا مری جان لینا چاہتے ہو
پھر کہو سن کے اچھا لگتا ہے
آج تم مجھ سے یہ کیا چاہتے ہو
دل کی دیرینہ عبارت ٹھہری
یہ جو دل کا تقاضہ چاہتے ہو
کچھ بھی چاہو مگر نہ یہ چاہو
یہ جو ہم سے بچھڑنا چاہتے ہو

☆

کروٹیں بدل بدل کے رہ گیا
دل تری باتوں پہ جل کے رہ گیا
ڈگمگاتے قدموں جاتا کہاں تک
میں بس سنبھل سنبھل کے رہ گیا
سنگ دلی مشہور تھی جس دل کی
اُس نازک پر پگھل کے رہ گیا
دھیرے دھیرے اسے جانتے بوجھتے
رنگ میں اس کے ڈھل کے رہ گیا

☆

اب جو دل میں آیا وہ ارمان نہیں ہوسکتا
خواہشوں کا اب کوئی سامان نہیں ہوسکتا
اس درجہ بلند نالے پر بھی نہ توجہ کی
اس قدر سنگدل کوئی انسان نہیں ہوسکتا
تم جو ہوسکے اب تک، میں وہ نہیں ہوسکتا
ایک سا ترا مرا گمان نہیں ہوسکتا
کب سے جھیلتا ہے یہ، دردِ لادوا ہے سو
دل کا حوصلہ ہے جو بیان نہیں ہوسکتا

☆

آنے والا ہے اب انقلاب کوئی
قوم سے کررہا ہے خطاب کوئی
مت پوچھنا کوئی سوال مجھ سے
مرے پاس نہیں ہے جواب کوئی
کوئی سورہا ہے لائبریری میں
کوئی ڈھونڈ رہا ہے کتاب کوئی
ہے اپنا مقدر اور اپنی پسند
کوئی زم زم پیئے ہے شراب کوئی

☆

شوخ چنچل شریر لڑکا ہوں
میں اک زندہ ضمیر لڑکا ہوں
دوستی کرنا میری عادت ہے
میں ایک عالم گیر لڑکا ہوں
محبت مجھ کو ملی یاروں کی
اس لیے میں امیر لڑکا ہوں
نسخۂ اطمینان یہ ہے کہ
نکتہ چینی پذیر لڑکا ہوں

☆

کاٹا بھی خوب کہ تھا بویا بھی خوب
آخر ہمارے ساتھ پھر ہویا بھی خوب
مارا گیا جو اٹھ کے آواز اٹھائی
جاگا بھی خوب تھا پھر سویا بھی خوب
مری زندگی میں آنسو سینچنے والا خود
مری داستان سن کے رویا بھی خوب
دریا کنارے بیٹھ گیا جا کے میں
رویا بھی خوب منہ کو دھویا بھی خوب

☆

آنے والے روز کا خیال کرکے خواب کرکے
مرجانا شوق سے مگر پہلے حساب کرکے
ڈائری میں قید غزلیں بے قرار ہیں
لاؤں گا منظر عام پر لیکن کتاب کرکے
تھام کر ضعیف کا دامن حکمِ نیم
کہتا ہے چھوڑ دوں گا ولیک شاب کرکے
محفل میں رکھ لیجیو اب کے بھرم خدا
سالکؔ غریبِ فکر کو حاضر جواب کرکے

☆

دمِ تیغ دار آنکھیں
خنجر کی دھار آنکھیں
کھاتی ہیں خار آنکھیں
کرتی ہیں پیار آنکھیں
ہیں بے شمار جلوے
ہیں بے قرار آنکھیں
دل پہ مثلِ ناوک
کرتی ہیں وار آنکھیں

☆

وہ جس نے کی تھی فاختہ کل قید
آج وہ آدمی ہے آپ صید
دکھا ذرا ترے ترکش کے تیر
موت سے پہلے گن لوں دل کے چھید
نفس کو چاہ سے ترسا کے دیکھ
منکشف ہو رہیں گے تجھ پر بھید

☆

زیست کے ہیں بڑے جھمیلے یار
خواہشوں کے لگے ہیں میلے یار
گلِ خارِ مغیلاں سے مت ڈر
خار میں گھس جا اور لے لے یار
اِس پہ بھی ہے خفا وہ پُراسرار
جب میں خود کہتا ہوں کہ پہلے یار

☆

تمھیں اپنی نگاہوں سے ہٹانا نہیں چاہتے
آئے ہیں تری بزم میں جانا نہیں چاہتے
ہم اپنا غم غیروں کو بتانا نہیں چاہتے
یہ درد ہی لذت ہے گھٹانا نہیں چاہتے
ہم اپنے دل کا حال سنانا نہیں چاہتے
تم پوچھ بیٹھے ہو تو چھپانا نہیں چاہتے

☆

بڑا آج رونے کو من چاہتا ہے
جی چھوڑ دینا بدن چاہتا ہے
دلِ مرحوم ہوا ہے جی جب سے
اپنے لیے اک کفن چاہتا ہے
یہ تو سیدھے سادھے زاویے ہیں
جی تو اعلیٰ سخن چاہتا ہے

☆

میں عاشقِ آتش، مجھے پروانہ کہتے ہیں
جو اہلِ نظر ہیں مجھے غم خانہ کہتے ہیں
میں مجموعہ ہوں عشقیہ نظموں کے گلوں کا
دیوان تو نہیں مجھے دیوانہ کہتے ہیں
کیا خمار کیا نشہ جو نہ ہو دیدارِ یار
کچھ بھی نہیں ہے، جسے میخانہ کہتے ہیں

☆

محبت کے پاکیزہ جذبات سمجھو
کبھی تو اے دلبر مری بات سمجھو
تمھیں کیا خبر کہ میں کیا سوچتا ہوں
کرو جو کبھی تم ملاقات سمجھو
تمھارے جو شکوے ہیں مانا بجا ہیں
کبھی میری بھی کچھ شکایات سمجھو

☆

بلبل نے پھول شمع نے پروانہ نہ دیکھا
یعنی کہ عشق نے کبھی آئینہ نہ دیکھا
یوں اشک بار شمع پھر کس لیے نہ ہو
کیا اس نے پتنگے کا جل جانا نہ دیکھا
یوں ہو کے بے حجاب پھر کس لیے پھرو
کیا تم نے آج کل کا زمانہ نہیں دیکھا

☆

میری عید ہی نہ ہوتی تیری دید گر نہ ہوتی
عید آکے چلی جاتی مجھ کو خبر نہ ہوتی
آشیاں کی صورت بے آب و رنگ ہوتی
ترا جلوہ جو نہ ہوتا رونق ادھر نہ ہوتی
افشائے راز تیرا وجود جب نہ ہوتا
بے لطف سماں ہوتا شاداں نظر نہ ہوتی

☆

صبح کی کھائی ہوا پانی پیا
کچھ نہیں تھا اور کیا پانی پیا
سوز ہے سینے میں چیختا ہے دل
دے کے سب کو بددعا پانی پیا
غم تو سارا کھا گیا تھا پہلے دل
رہ گیا تھا پیچھے کیا پانی پیا

☆

سالکؔ کے رنج و غم بھی حسرتؔ سے کم نہیں
اب جلد موت آئے تو کوئی غم نہیں
دیکھا ہے شمع انجمن روتی ہے پھوٹ کر
رنج و الم ہوجاتے شہرت سے کم نہیں
کچھ خوشیاں اثاثوں سے خریدی نہیں جاتیں
وہ نظرِ التفات کسی دولت سے کم نہیں

☆

لو کھلتے ہیں باب بڑی دیر سے
بلواتے ہیں جناب بڑی دیر سے
سائل تھا انتظار میں وقت سحر سے
آ پہنچا ہے جواب بڑی دیر سے
کھوتے ہیں ہوش تو پاتے ہیں چین
تھے ہم بڑے بے تاب بڑی دیر سے

☆

یاد آتی ہے وہ نہیں آتی
بیر کیسا ہے جو نہیں آتی
آتی جاتی ہے بن بلائے کہیں
ہم بلائیں بھی تو نہیں آتی
لوگ دن میں بھی سوئے جاتے ہیں
نیند ہمیں رات کو نہیں آتی

☆

میں لوگوں سے ملاقاتیں بہت کم رکھتا ہوں
ولیک جی میں ان کا رنج و الم رکھتا ہوں
گو ظلم پہ دیوانا پا چلاتا نہیں ہوں
شاعر ہوں سو ترکش میں قلم رکھتا ہوں
حذر و احترام پہ تضحیک پا ہیں دوست
بہ بنتِ ہوا آنکھوں میں شرم رکھتا ہوں

☆

شبِ دیجور تیرے آنے سے پر نور ہوئی
ہر سیہ شے ضیا افشانی پہ معمور ہوئی
صبا کو جب پڑا معلوم تیری آمد کا
جھوم کر چومنے قدم وہ آ حضور ہوئی
جس سمت پھیلی تیرے آنے کی خبر جگ میں
لب پہ بے ساختہ دعا چشمِ بدور ہوئی

☆

جل گیا تو کیا ہوا جلنا ہی نصیب تھا
خموش مسافر تھا میں خموش عندلیب تھا
مرا تھا نشیمن چمن گلاب وہ قریب تھا
مگر میں اس سے دور تھا حقیر تھا غریب تھا
رقیب جب گلاب وہ توڑ کر بھی لے گیا
نظارہ اس فراق کا کس قدر عجیب تھا

☆

میرے مسکن پہ یوں اجالا ہے
چونکہ وہ جلد آنے والا ہے
جس گھڑی ٹوٹ کر بکھر جاتا
تب اسی نے مجھے سنبھالا ہے
میرے جیون میں یوں اجالا ہے
چونکہ دل ان کو چاہنے والا ہے

☆

ہر وصل بعد رہ گئی یونہی ادھوری بات
عجلت میں کہاں سن سکے میری وہ پوری بات
میں نے کہا حضورِ والا دو گھڑی ٹھہرو
کہنے لگے جلدی کہو جو ہے ضروری بات
وہ بات جو کئی باتوں کے بعد آنی تھی
وہ نہ سنی ہیہات! بے حد ضروری بات

☆

ایک دن جانا ہے ضرور مجھے جانے دو
میرا مدفن ہے بہت دور مجھے جانے دو
میں ہوں اس شہر میں مجبور مجھے جانے دو
یہاں دلوں میں ہے غرور مجھے جانے دو
جی نہیں لگتا اب حضور مجھے جانے دو
میری منزل ہے بہت دور مجھے جانے دو

☆

آپ کو روتا دیکھ کے رو دے
وہی غم خوار ہوا کرتا ہے
جیسے بیمار ہو انسان یوں ہی
دل بھی بیمار ہوا کرتا ہے
تمھارے واسطے میرے دل میں
پیار ہی پیار ہوا کرتا ہے

☆

کیا میں بتاؤں ہے مجھے مرض آج کونسا
تم یہ بتاؤ ہے مرا علاج کونسا
مجھ کنگلے کو کیا پڑی کہ سودا لینے جاؤں
بٹتا ہے باہر مفت کا اناج کونسا
طلبی پہ بلا کے ہمیں رسوا کیا گیا
تم نے دیا ہے شہہ کہو رواج کونسا

☆

بات رہ جاتی ہے وقت نکل جاتا ہے
وقتِ امید ہر اک اپنا بدل جاتا ہے
ایک در بند ہوا اور کئی باب کھلے
یاں آسرے ہیں بڑے بندہ سنبھل جاتا ہے
وہ ہی سالکؔ عظیم دور کا شاعر ہو گا
وہ جو تلاشنے عدم میں غزل جاتا ہے

☆

مری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے
صورت جو تمھاری ہے
یہ جو صورت تمھاری ہے
دمیدگی سے پیاری ہے
اسی کے واسطے زندہ
یہ بصیرت ہماری ہے

☆

بھلا فقیر کے در پہ بھی کوئی آتا ہے
آپ آتے ہیں تو شرمندگی سی ہوتی ہے
آپ کا جاہ و جلال ہم کو ڈرا دیتا ہے
وگرنہ دید کی خواہش ہمیں بھی ہوتی ہے
مقابل آپ کے چلنے کا حوصلہ ہی نہیں
پیچھے چلنے کی تمنا ہی جی کی ہوتی ہے

☆

یہ اہلِ نظر ہیں تو ان سے دور رہا کر
توبہ کے بعد آیا کر ضرور رہا کر
خود سے آج کہہ دے کل کو یہ کہہ نہ دیں
تو نفس کے ہاتھوں نہ یوں مجبور رہا کر
درجِ بالا شعروں میں شرمایا بشر سے
خوفِ خدا سے ہر گھڑی معمور رہا کر

☆

ہم پہ ہنستے ہیں زمانے والے
کیا سمجھتے ہیں زمانے والے
کھلے جو گل کسی کے آنگن میں
کیسے جلتے ہیں زمانے والے
ہر قدم مکر کا اک بھیس نیا
کیوں بدلتے ہیں زمانے والے

☆

دکھا قلم میں ترے ادبی زور کتنا ہے
ہم بھی دیکھیں کہ ترا فکر و غور کتنا ہے
ظلم کا تکتا ہے تماشا بے زباں بن کر
آکے محفل میں مچاتا تو شور کتنا ہے
اک اور سال ڈھلا ہو گیا اک باب ختم
اب آگے دیکھئے باقی کا دور کتنا ہے

☆

ناموں میں وہ نام جدا ہے
دل میں اس کا مقام جدا ہے
اس کی صحبت میں جو گزری
شاموں سے وہ شام جدا ہے
محفل کی ہر بات الگ ہے
یاروں کا ہر کام جدا ہے

☆

بارش کا موسم اور یادیں پرانی
لایا ہے ساون سہانی سہانی
بچپن کا موسم، لڑکپن پھر جوانی
ماضی کے پنوں پہ نقش کہانی
لڑکپن میں لکھی نظمیں رومانی
یاد آئی ہم کو ہر بیتی کہانی

☆

ستم ظریفی وہ شخص کرتا ہے
میری سوچ کے برعکس کرتا ہے
گلشنِ افکار پہ چھا جاتا ہے
بن کے تتلی سا رقص کرتا ہے
وہ دل نشین کہاں ملتا ہے
نیندیں حرام تو عکس کرتا ہے

☆

دے دغا مجھ کو، مجھے یاد کرے یا نہ کرے
پر تمنا ہے کسی اور سے وفا نہ کرے
ہاں عہد شکنی تو فطرت میں اس کی شامل ہے
مگر امید ہے شاید وہ اس دفع نہ کرے
میری امیدیں ٹوٹ جائیں اللہ مالک ہے
پر اس کے خواب بکھر جائیں یہ خدا نہ کرے

☆

ہم کو بھی گوارا نہیں جو آپ کا نہیں
اور اس سے کوئی رشتہ کوئی واسطہ نہیں
دنیا کے رنج و غم سے کنارہ کشی کریں
اک نیند کے سوا تو کوئی راستہ نہیں
آتا ہے یاد، یادوں میں آجایا کرتا ہے
مدت سے جس کا ہم سے کوئی واسطہ نہیں

☆

جسم گلشن میں جان تیری طرف
لمس پھولوں کا گمان تیری طرف
سب کتابوں میں دفن ہوتے ہیں
میرا ہوتا ہے دھیان تیری طرف
کیوں نہ اک بھیڑ ہی مخالف ہو
میں ہوں پھر بھی اے جان تیری طرف

☆

تمھارے عکس کی شوخی مری سوچوں سے لپٹی ہے
مری آنکھوں سے تیرے خواب کی گردش ٹپکتی ہے
ترے جمال کی محصور کن خوشبو مری جاناں
مجھے مدہوش رکھتی ہے مری سانسوں میں چلتی ہے
حسیں ہر اک نظارے میں تم ہی کو باصرہ ڈھونڈے
ہر اک آہٹ میں جستجو تری آہٹ کی رہتی ہے

☆

میری آنکھوں میں جو رہتا ہے جلوہ گر
کاش کہ بن جائے وہ میرا ہمسفر
یہ نشہ اس کے جلوے کی مدہوشی ہے
آہ! کہ وہ مرے حال سے بے خبر
بس اسے چاہنا بس اسے سوچنا
یہ مشاغل میرے یہی میرا ہنر

☆

ہاں اسی جستجو میں بیچارے گئے
پر گئے جتنے بھی سبھی ہارے گئے
ہم کیا، تم کہاں کیا ہماری امید
تم سے کرکے محبت تو مارے گئے
ہم گئے، تم گئے کوئی بھی نہ رہا
اس محبت کے چکر میں سارے گئے

☆

تیرے آنے کی جو خبر آئی
میرے دل کی تمنا بر آئی
عشق کا تم نے تقاضا چاہا
چشمِ روشن خوشی سے بھر آئی
اس کی آنکھوں میں جھانکا تو مجھ کو
محبت گھورتی نظر آئی

☆

سوچتا کچھ ہوں کچھ کہتا ہوں
پاگل پاگل سا رہتا ہوں
دیوانگی کی حد ہے یہ
چاہت کا جنوں سہتا ہوں
وہ اس دنیا میں رہتی ہے
میں یہ سوچ کے خوش رہتا ہوں

☆

حد سے زیادہ ہمارے پاس آؤ
بلاتے ہیں تمھیں احساس آؤ
شہرِ دل کی کھلی فضا میں رہو
تمھیں یہ بستی آئے راس آؤ
تلخ صحراؤں سے باہر نکلیں
بجھائیں گرمیوں کی پیاس آؤ

☆

کچھ نہیں حاصل ہوا اپنی سی بہت کرلی
جو نہ کچھ بھی کر سکا اس نے محبت کرلی
اور ہوتا کوئی دل تو سینے میں بھڑک اٹھتا
میں نے اس کے جذبوں کی جتنی مذمت کرلی
عشق میں جاں سوختہ نے کردیا میدان گھر
سبزے کی بساط کرلی آسماں کی چھت کرلی

☆

اور اب بڑھ گئے ملال مرے
جھاڑیاں بن گئے ہیں بال مرے
پہلے ہی مل گیا جواب مجھے
جی میں ہی رہ گئے سوال مرے
رکھ دیئے لا کے ترے ہاتھوں میں
خواب ہیں سارے یہ سنبھال مرے

☆

مزدورڈے

آج جسموں کی بولی لگ رہی تھی
میں بھی بکنے گیا مگر نہ بکا
میں بکوں گا تو کچھ خریدوں گا
کیا کروں گا بھلا اگر نہ بکا
ارے او دشمنوں یہ سُستی کیوں؟
کس لیے اب تلک یہ سر نہ بکا

☆

میں جو سنتا ہوں وہ بتاتا ہوں
کہاں کچھ اپنے سے لگاتا ہوں
جوڑ کے جاتا ہوں وجود اپنا
اور پھر ٹوٹ کے آجاتا ہوں
لوگ اشعار سمجھ لیتے ہیں
درد میں لفظ جو دہراتا ہوں

☆

ابھی آئے ہو ابھی جا رہے ہو
آج کل تم کچھ چھپا رہے ہو
کہاں سے یہ فن سیکھ لیا ہے
جو تم مجھ کو سکھا رہے ہو
میں تمھیں سوچ تھوڑی رہا ہوں
آٹو میٹک یاد آ رہے ہو

☆

جیتے جی ہم کو مار دینا چاہتے ہو
کیوں یہ سزا ہمیں یار دینا چاہتے ہو
ہم ہیں تمھارے ہمارے ہو تم
کیا یہ اعزار اتار دینا چاہتے ہو
ہم اس کہانی کے عاشق رہے
کہو کونسا اب کردار دینا چاہتے ہو

☆

پتھروں پہ چلنے کی عادتیں پرانی ہیں
حسرتوں میں جلنے کی عادتیں پرانی ہیں
آوارہ طبیعت سے گُھنا راہیں واقف ہیں
بے وجہ بھٹکنے کی عادتیں پرانی ہیں
منزلوں کو دیکھ کے بے ہنگم انا اوڑھے
راستے بدلنے کی عادتیں پرانی ہیں

☆

زندگی تو ان کی ہے
جی تو صرف وہ رہے ہیں
ہم تو ارے پاگل ہیں
لہو لہو ہو رہے ہیں
اشک اپنے پی رہے ہیں
اور منہ کو دھو رہے ہیں

☆

زیست میری اک سزا ہے
میرا حال مجھ کو پتہ ہے
جی نہیں رہا ہوں میں
تمھاری آنکھ کا دھوکہ ہے
کب دفن کرو گے سالو
میرا لاشہ سڑ رہا ہے

☆

بے روزگار آدمی کیا کرتا ہے
انتظار کی گھڑیاں سہا کرتا ہے
جس کے پاس نہیں ہوتا کچھ کرنے کو
وہ غم کھاتا ہے اور نشہ کرتا ہے
بھول جاتا ہے دل عشق کی توبہ کو
روز اک نئی پھر خطا کرتا ہے

☆

نہ تھا کوئی جینے کو سہارہ یہاں
میں بھلا کرتا کیا بیچارہ یہاں
چیخ کر میں نے اٹھا کر خنجر
اپنے ہی آپ کو پکارا یہاں
ہم چلے الوداع شہر والوں
اب نہیں ہونے کا گزارہ یہاں

☆

جس قدر ملتا ہے اس قدر کھاتا ہوں
کبھی ہو ختم یہ سوچ کر کھاتا ہوں
غم ہے میری غذا، غم ہے میرا نشہ
نہ ملے جو کبھی مانگ کر کھاتا ہوں
دھیرے دھیرے رفتہ رفتہ یہ ایک دن
مجھ کو کھا جائے گا میں اگر کھاتا ہوں

☆

قدموں سے اٹھایا ہے سینے سے لگایا ہے
بکھرے ہوئے لوگوں کو، کوئی پوچھنے آیا ہے؟
بے رنگ سا جیون ہے بے جان سا عالم ہے
جیتا ہوا چھوڑا دل مردہ پڑا پایا ہے
ہونٹوں پہ ہے خاموشی آنکھوں میں نمی سی ہے
جیون کے تعاقب میں مایوسی کا سایہ ہے

☆

باتیں، ملاقاتیں وہ افکار نہیں ہیں
غمزہء پر کیف میں اب یار نہیں ہیں
وہ شوخی و شرارت، طنز و مزاح تو دور
چہرے پہ خوشی کے بھی آثار نہیں ہیں
آنا جانا ان کا تھا اور آنی بانی تھی
ولیک اب تو ملنے کو تیار نہیں ہیں

☆

تلخابہ عشق ہے یہ جامِ انگبیں نہیں
پھر سے گھونٹ یہ پیوں نہیں نہیں نہیں نہیں
ہاتھ کڑاہی میں ڈالوں گرم چاشنی چکھوں
یاں نشاط ہیچ ہے یہ خلدِ بریں نہیں
آخر کو تو صنم ہے وہ کوئی خدا نہیں
تاک میں رہا ہے دل پہ جلوہ سب کہیں نہیں

☆ان کہی☆

زندگی کی راہوں میں
خواہشوں کی بانہوں میں
کیا کہیں تمھیں جاناں
اس قدر نگاہوں میں
بیقراری دیکھی ہے
بیقراری پائی ہے
ہم نے اپنی سسکیوں میں
ہم نے اپنی آہوں میں
آرزو تمھاری کی، صرف تم کو چاہا ہے
کیا ہے کیفیت دل کی
کس طرح بتاؤں میں
کہنا چاہا ہر گھڑی،
کہنا چاہا ہر پہر
واحسرتا یہ سادگی
کچھ نہ کہہ سکے مگر
دل یہ تڑپتا رہا، جان یہ جلتی رہی
بے زبان جان و دل
ہو کسی کو کیا خبر

☆نصیب☆

جشن توانہی کے ہیں
کس طرح مناتے ہیں
محفلیں توان کی ہیں
کس طرح سجاتے ہیں
زندگی توان کی ہے
کیسا خوب جیتے ہیں
بازیاں تھیں جتنی بھی
ساری وہی جیتے ہیں
ہم نے تو عمر ساری
سفر میں گزار دی
زیست کی جمع پونجی
بازیوں میں ہار دی
پر سفر جاری رہا کہ
منزلیں توان کی ہیں
اپنا تو نصیب ہے
راستوں کو ناپنا

ملکیت

☆

شام ہونے لگی
بزم سجنے لگی
شامیانے لگے
لوگ آنے لگے
اور پھر کیا ہوا
ہم نے پایا بدن
اپنا کھویا ہوا
واہ مزہ آ گیا
ذاتی مدفن اور ذاتی سفید کفن

☆زندگی کے کیا کہنے☆

زندگی کے کیا کہنے!
بے خودی کے کیا کہنے
زندگی کی من بھاتی
دلکشی کے کیا کہنے
زندگی تو کہتی ہے
ساتھ ساتھ چل میرے
جس قدر بھی ہیں پیارے
کر دے مسئلے حل میرے
دوستی یاری نبھا، فکر پیارے چھوڑ دے
کام بس ضروری کر، باقی سارے چھوڑ دے
دل کی تمنائیں سن، خواہشوں کو پورا کر
زندگی بھرپور جی، کام کو ادھورا کر
بھیڑ میں آ دل جلے
محفلوں کو لوٹ لے
رنگ، زندگی کے یہ
زیادہ دن نہیں رہنے
زندگی کے کیا کہنے!

کچھ لوگ

☆

کچھ لوگ محبت کرتے ہیں
کچھ لوگ دوبارہ کرتے ہیں
کچھ لوگ نظارہ کرتے ہیں
کچھ لوگ کنارہ کرتے ہیں
کچھ لوگ زندگی جیتے ہیں
کچھ لوگ گزارہ کرتے ہیں
کچھ لوگ بزم میں آتے ہیں
کچھ لوگ کنارہ کرتے ہیں
کچھ لوگ دیکھتے ہیں بس خواب
تعبیر ڈھونڈتے ہیں کچھ لوگ
کچھ لوگ تمنا پاتے ہیں
کچھ دل کو مارا کرتے ہیں

☆

تتلیاں

جہاں جاتی ہو واں آنکھوں میں سپنے چھوڑ جاتی ہو
جسے تم چھولو اس پہ رنگ اپنے چھوڑ جاتی ہو
گلوں پہ نقش کرتی ہو تم الفت عندلیبوں کی
چوم کر گلشن میں تنہا تڑپنے چھوڑ جاتی ہو
دکھاتی ہو یوں جلوہ آکے کمسن ناتوانوں کو
چمن میں طفل کو کیونکر بھٹکنے چھوڑ جاتی ہو
ستاتی ہو تم خاروں کو چوم کر اپنے پیاروں کو
یعنی کانٹوں کو پھر پھولوں سے لڑنے چھوڑ جاتی ہو
تم چلی جاتی ہو کچھ دیر سیر و دل لگی کرکے
مگر خوشبو کو گلشن میں بکھرنے چھوڑ جاتی ہو
تم اپنی شوخ عمرِ مختصر تو خوب جیتی ہو
طویل ہجر کے موسم نکلنے چھوڑ جاتی ہو

☆پتّا☆

بے مقصد سا روکھا پتّا
میں ہوں گویا سوکھا پتّا
جو کہ پھر جا سکتا نہیں
منزل کو پا سکتا نہیں
شاخِ شجر سے ٹوٹا پتّا
دنیا کی ٹھوکرو سے لڑا
گردشِ ہوا کی آس پر پڑا
بے رنگ و بے بو کا پتّا
چاہت کا اب مینہ برسے
پیاسا اک قطرے کو ترسے
پیار کا پیاسا بھوکا پتّا
میں ہوں گویا سوکھا پتّا
راہِ دنیا میں بھٹکتا ہوا
سکوں کے لیے تڑپتا ہوا
پتّے کی ہی بدروح کا پتّا
مل جس کو سکھ سکتا نہیں
خود سے جو رک سکتا نہیں
ہوا کی بس اک شُو کا پتّا

☆تجدید☆

جی رہا ہے پردیسی، زندگی سزا جیسی
اشک بن کے آنکھ سے
بہہ رہا ہے کون؟ میں
ان گنت رنج والم
سہہ رہا ہے کون؟ میں
جی رہا ہے کون؟ میں
اشک کون پی رہا ہے، درد کون سہہ رہا ہے
سن رہا ہے کیا کوئی؟ درد بھری خاموشی
چل رہا ہے کانٹوں پہ ننگے پاؤں شخص کون
دشت میں دیوانوں سا کر رہا ہے رقص کون؟
حسرتوں کے جنگل میں درد بھری خاموشی
وہ ہے مثل بارش کی، اشکوں کی جو صورت ہے
زندگانی ہماری غم کی ایک مورت ہے
زندگی ہے پژمردہ،
زندگی ضرورت ہے؟
ضرورت کے سلسلے کا خاتمہ کرو لوگوں
اس کی ابتداء شہر میں کر رہا ہے کون؟ میں

جگنو

پروانے رہا کر تو شمع سے دور دور
سورج سے زمیں جیسے رہتی ہے دور دور
پیشہ مرا ضیا ہے آ میرے پاس پاس
تو بول میں آجاؤں گا تیرے پاس پاس
حامی و مددگار میں حاجت برار ہوں
ہر دم حضور پئے حَسَنہ تیار ہوں
بہ سرو چشم آپ کی خدمت کے لیے حاضر
اَمَلِ نور پورا کرنے کے پئے قادر
ہے یہ میرا اعجاز کہ سراپا نور ہوں
پرواز کی خوبی میں تم سا ضرور ہوں
واں عشق اگر ہوتا وہ آپ اڑ کے آتی
احساس شمع کرتی نہ یوں تمھیں جلاتی
سوزِ دلِ عاشق سے لطف اٹھاتی ہے شمع
کس قدر بے رحمی سے جلاتی ہے شمع
صیدِ زبوں پہ زور چلاتی ہے شمع
پردۂ روشنی میں ظلم ڈھاتی ہے شمع

میں جگنو صلح کل ہوں پیغامِ ضیا ہوں
اوروں کے پئے نور بانٹنے کو بنا ہوں
ہر پھول مجھ سے خوش ہے جو مجھ سے ملا ہے
محفل یہ گلستان کی میری سرا ہے
مجھ کو اپنے خالق سے ایک گلا ہے
مجھے رنگ آفتاب سا کیوں نہ دیا ہے
رونقِ خورشید پہ میری ضیا کچھ نہیں
دن کی آب و تاب پہ میرا دیا کچھ نہیں
پھر بھی میں خُرسند ہوں کہ رات ملی ہے
مجھ جیسے خُرد کے لیے یہ بات بڑی ہے
سینے میں مرے جذبہ ٔ امداد مگر ہے
خوبی یہ مجھے بخش دی یہ رب کا شکر ہے
پروانے مری ذات سے تو فائدہ اٹھا
شمع کی گرم آگ پہ نہ جان تو لٹا
عشق ایسا نہ کرو جو جان جلادے
ہاں ایسا مگر اور جو ارمان جلادے
چراغ میں نہیں پر شبِ چراغ ہوں
میں اتنا بے رحم نہیں کہ تم کو داغ دوں

وزیر

☆

آپ دل کے بادشاہ ہو
سب غلام آپ کے
بھگتیں بیچارے عوام
سارے کام آپ کے
کام جو غلط ہوئے
کہہ دیا مرے نہیں
کوئی کرے اچھے کام
وہ ہیں نام آپ کے
کوئی جو شکوہ کیا
تو آگ بگولا ہوے
اوروں پہ دھرے گئے
مُبہم الزام آپ کے

☆ آمد ☆

یوں اچانک تری کیسے آمد ہوئی
تو بتانا ذرا کیسے آنا ہوا؟
جیسے پھولوں سے تتلی بر آمد ہوئی
جیسے پھول چمن کے کھلانا ہوا
تیری رونق سے گل کی قدر گھٹ گئی
حق میں پھولوں کے یہ اچھا نہ ہوا
تیرے آنے سے دل پھول کھلنے لگے
تیرا آنا میرا دل چرانا ہوا
جیسے چاند کا پردے ہٹانا ہوا
سارے منظر کا موسم سہانا ہوا
جیسے بدلا ہوا یہ زمانہ ہوا
جیسے سارا سماں عاشقانہ ہوا
جیسے خوشبو کا گل سے ابھرنا ہوا
جیسے کرنوں کا سورج سے آنا ہوا
جیسے صبح کا ظلمت چرانا ہوا
جیسے ہر شام کا مسکرانا ہوا
ایسی آمد کہ سب مسکرانے لگے
تیرا آنا ہی محفل سجانا ہوا

☆

آنکھیں

آنکھوں کی تو فطرت ہے، بے قرار ہوتی ہیں
دل کا حال کہتی ہیں، ادا اقرار ہوتی ہیں
جوڑیوں میں ہوتی ہیں، جوڑیوں سے ملتی ہیں
دو دیوانے ملتے ہیں، آنکھیں چار ہوتی ہیں
دو آنکھوں کی وفا بھی کیسی عجب وفا ہے
اک ساتھ جاگتی ہیں اک ساتھ دیکھتی ہیں
اک ساتھ مسکاتی ہیں اک ساتھ ہی روتی ہیں
دیدارِ تماشا سے جب تھک گئی ہوتی ہیں
رنگوں سے اور چمک سے یہ ہار جو جاتی ہیں
زیست کے صیقل سے جب بیزار ہوتی ہیں
پھر بند بھی تو دونوں ہی ایک سار ہوتی ہیں
اک دوجے کو نہ دیکھا نہ ہی کبھی چھوا
پر وفا نبھاتی ہیں وفا شعار ہوتی ہیں

جہد

☆

غربت میں جی رہے ہیں
آنکھیں بھگو رہے ہیں
وہ ہم پہ ہنس رہے ہیں
ہم ان پہ رو رہے ہیں
کئی سارے غم بھلا کے
کئی یادوں کو سُلا کے
ہم سو نہیں پائیں گے
ہم سونا نہیں چاہتے
صبح کوئی اٹھائے گا
اس لیے سو رہے ہیں
کوئی غم جو آ گیا ہے
وہ پھر نہیں گیا ہے
کچھ اپنی میزبانی میں
ایسا لطف سا ہے
غم سارے دیوانے ہیں
اس دل میں جو رہے ہیں

نم

☆

کارخانۂ آب رسانی آنکھیں
بن گئی ہیں یہ کہانی آنکھیں
جس کا رتبہ ہے گوہر
اس کی آنکھوں کی ادا
اس کی آمد کا پہر
اور میرا ٹوٹا گھر
ہو گئیں شرم سے پانی آنکھیں

☆

شاعر کو پہلے چاہیئے نظارہ کرے
اور اس کے لیے دنیا سے کنارہ کرے
کرے آشیانا وسطِ کوہسار میں
قدرت کے راز خود پہ آشکارا کرے
آفتابِ لب بام کا ہر سحر کا ہر شام کا
واں دیدار کرے اور پھر دوبارہ کرے

گمشدہ

☆

تھا یہیں کہیں وہ کہاں گیا
وہ کہاں گیا مجھے کیا خبر
کیا کھو دیا کیا پالیا
کیا درد دل میں اگا لیا
اسے یاد کرنا زیاں گیا
وہ کہاں گیا مجھے کیا خبر
بیقرار سی یہ مری نظر
اسے ڈھونڈتی ہے اِدھر اُدھر
مجھے عاشق اپنا بنا گیا
وہ بے خبر وہ کہاں گیا

تمسخر

☆

مجھے شمع محفل کا لقب کیوں دیا
دیا کس لیے میں یہ جان گیا
تمھیں چاہیئے تھا کہ لطف و مزہ
چمن میرے آکے یہ تم نے کہا
محفل کو آکے ظلمت سے بچا
موقع مجھے مل گیا مدد کا
جگنو کی طرح سے راضی ہوا
توفیقِ خیر کا جذبہ مرا
گویا تیری محفل میں ضائع گیا
آ کے محفل میں مجھ کو پتہ یہ چلا
تم کو شمع سا شاید مرا دل لگا
جب بھی موقع ملا تو جلایا گیا
بجھایا گیا پھر جلایا گیا
اسی واسطے مجھ کو لایا گیا
تری انجمن میں چراغاں ہوا
مرا سیدھا مذاق اڑایا گیا

تم

شاعر ہوں میں تم میری شاعری ہو
میری سوچوں کو وسعت بخشتی ہو تم
میرے دل میں موم سا رہتی ہو تم
اور یادوں کی آگ میں جلتی ہو تم
پھر جیسے جیسے پگھلتی ہو تم
مشک کی آوارہ مہک کی طرح
دل کے ہر گوشے کو مہکا کے تم
آوارہ ہو کے مانندِ بھاپ
ذہن کی رگوں میں ابھرتی ہو تم
ہو کے بے خود بے طرح بکھرتی ہو تم
بہکاتی ہو خود بھی بہکتی ہو تم
پھر یادوں یا سوچوں کے ڈھانچے میں تم
نیساں کی بھری برسات بن کے
آنکھوں کے آبشاروں سے بہتی ہو تم
ڈالیوں پہ گرتے ہیں جو اشک بھی
پھر دھیرے دھیرے بن کے سواد
میرے قلم پہ آ جاتی ہو تم
میری ڈائری کے کسی روکھے سے
ورقے پہ ابھر آتی ہو تم

سفر

اس نے کہا کیوں رک گیا
میں نے کہا میں تھک گیا
اس نے کہا لو سہارا
میں نے کہا نہیں گزارہ
اس نے کہاں یاں خاک ہے
میں نے کہا افلاک ہے
اس نے کہا صحرا ہے خشک
میں نے کہا ہیں پاس اشک

آم

آپ بادشاہ پھلوں کے
سب غلام آپ کے
آپ کے موسم میں محفل
ساری نام آپ کے
نام آپ کا عام ہے
بلند مقام آپ کے

تجربہ

☆

ہم دشمنوں کے ساتھ بھلا کیا کرتے ہیں
کب ہم شکایات بھلا کیا کرتے ہیں
اک وہ ہیں کہ ہمارے دشمن بھی نہیں ہیں
سن کر ہماری بات گلا کیا کرتے ہیں
یادوں میں وہ آکر سونے بھی نہیں دیتے
ہجر کی ساری رات رُلا دیا کرتے ہیں
آمد سے قبل راہوں میں اس کی بچھاؤ پھول
گر دیکھ کر حالات چلا گیا ڈرتے ہیں
تنہا پتنگے نے جو شمع کو جلتے پایا
وہ بھی اپنی ذات جلا چکا جلتے میں
پروانہ دیوانہ تھا شمع میں جل گیا تھا
تم نے کیوں اپنا ہاتھ جلا دیا جلتے میں

ایک گل

اک گلشن میں اک گل بڑا مسکرا رہا تھا
خیالوں خوابوں میں آ رہا تھا
تتلیوں کے، بلبلوں کے، طوطیوں کے حصار میں
جمال پہ اترا رہا تھا
رنگ اپنے گل کھلا رہا تھا
اک پھول بڑا مسکرا رہا تھا
چمن میں جو جگمگا رہا تھا
خوشبو آنگن میں پھیلا رہا تھا
کچھ دیر پہلے ہی جو کھلا تھا
جلوۂ حسن پہ اترا رہا تھا
حسن کے جلوے دکھا رہا تھا
بدن پہ گرتے پون کے قطرے
جمال اس کا بڑھا رہے تھے
دور دور سے چرند و پرند کئی مسافر
جوق در جوق چمن کے اندر
اسے دیکھنے کے لیے آ رہے تھے
چمکتا دمکتا مقدر کا تارا
غرور اس کا بڑھا رہا تھا

جذبہ ءِ حقارت سے اوس قطرے

بدن سے اپنے ہٹا رہا تھا

ہوا میں اپنی فضا میں اپنی

مہک بھینی بھینی پھیلا رہا تھا

وہ اپنا فرض نبھا رہا تھا

اسے کِھلے کو نہ شام ڈھلی تھی

جو چمن سے ٹہلتا جا رہا تھا

کوئی ہجر کا مارا یہ بھول بیٹھا کہ وہ کسی کو تڑپا رہا تھا

اس پھول کو بے دردی سے توڑ کر

ہاتھ میں تھامے لے جا رہا تھا

چمن میں پھر اک جگہ بیٹھ کر

اس پھول کو کلیوں میں ٹکڑے کر کے

کلیاں اس کی توڑتا جا رہا تھا

جدائی کا نغمہ فراق کا گیت

دل ہی دل میں گنگنا رہا تھا

بڑا عجیب پھول تھا

ہنسنا جس کا معمول تھا

خود اپنی آنکھوں سے میں نے دیکھا

کہ اب لوگوں کے قدموں میں آ رہا تھا

جھوٹ

☆

اشکوں کو بارش لکھتا ہوں
بادل کی شورش لکھتا ہوں
سوزِ دل گھٹانے کو
کہتا ہوں زمانے کو
جلتے آشیانے کو
عارضی چوٹ لکھتا ہوں
ہاں میں جھوٹ لکھتا ہوں
جب ظلمت اور جبر ہو
ہر اک برداشتہ خاطر ہو
انسان کا جی بے صبر ہو
جب آہوں کی شورش میں
سماعتوں کو ضرر ہو
افراتفری کے عالم میں
سوگوار ہر بشر ہو
ہجوم میں اور بھگدڑ میں
ماں بچے سے بے خبر ہو

ٹوٹ برسنے کو سر پہ
مصیبتوں کا ابر ہو
ماتم کرتا ہر نگر ہو
خون کی بہتی نہر ہو
تو ایسی بے قراری میں
حالتِ بیزاری میں
درد میں بے چینی میں
اشکوں کی بیماری میں
درد کے گھٹانے کو
زندگی چلانے کو
بجھنے کو جو شمعیں ہیں
ان کے پھر جلانے کو
روٹھوں کو منانے کو
میں بدل کر آواز
شورشوں کو ساز
دھماکوں کی صدا کو
ابر کی آواز
خون کو پھوار
دل ٹوٹنے کی آہ کو

ڈھونڈ کر جواز
سوچ کر بے پر کی
ہرے بھرے شجر کی
شاخوں کی ٹوٹ لکھتا ہوں
آنسوؤں کو مینہ
نوحہ کو ترانہ
ظلم کو میں شمع
فواد کو پروانہ
مقصود ہو ممتا کو
صدمے سے ہوش لانا
تو چاند کا چھپ جانا
بادل کی اوٹ لکھتا ہوں
ہاں میں جھوٹ لکھتا ہوں

استفہام

☆

کیا سوال ہے میں نے کوئی جواب تو دو
تم ہی ہو میری آرزو کوئی جواب تو دو
اس طرح چپ تو نہ رہو کوئی جواب تو دو
میں نے کہا اب تم کہو کوئی جواب تو دو
نہیں کہنا نہیں کہو کوئی جواب تو دو
تمھارے دل میں ہے جو جو کوئی جواب تو دو
چاہے تم بات نہ کرو کوئی جواب تو دو
ہماری بات نہ مانو کوئی جواب تو دو
ہمارے ساتھ نہ چلو کوئی جواب تو دو

☆

اے شاعروں تمھیں کیا ہوا؟

کیوں دل تمھارا بھٹک گیا؟

انسانیت کے درد سے

دلوں پہ جمی گرد سے

سراپا حسن کی ملکہ جو سیڑھی سے اترتی ہے

تجھے لگتا ہے ایسا کہ ترے دل میں اترتی ہے

مگر مظلوم کی آہیں ترے دل میں نہیں اتریں

کسی مظلوم کے اشکوں میں جو تصویر ڈھلتی ہے

گلابوں پہ گرتے اوس قطروں میں نہیں ملتی

اے مرے شاعروں معافی گلوں میں کچھ نہیں دکھتا

تم اس خمار سے نکلو تو شاید دیکھ سکو

محبت پیار سے نکلو تو شاید دیکھ سکو

تمھیں بس شوخیاں کیوں سوجھتی ہیں

تو شب مشقِ سخن کر کے اسی کے سائے سوتا ہے

تجھے اس چاند کی صورت میں نرا نور دکھتا ہے

تمھیں وہ نور دکھتا ہے پر داغِ دل نہیں دکھتا

تمھیں اس کی نگاہوں کا الم کیونکر نہیں دکھتا

اس کی اداسی کا باعث یہ قلم کیوں نہیں لکھتا

کہ اس بے داد گری پہ رات بھر چاند روتا ہے

مجھے افسوس ہوتا ہے بہت افسوس ہوتا ہے

کھیل

☆

بارشوں کے موسم میں
آرزو ہے اک دل میں
کشتیاں بنانی ہیں
ان کو پھر چلانا ہے
اور پھر ڈبانا ہے
لطف اک اٹھانا ہے
کاغذوں کی کشتیوں کی ایک اچھی خوبی ہے
ان کے ڈوب جانے کا غم ذرا نہیں ہوتا
عشق و محبت کا زخم جو لگا دل پر
ان کے ڈوب جانے سے وہ ہرا نہیں ہوتا
دل کوئی جلانے میں
کسی کو ڈبونے میں
لطف کیسا ملتا ہے
یہی آزمانا ہے
بارشوں کے موسم میں

صلاح

☆

بارشوں کے موسم میں
مجھ سے ملنے آیا کر
دلنشیں تعبیروں کو
خواب نہ بنایا کر
مجھے علم ہے سارا
برکھا رُت کا نظارہ
کتنا تجھے پیارا ہے
پھر ترا یہ کہنا کہ
تجھ کو گھر ہمارے سے
اس حسیں نظارے سے
آ کے بھلا کیا لینا
جھوٹ موٹ بے وجہ کی
باتیں نہ بنایا کر
بارشوں کے موسم میں
مجھ سے ملنے آیا کر

مٹی

☆

کاش یہ مٹی راس آئے
اس ملک کے ہر باشندے کو
ہر بندی کو ہر بندے کو
شعور ہو سمجھ آئے
وہ چھوڑ کے دھرتی نہ جائے
کاش یہ مٹی راس آئے
اس مٹی میں تو سونا ہے
بس وفا کے بیج کو بونا ہے
دولت شہرت سے قطع نظر
آخر کو اسی میں سونا ہے
کیا خبر پردیس میں تجھ کو
گور کی جہ نہ مل پائے
کاش یہ مٹی راس آئے

پرَپل

☆

لڑکیاں تو پاگل ہیں
انتظار کرتی ہیں
آرزو کی راہوں کو
اختیار کرتی ہیں
اجنبی انسانوں پہ اعتبار کرتی ہیں
وقت کے بدلنے کا
زندگی سنورنے کا
انتظار کرتی ہیں
جھوٹے غم گساروں سے
اپنی ذات سے زیادہ
بڑھ کے پیار کرتی ہیں
شہر میں فسانوں کے
وصل کی چٹانوں پہ
جگنوؤں سی،
پھولوں سی
رنگ و روشنی لے کر

خوابوں کے نگر میں وہ

تتلوں سی اُڑتی ہیں

دور نکل جاتی ہیں

ناسمجھ اپنے دل کو

بے قرار کرتی ہیں

اور پھر تھک ہار کے

منزلوں کا خود چل کے

ان کے پاس آنے کا

انتظار کرتی ہیں

لڑکیاں تو پاگل ہیں۔

☆

ڈھونڈتی ہیں کچھ کب سے
بے قرار سی نظریں
بے قرار نظروں کی
غالباً تلاش تم ہو
بے قرار سی نظریں
بے قرار رکھتی ہیں
دل پہ وار کرتی ہیں
بزم میں رویہ جو
اجنبی سا رکھتی ہیں
کس طرح بدلتی ہیں
بے قرار سی نظریں
آرزو کی راہوں کو
اختیار کرتی ہیں
اپنے ساتھ دل کو بھی
بے قرار کرتی ہیں
ایک پل اک لمحے میں
کس طرح بھٹکتی ہیں
بے قرار سی نظریں

قیدی

☆

میں صدا نقش سادگی کا رہا
میں قرضدار زندگی کا رہا
میں طلبگار محبت کا رہا
مجھے تھا انتظارِ خوشحالی
پر میں پیمانہ بے بسی کا رہا
میری خوشیوں کی راہیں رنگ رہیں
اور احساس کمتری کا رہا
میری سادہ دلی نے مارا مجھے
ہوا ہر موڑ پہ خسارہ مجھے
خود غرض دنیا کے سمندر میں
کہیں نہ مل سکا کنارہ مجھے
بے غرض وعدوں کی زنجیروں سے
اک انتظار آزادی کا رہا

☆

زندگی کی راہوں میں
میں تو کھڑا ہوں وہیں
تم بتاؤ ہو کدھر؟
کوئی نہیں اندازہ، کچھ نہیں پتہ چلا
کسی کو بتائیں کیا
کچھ نہ ہو سکی خبر
کتنا رہ گیا سفر
مجبور ہیں تب ہی تو
بگڑی ہوئی حالت میں
زندگی کی گاڑی میں
منزلوں کی چاہت میں
ہم بھی ایک عرصے سے
کیے بیٹھے ہیں صبر
آج کل اے ہمنوا!
تم کو ہم سنائیں کیا
کس طرح سے کٹتے ہیں
روز و شب ہمارے یاں
کیسی ہوتی ہے بسر

☆

مجھے کیا خبر تھی ہو گا
میرا اس طرح فسانہ
میری زندگی بنے گی
کبھی اس طرح تماشہ
میری طرح اگر رستے
ہموار کوئی چھوڑے
نفرتوں کو تھامے
اور پیار کوئی چھوڑے
مری زندگی کا قصّہ
اے صبا! اسے سنانا
انجام میرا کہہ کر
ہر بھٹکے کو بچانا
میری سرگزشت لوگوں!
ذرا غور کرکے سننا
میں ہو جس طرح سے ٹوٹا
کہیں تم نہ ٹوٹ جانا

☆

زندگی میں اے مسافر!

انتظار کیا ہوا؟

کل تلک جو تھا کسی پہ

اعتبار کیا ہوا

وقت بدلا سوچ بدلی

بدلے ہیں انداز اب

کیوں وہ وعدے بھول بیٹھا

میرے یار کیا ہوا

میں نے تو وہی کیا تھا

جو اِس پاگل نے کہا

کیوں ہے دل اب ہر گھڑی

یوں بے قرار کیا ہوا

☆

زندگی کی راہوں میں
ہر موڑ پر اک چوٹ پر
ہم نے سمجھوتہ کیا
جن پہ نہیں کرنا تھا ان پہ بھروسہ کیا
منزلوں کی چاہ میں
ہم نکل چلے کہیں
آخر یہ ہم نے کیا کیا

☆

محرومیوں کا
میری قصّہ
دیکھا جو اسے کہتا
تو دل کے دریچوں میں
اک غم سا ہوا پیدا
احساسِ محرومی سے
دل کیوں نہ بھلا کڑھتا

☆روشنی☆

روشنی کے کیا کہنے!
زندگی کی روشنی تو
چند دن کا کھیل ہے
پھینک دو نکال کے
جو دلوں کا میل ہے
روشنی سے فائدہ
خوب اٹھایا کرو
پر تم اپنا قیمتی
وقت نہ ضائع کرو
بھلے ہی تم زندگی
کھل کے گزارا کرو
ولیکن نہ فرض سے
کبھی کنارا کرو
روشنی ہو لحد میں
آگ یا لاوا نہ ہو
دنیا سے جاتے ہوئے
کوئی پچھتاوا نہ ہو

بے بسی

☆

بے بسی کے کیا کہنے
بے بسی میں انتظار، کرتا ہے دل بیقرار
بیقرار دل جب بھی
زمانے کی چوٹوں سے
ناامید ہو جائے
مایوسی کے عالم میں درد سے جب رو جائے
ایسے میں صبحِ روشن کی
سرمئی سی کرنوں کی
کوئی دید ہو جائے
تو دلِ نادان پھر جھوم جھوم جاتا ہے
دل یہ بھول جاتا ہے
کہ ہر اک نئی صبح،
ضروری نہیں کامیابی کی نوید ہو جائے
ناکامی سے دردِ دل پھر شدید ہو جائے
پھر سے کیا کرے گا دل انتظار کو سہنے

انتظار

☆

زندگی کی راہوں میں
منزلوں کو پانے کا
جو بچھڑ گئے تھے کل
ان کے لوٹ آنے کا
آتی ہیں جو دیر سے
ان خوشیوں کے منانے کا
انتظار رہتا ہے
انتظار کی گھڑیاں
بیقرار کرتی ہیں
یادوں کا نشتر بن کے
دل پہ وار کرتی ہیں
اُس درد سے پھر دل اکثر
بے قرار رہتا ہے
انتظار رہتا ہے

فاصلہ

☆

میری بات اور کچھ ہے
تیری بات اور ہے
میں زمیں پہ چلنے والا
ایک معمولی سا بشر
تو فضاؤں کا مسافر
اونچی پروازاں کا شائق
تو نہیں ہے میری منزل
میں نہیں ہوں تیرے لائق
تیری شام ہے نشاط
نغمہ و محفل ہے رات
میرا دن نوحہ کناں ہے
میری رات اور ہے

خسارے

☆

ہوئے جو مقدر خسارے ہمارے
ہمیں کر گئے جو کنارے کنارے
پردیس میں ہم کو ملتا بھلا کیا
کہ منزل تھی اپنی وطن میں ہمارے
پلٹ کے تو ہم بھیڑ میں بھی ہیں تنہا
ہوئے اجنبی سارے اپنے ہمارے
مگر شہر کا موسم کرتا ہے اب بھی
وہی نصیحتیں اور وہی کچھ اشارے
زمانے کے غم ہیں زمانے کے سارے
ہمیں کر گئے جو کنارے کنارے

تیاری

☆

سوچتا ہوں ابھی آواز اٹھاؤں کہ نہیں
سوچتا ہوں میں کسی کو یہ بتاؤں کہ نہیں
سوچتا ہوں جو ہوئے، ہورہے ہیں ظلم و جبر
کروں اعلانِ بغاوت یا کروں اب بھی صبر
دیکھتا ہوں کہ اب پروان ستم چڑھتے ہیں
رہیں خاموش تو ظالم بھی آگے بڑھتے ہیں
وہ ایک وعدہ جو وہ کرکے بھول بیٹھے ہیں
میں وہ وعدہ انھیں پھر یاد دلاؤں کے نہیں
سوچتا ہوں ابھی آواز اٹھاؤں کہ نہیں

☆آرزو☆

یہ تشنگی کا موسم
یہ تیرگی کی آہیں
وہی خواہشوں کا ماتم
وہی وصل کی دعائیں
یہ آرزو کے تو بھی
مری بزم میں شامل ہو
یہ جستجو کہ تیری
میری سمت ہو نگاہیں

☆ کیفیت ☆

جلوے سے ان کے میری آنکھوں میں وہ ضیا تھی
اس وقت مری صورت بھی دیکھنے کی تھا
وہ میرے سامنے تھا وہ میرے مقابل تھا
اس وقت میرا حالِ دل بتانے کے قابل تھا
خوشبو سے اس کی سانسوں کا مہکا ہوا سما تھا
دل جھومتا تھا میرا نغمہ مرا بیاں تھا

☆

کیا یہ ہم نے کر دیا
دل ہمارا پاگل تھا
آرزو کے پیکر نے
خوابوں کے جہان میں
ہم کو روانہ کیا

☆

عجب تماشا ہے زندگی کا
اداس نغمے، اداس جھرنے
اداس ہر پل ہے زندگی کا

☆

یہ وہ دریا ہے جس کا کنارہ نہیں
اپنے اشکوں کی قیمت کی کیا قدر ہے
ارے رو کے بھی اپنا گزارا نہیں

☆

پھر وہی تماشا سا
پھر وہی تماشائی
جیسے تیسے جی رہا تھا
اپنے حال میں یوں تو
اس نے مجھ کو دیکھا تو
آنکھ میری بھر آئی
رنگ و گل کے گھونگٹ میں
بین کرتی شہنائی
تم بھی مجھ کو بھول گئی ہو کیا میری تنہائی؟

☆

گھر کی ہر دیوار و در پہ
لان کے ہر اک شجر پہ
لکھ دیا تمھارا نام
ایسا میں دیوانہ ہوں
تم کو کچھ خبر بھی ہے؟

گھٹن

☆

ہر سمت ہے ویران
ہر شخص ہے برباد
سب کو پڑی ہے اپنی
ہے کون کس کو یاد
میں بھی اسی فہرست
میں کہیں کھڑا ہوں
ہیں کون مرے پیچھے
میں ہوں کن کے بعد
نہیں کچھ خبر نہیں ہے
بھئی کچھ پتہ نہیں ہے
بس تیرگی ہے ہر سو
ذرّہ ضیا نہیں ہے

داستاں

☆

خلاصہ میری حیات کا
میں بیاں کروں جو سنے کوئی
جو کوئی سنے میں کروں عیاں
میں لکھوں اسے جو پڑھے کوئی
مجھے گردشوں میں ملا فریب
مجھے سادگی کی سزا ملی
میں نہ رہ سکا نہ میں کہہ سکا
دل غموں کا بن گیا میزباں
یہ زندگی تو ہے امتحاں
میں غلط کہوں تو کہے کوئی
میں صحیح کروں جو کرے کوئی

ماتم

☆

دل کرتا ہے، دل کرتا ہے
ماتم، ماتم، ماتم، ماتم
کوئی جیتا ہے، کوئی مرتا ہے
دل کرتا ہے ماتم، ماتم
ارے اپنی خوشی، ارے اپنا غم
ملا خاک میں سب، ملے خاک میں ہم
اب جینا کیا، کیا جینا اب
جی چاہتا ہے ہو جائیں ختم
دل کرتا ہے ماتم، ماتم
سب جھوٹ تھا، سب کچھ تھا مبہم
سب دوست مرے، سارے ہمدم
منہ موڑ لیے، ہائے یہ ستم
دل کرتا ہے ماتم، ماتم
میں مر جاؤں، مر جاؤں میں جب
مت کرنا تم
ماتم، ماتم، ماتم، ماتم

☆

میرا تو ہے نصیب بے تابی
چین سے مجھ کو غرض کیا لینا
ٹھہرتے پانی سے اڑانا نیند
راہ میں کانٹے کچھ بچھا لینا

☆

ابھی تو آمد آمد ہے،
چاہتوں کے بلبلوں کی
ابھی تو حاجت پڑے گی شاید،
نئے چمن کی نئے گلوں کی

☆

آج میں مغموم نہیں
پتھروں کے آنگن میں
آج میں نے آنکھوں سے
چمکتا دمکتا ہوا
تراشا ہوا ہیرا دیکھا

☆

زندگی میں پہلی بار
رات ایسے گزری ہے
کہ ہو جیسے کوئی بار

☆

نہ کسی نے بلوایا
نہ کوئی پیام آیا
ہم کھڑے رہے در پر
پاس تھا ہمارے کیا
آنسوؤں کا سرمایہ

☆

دروغ سے بچا تو
مجھے راستی نے مارا
کبھی ہوش نے پچھاڑا
کبھی بے خودی نے مارا
مجھے دشمنوں نے چھوڑا
تو دوستی نے مارا
مجھے موت سے پہلے ہی
مری زندگی نے مارا

☆

یاروں سب نظاروں میں
وہ ہی اک نظارہ تھا
جو کہ ہم کو پیارا تھا
کیا کہوں پھر کیا ہوا
کام سے گیا سالکؔ
بزم میں اس جلوے کے
جام سے گیا سالکؔ

☆

مری سوچ چل کر
مرا شعر بڑھ کر
مری نظم ایک نظریہ بنا
وہ آنکھوں کا محور
وہ الفت کا زیور
جو بچھڑا تو اشکوں کا دریا بنا

بھیس

☆

وقت نے بدلا ہے لہجہ
سکھایا ہے دھوکوں نے
یہ بھی میں ہوں
وہ بھی میں
زندگی ہے زندگی
ساتھیا او ہمنوا!
ہاں میں نے بدلا ہے رنگ
میرے رنگ کی بات چھوڑ
ہر طرف ہی رنگ ہیں
کہہ رہا ہوں کب سے میں
زندگی ہے زندگی

☆

غالباً میں زندہ ہوں

غالباً میں زندہ ہوں
زندگی کے نقشے میں
وقت کے سمندر میں
پنہاں اک جزیرے پر
تشنگی کی آہیں ہیں
خواہشوں کا ماتم ہے
مفلسوں کی بھیڑ ہے
حاجتوں کا متلاشی
کر رہا ہے واویلا
شور بے تحاشہ ہے
اگر اس ہنگامے میں
کچھ سنائی دیتا تو
کوئی کسی کی سنتا
ہر کسی کی آنکھوں میں
خواہشوں کے لوٗ لوٗ ہیں
جانتے ہوئے سب کچھ

میں بھی اس جزیرے پر
کاسہ لیے آ پہنچا
میں بھی اک بھکاری ہوں
وقت کے سمندر میں
میں بھی ایک مفلس ہوں
زندگی کی مالا میں
خواہشیں پروتا ہوں
صبح شام روتا ہوں
صدائیں لگاتا ہوں
میں بھی ان کا حصہ ہوں
زندگی کی دوڑ میں
میں بھی ان میں شامل ہوں
اس جزیرے کے باسی
جو ابھی حیات ہیں
سبھی پنکھ کھولے ہیں
سبھی اڑنا چاہتے ہیں
روز نکل پڑتے ہیں
صبح شام روتے ہیں
اور جو نہیں روتے

خواہشیں نہیں بوتے

ہم یہ جان لیتے ہیں

ہم میں وہ نہیں رہے

میں تو ابھی جاگتا ہوں

اور خواب دیکھتا ہوں

آہ وبکا کرتا ہوں

میرا یہ صدائیں دینا

روز گریہ وزاری کرنا

یہ بیان کرتا ہے

یہ ثبوت دیتا ہے

غالباً میں زندہ ہوں

☆

وہ غضب نہ ہو

وہ بلا نہ ہو

تو بزم میں

کچھ مزہ نہ ہو

اے کاش کہ

وہ خفا نہ ہو

اے کاش کہ

مری ذات سے

مری بات سے

مرے دوستوں کی جماعت سے

وہ کبھی بھی ہرگز

خفا نہ ہو

☆

خنجر تری آنکھیں ہیں، تماشہ تری آنکھیں

اک عرصے سے میری ہیں شناسا تری آنکھیں

☆

دل پہ اس کے ہجر نے
دیا ہے جو زخم گہرا
اس کی ہی یادوں پہ آ کے
پھر سے میرا دل یہ ٹھہرا
پھر سے وہی بیقراری
پھر سے وہی انتظار
پھر سے وہی بہکی باتیں
آنکھوں میں اس کا خمار
پھر سے وہی اس کا چہرہ
دل کی ہر دیوار و در پہ
اس کی ہی یادوں کا پہرا

☆

مجھے اک بات جو کہنی ہے تم سے
وہی اک بات کوئی کہہ نہ جائے
مرا افسانہ خالی رہ نہ جائے

☆

ہم نے تمھیں اپنا کہا

بولو تمھیں کیسا لگا

اچھا لگا یا برا لگا

امید ہے اچھا لگا

پوچھو گے نہیں کیونکر بھلا

ہم نے تمھیں اپنا کہا؟

چلو ہم خود دیتے ہیں بتا

کیونکر تمھیں اپنا کہا

کیوں کی تمھاری ہی تمنا

کیونکر تمھیں سپنا کہا

کہ اجنبی لوگوں میں یاں

تو ہی ہمیں اپنا لگا

تجھ سا نہ کوئی بھی لگا

تو ہی بہت سچا لگا

تو ہی ہمیں اچھا لگا

دل سے تمھیں اے ہمنوا

چاہا ہے ہم نے جا بجا

ہم نے تمھیں اپنا کہا، بولو تمھیں کیسا لگا؟

اے مصور

☆

میں ہوں منتظر تمھارا
آؤ تراشو مجھے
تم ہی تراشو گے یارا
آؤ تراشو مجھے
میں نے تلاشا ہے تم کو
اس بھرے جہان میں
کیسے ہیں جذبات میرے
کیا کروں بیان میں
میں ہوں اب فقط تمھارا
آؤ تراشو مجھے
تم مجسمہ ساز ہو
تم مجھے سنوارو گے
قیمتی توجہ دے کے
تم مجھے نکھارو گے
میں ہوں ایک سنگ پارہ
آؤ تراشو مجھے
کسی بھی سانچے میں ڈھالو

کوئی سا بھی رنگ ڈالو
کوئی سی بھی شبیہ دو
تمھارا کام ہے سنبھالو
ہوں تمھارے لیے سارا
آؤ تراشو مجھے

بیقراری بڑھ رہی ہے
باصرہ ترس رہی ہے
بن ترے اس دشت میں
ہے بڑا مشکل گزارا
منجدھار میں ہے نیّا
مانجھی ڈھونڈلا کنارہ
تم ہو آسرا ہمارا
آؤ تراشو مجھے

کمی بیشی دور کر دو
کچھ تواب حضور کر دو
کمالِ فن کے نقش بھر کے
عالم میں مشہور کر دو
اے مصور! اے ستارہ!
آؤ تراشو مجھے

☆

تم بھی ہار جاؤ گے
ہم بھی ہار جائیں گے
اس کھیل میں انجام یہی ہوتا ہے اکثر
ہم بھی اک درندہ ہیں
تم بھی اک درندہ ہو
دل پہ قابو رکھنے کی
کوتاہیاں، بربادیاں

☆

ہر گھڑی شرمایا میں
ہر گھڑی گھبرایا میں
بات جو دل میں تھی
وہ ہی نہ بیاں کر پایا میں
جب کیا ہے یاد میں نے
یاد تم کو ہی کیا
لوگوں کے ہجوم میں
اور گھر کی تنہائی میں
دل میں حسرت ہی رہی
آنکھ میں پانی ہی رہا

سانولی

☆

سانولی زنجیروں نے
چین چھینا دل کا چین
اس کی خوشبو ہے گلستاں
اس کا کھلنا دل کا چین
اس کا جانا بے قراری
اس کا آنا انتظار
اس کی آمد عید کردے
اس کا ملنا دل کا چین
اس کے راستوں سے اٹھنا
اس طرح ہے کہ بھٹکنا
زندگی کی رہ میں اس کے
ساتھ چلنا دل کا چین

گرگٹ

☆

کیا بھلا کہیں تم کو
پراسرار ہو تم تو
ایک پل میں تم شناسا
ایک پل میں اجنبی
ڈھونڈ رہا تھا تم کو
آج کل میں زندگی
کیسے بھول جاتے ہو
دوستوں ہی کو تم تو
کل تو بڑے مخلص تھے
ایسا نہ کرو تم تو

قبولیت

☆

میں نے کہا کبھی ملو ہمیں
اس نے کہا بالکل بالکل
دل میں مچی ہلچل ہلچل
دل یہ ہوا پاگل پاگل
اس کی ادا، اس کا آنچل
ساون میں جل تھل جل تھل
خوشی سے ہم پاگل پاگل

لت

☆

اک طرف گورا نشہ
ایک طرف کالا نشہ
ہر نشہ دوسرے نشے سے کتنا ملتا ہے
ہم نے پالا تھا چین
ہم نے پالا تھا سکوں
تم نے کیوں اے ستم ظریف!
اس میں آ ڈالا نشہ
کرتے تم اعلیٰ نشہ
ہم پہ کیوں ڈالے زخم
ہم نے سنبھالی کتابیں
ہم نے سنبھالے قلم
تم نے یہ دونوں چھوڑ کر
محض سنبھالا نشہ

چراغِ سحری

☆

کیا خبر اب شہر میں گزارا نہ ہو

کیا خبر کہ سحر کا نظارہ نہ ہو

اشک آنکھوں میں ہوں

آنکھ اشکوں میں ہو

دردِ دل نہ رکے،

دردِ جاں نہ رکے

اور رو کے بھی اپنا گزارہ نہ ہو

کس طرف ہے کنارہ،

کنارہ کدھر

یہ وہ دریا ہے جس کا کنارہ نہ ہو

کاش ملتی وہ راہ جس کی منزل بھی ہو

راہ آسان ہو اور خسارہ نہ ہو

☆

ہم شہر میں اس کوچے میں
اس کی ہی خاطر رہے
اس کو ہی ڈھونڈا کیے
اس سے ہی متاثر رہے
جلوؤں سے محروم تھے
لیکن صدا صابر رہے

☆

گلاب چہروں نے مار ڈالا
وگرنہ ہم بھی حیات ہوتے
وگرنہ ہم بھی ہوا میں اڑتے
زمانے کے ساتھ ساتھ ہوتے

نا مکمل

☆

جلوہ ہی نہیں دکھتا
آنکھ ہی نہیں ملتی
بات ہی نہیں ہوتی
کہانی ادھوری ہے
یاد کرتا ہے ان کو
کوئی صبح شام کو
کوئی ہر گھڑی مجنو
کوئی ہر پہر پاگل
راہ تکتا ہے ان کی
بات کرتا ہے ان کی
پر انھیں خبر نہیں
کچھ ذرا اثر نہیں
کہانی ادھوری ہے

☆

ہماری بزم میں آؤ
محبت کی زباں سمجھو
کئی بے ربط جملوں کے
پسِ منظر میں جھانکو تو
نظر آجائے گا تم کو
کئی الفاظ ہوتے ہیں
کبھی تو جاں سمجھ جاؤ
محبت کی زباں سمجھو

☆

میں آج تک ہوں دیوانہ اس کا
وہ جس نے مجھ کو کہا تھا شیری
وہ اپنی انفرادیت کو مجھ پہ
جتا گئے یہ مقام دے کر
مرے تو دل کو ہی لے گئے ہیں
وہ مجھ کو پیارا سا نام دے کر

☆جنگل میں☆

دنیا میں یا جنگل میں
رہنا پڑا جنگل میں
جی رہا ہوں میں دیکھو
جلتا ہوا جنگل میں
میں نے کہا ٹھہرو تو
چند لمحے بیٹھو تو
اس نے گھور کے دیکھا
اور کہا جنگل میں
سبھی سے الگ لگی
سب سے ہی جدا لگی
سب سے معتبر لگی
اس کی ادا جنگل میں
ہمارے بھی مقدر میں جنگل لکھ دیا گیا
کونسی ہوئی خطا
ہم سے بھلا جنگل میں
ہے مجھے افسوس کہ میں بھی اس سمندر میں
کود پڑا جانے کب
میں بھی چلا جنگل میں

☆

اتنی بڑی دنیا ہے
کتنے سارے لوگ ہیں
کتنی زیادہ بھیڑ ہے
کون کس کو دیکھے گا
کون جگمگائے گا
کون کس کو سوچے گا
کون کس کو چاہے گا
کون کس کو ڈھونڈے گا
اتنی ساری بھیڑ میں
کون کس کو پوچھے گا
یہ تو سب ڈرامہ ہے
سب سراسر ڈھونگ ہے
جو ہے محض دھوکہ ہے
نظر کا فریب ہے
کوئی ہو گا خوش قسمت
کوئی ہو گا خوش نصیب
باقی سب کو خوش فہمی اور غلط فہمی ہے
کوئی بھلا کسی کے کام کس لیے آئے

☆

بزم کا بھروسہ کیا
کس گھڑی کرے رسوا
جانے کب پچھاڑ دے
جانے کب نواز دے
بزم کی کہانیاں
یاد ہیں ہمیں ساری
بزم نے ہمیں شہرت
دی ہے کئی مرتبہ
بارہا نوازا ہے
اسی بزم میں لیکن
ایسا بھی ہوا اکثر
یوں کیا ہے شرمندہ
ہم پریشاں ہو گئے
بے طرح اجاڑا ہے
کیا بتائیں کس طرح
ان لمحوں کو گزارا ہے

☆ کنارہ ☆

زندگی ہے جینا ہے
سو شہر میں رہتا ہوں
ان سے کیا غرض مجھے
ان سے مجھے کیا لینا
ان سے مجھے کیا شکوہ
ان کا اپنا جیون ہے
میں بھی ابھی حیات ہوں
دن گزارنے ہیں کچھ تو کہیں تو رہنا ہے
سو شہر میں رہتا ہوں
لوگ ہیں بہت سے جو کرتے ہیں گلے شکوے
انھیں مجھ سے کیا شکوہ؟
میں نہیں کہتا کبھی
کیوں ہے یہ عیش و نشاط
کیوں یہ بے قرینہ ہے
کہ جو کچھ حساب ہے
ان کو اپنا دینا ہے
مجھ کو اپنا دینا ہے
زندگی ہے جینا ہے

☆

زندگی میں آمیری
زندگی سجا میری
ہیں یاں بھلا کونسی
منزلیں بتا میری

-

کٹی سفر میں زندگی
رکاوٹیں، جھجک، کمی
ہیں راستے عجب مرے
عجب ہے میری زندگی

-

راستے جدا ہیں سب
دوست سب خفا ہیں سب
آسان ہوں مشکلیں
ہو پوری ہر دعا میری

☆مذاق☆

زندگی ہے یا مذاق
اس قدر بڑا مذاق
وصل کا وعدہ کیا
اور پھر مکر گئے
پوچھا جو سبب میں نے
ہنس کے کہہ دیا مذاق
زندگی کی راہوں میں
نئے جہاں کا کہہ کر
ہم کو لے چلے وہ سنگ
پھر نجانے کس رہ پر
موڑ پر کہا ہنس کر
کیسا یہ لگا مذاق
زندگی کا بن گیا
کس قدر بڑا مذاق
درد سے دل ڈرتا تھا
پر یہ اب تو کہتا ہے
مجھ کو دو جامِ زہر
میں بھی کروں گا مذاق

☆پہلا ساون☆

بارشوں کے موسم کی پہلی پہلی بارش کا
پہلا پہلا افسانہ، پہلا پہلا پروانہ
کیسے بھول جاؤں میں کس طرح بھلاؤں میں
فراموش کیسے کردوں تیرا پیار اے جاناں!
زندگی کا حاصل ہیں اتفاقات یہ
میں نہیں بھلا سکتا بھول جاؤ تم بھلے
جب ملے تھے تم مجھ سے، جب ملا تھا میں تم سے
روز کہاں ہوتے ہیں اس طرح کے حادثے
بادلوں کی تھی شورش تیز تیز تھی بارش
چاہتوں کے موسم نے اک تیار کی سازش
جبکہ میں تنہائیوں میں پرسکون رہتا تھا
اپنے دل کی سب باتیں ڈائری سے کہتا تھا
اپنے گھر کے کمرے میں، میں اداس بیٹھا تھا
دیکھ کے حسیں موسم سرد آہیں بھرتا تھا
پیڑ کی ٹہنیوں پر بیٹھے کچھ پرندوں کو
سامنے کی کھڑکی سے بارش کی بوندوں کو

لان کی ہریالی پر، غنچوؤں اور ڈالی پر
بے حواس ہو کے جو بے پناہ برستی تھیں
پھر سے یوں ٹپکتی تھیں اور پھر مٹکتی تھیں
مست ہوکے گرتی تھیں اور پھر اچھلتی تھیں
دل میں میرے کیسی کیسی حسرتیں مچلتی تھیں
میں حسین منظر کو حسرتوں سے تکتا تھا
دل میں کوئی آئے گا مجھ کو ایسا لگتا تھا
ہاتھ میں تھی ڈائری اور اک قلم بھی تھا
سوچوں کا تسلسل تھا وجد کا عالم بھی تھا
یوں لگا اچانک کے جگمگا اٹھا آنگن
چھورہے تھے جس لمحہ میرا در ترے کنگن
تم حواس باختہ پیٹتی تھیں دروازہ
جب تمھاری گاڑی کا بند ہو گیا انجن
دیکھ کے نم پیشانی بھانپ لی پریشانی
کی تیری میزبانی قدرت کی مہربانی
چھوڑ دیا راستہ کھول دیا پورا در
بن کوئی کیے کلام تم بھی آگئی اندر
نہ ہی میں کچھ پوچھتا تھا نہ ہی تم حیران تھی
جیسے کوئی برسوں کی جان پہچان تھی

☆ کشمکش ☆

عجیب کشمکش میں ہوں
کیا کروں، کروں میں کیا
کیا کیا جائے بھلا
کچھ سمجھ نہیں آتا
مشکلیں ہیں راہ میں
منزلوں کی چاہ میں
میں نکل کھڑا ہوا
ہے مرحلہ کہاں چلوں
عجیب کشمکش میں ہوں

ہے عجیب مرحلہ
کہاں میں جاؤں بھلا
گرچہ ہے پختہ لگن
راستے ہیں پر کٹھن
پتھریلی پرخار راہ
کیسے چلا جائے گا
تیز جو یہاں چلا

کیا وہ گر جاتا نہیں
گر نہ جاؤں میں کہیں
کون پھر اٹھائے گا
ہمسفر ہیں جا بجا
پر کسی کا کیا پتہ
کس پہ بھروسہ کروں
عجیب کشمکش میں ہوں

☆

وقت کے بدلنے کا
زندگی سنورنے کا
انتظار کر سالکؔ
کچھ تو بھلا ہووے گا
اعتماد رکھ پاگل
اعتبار کر سالکؔ

☆

نہ نہ کی بھی رٹ جاری رہی
اور ہاں کو بھی نہیں چھوڑا
دل کو پہلے لوٹا گیا
پھر جاں کو بھی نہیں چھوڑا
لوٹ لی داناؤں کی محفل
ناداں کو بھی نہیں چھوڑا

☆

تو ہی بتا میں اکیلا کیا کروں
اے میری سنڈریلا کیا کروں
تو جو میرا ساتھ دے تو بات ہے
کیا کروں میں اکیلا کیا کروں

☆ضبط☆

محبت کر کے دکھاؤں گا کسی اور سے
میں بھی تم کو جلاؤں گا کسی اور سے
دوں گا دعا تجھ کو ملے تجھ سا کوئی
تیری طرح تڑپاؤں گا کسی اور سے
چاہیں گی نظریں تمھیں کو ڈھونڈنا
پر نگاہیں الجھاؤں گا کسی اور سے
اے طبیب واحسر تا یہ میرا خوف
میں مریض مر جاؤں گا کسی اور سے
تیری بے نیازی پہ بے جا بکتا ہوں
میں کیا نبھا پاؤں گا کسی اور سے

☆ **پناہ** ☆

کبوتروں کی محفل میں
آ تو گیا میں لیکن
جاؤں گا بھلا کیسے
چھوڑ کر بھرا آنگن
یاں رکا تو ڈر ہے کہ
اوڑھے لبادہ ءِ امن
کہلاؤں نہ بزدل میں
کبوتروں کی محفل میں

☆

ہاں میں اپنے جرم کا اقرار کرتا ہوں!
میں نے عشق کتابوں کا چھوڑ دیا نادانی میں
میں نے مزدوری کی خاطر چھوڑ دیا ہنسنا وسنا
میں نے خواب نگر چھوڑا گھر کا دیا جلانے کو
میں نے راتیں کالی کردیں محنت کشی کے جذبے میں
میں نے سانسیں بحال رکھنے کے لیے ارمانوں کا گلا گھونٹ دیا
میں نے جینے کے لیے جہاں میں زندہ دل روح کا قتل کیا
ہاں میں مجرم ہوں آج مانتا ہوں، لو میں اپنے جرم کو تسلیم کرتا ہوں

☆خشک گلاب☆

یادوں کے خشک گلابوں میں
پھر آج یہ دل کھویا ہے
تو دل آج بہت رویا ہے
ہو تو گیا کچھ ہلکا ہے
جب اشکوں سے دھویا ہے
پر بجھا بجھا سا لگتا ہے
جیسے کہ ابھی سویا ہے
کہ دل آج بہت رویا ہے
جو بات محض اس دل میں تھی
اک دل کو بیاں کر دی ہے
یوں دل کو تسلّی دی ہے
یادوں کا ہار پرویا ہے
کہ دل آج بہت رویا ہے
پھر ایک تمنا جاگ اٹھی
پھر اک ارماں بویا ہے
پھر اک کوشش کر کے دیکھو
یہ دل مجھ سے گویا ہے

☆ گیت ☆

ارے او بالما! ارے او بالما
میں تیری یاد میں پاگل
تو میری یاد سے غافل
بجھا ہے دل چراغِ دل
میں ہوں تاریکی میں تنہا
ارے او بالما! ۔ ۔ ۔
میں نے چاہا تمھیں چاہا
تم ہی کو میں نے چاہا ہاں
تم نے سوچا کبھی سمجھا
کبھی بھی تم نے نہ جانا
ارے او بالما! ۔ ۔ ۔
تمھاری یاد سے معمور
مرے دل کا ہے کیا قصور
کبھی تو جاں سمجھ جاؤ
محبت کا حسیں جذبہ
ارے او بالما! ۔ ۔ ۔
تمھارے عشق کی خوشبو
میرے سانسوں میں ہے مہو
میرا دل گاتا رہتا ہے
تمھارے پیار کا نغمہ
ارے او بالما! ۔ ۔ ۔

☆شکستہ☆

وحشت میں جیتے جیتے وحشی سا ہو گیا ہوں
پہلی تھی جو گھٹن سی وہ اب خام ہو چکی ہے
ہر ایک میری کوشش ناکام ہو چکی ہے
لگتا ہے اب جیون کی بس شام ہو چکی ہے
مایوسی سے نکلتی سسکی سا ہو گیا ہوں
گردشِ زمانہ میں بچ جاؤں ٹوٹنے سے
میں نے سخت کیا خود کو کسی سنگ کی مانند
پر ٹھوکریں کھا کھا کے مٹی سا ہو گیا ہوں
میں بن کھلا گلاب ہوں، بجھا ہوا چراغ
میں ہوں خیالِ گمشدہ اک بکھرا ہو خواب
قدموں تلے دبی رگِ دکھتی سا ہو گیا ہوں
جب مارا در پہ سر تو مجھے کہہ دیا دیوانہ
میں گر دیوانہ ہوتا تو پیٹتا دیوار
دیتا ہوں خود کو ایذا تو نکلا یہ نتیجہ
خود اپنے آپ سے میں باغی سا ہو گیا ہوں

☆ملکہ☆

میری آنکھوں میں سمایا کرتی
میرے اشعار وہ گایا کرتی
بھیگتی شاموں میرے شانوں پر
کالی زلفوں کو بچھایا کرتی
میری بانہوں میں بھری رہتی وہ
مجھ کو بانہوں میں بسایا کرتی
جس میں کٹتے ہیں مرے روز و شب
اس کو جیون وہ بنایا کرتی
کاش ہوتی کوئی ایسی لڑکی
جو خود کو میری کہلایا کرتی

☆**المیہ**☆

بکنے والی شے کو تو ہر کوئی خرید لے
گاہکوں کی آج یوں لگ رہا ہے عید ہے
کیسا یہ نیلام ہے کہ مچا کہرام ہے
بڑھ چڑھ کے بولیاں لگاتے خریدار ہیں
سودا بازی کے لیے کیوں یہ بیقرار ہیں
بھیڑ اتنی زیادہ کیوں صرف ایک شئے پہ ہے
کوڑیوں کے دام ہے کیا کوئی سونے کی شئے
دیکھا جو جا کے قرین تو دل کی بڑھ گئی غمی
گاہکوں کی بھیڑ میں کوئی پردہ پوش ہے
حدودِ مفلسی کوئی چھو گیا ہے کیا کہیں
کیا ہلاک ہو چکا کوئی سفید پوش ہے

☆ مجبوری ☆

بے بسی میں کیا کرتا
مفلسی میں کیا کرتا
پھر بھلا تو ہی بتا
اے زندگی میں کیا کرتا
راستے تھے پیچیدہ
اور میں تھا رنجیدہ
رکاوٹیں تھیں جابجا
کیسے میں چلتا سیدھا
ہوا کی سمت چل پڑا
اور جی میں کیا کرتا
ٹوٹ میں گیا تھا یوں
کیسے ٹوٹا کیا کہوں
ٹوٹ گیا تھا ایسے
ٹوٹتا ہے شیشہ جیسے
بکھر گئیں امیدیں
کب تلک اکھٹا کرتا

☆خوش فہمی☆

خیال یہ تھا۔۔۔
کہ اب کے موسم جو آئے گا وہ بہار کا ہے
چمن چمن گل کھلے ہوئے ہیں
بچھڑنے والے ملے ہوئے ہیں
خیال یہ تھا کہ شاخ شاخ کلی کھلے گی
ہر ایک چہرہ کھلا ہوا ہے
گلابوں کی محفلوں میں ہر دل گھرا ہوا ہے
تمام رستے کھلے ہوئے ہیں
جو جا رہے ہیں چمن کی جانب
تمام رستے بھرے ہوئے ہیں
گلاب پھولوں کی خوشبوؤں سے
چہار جانب ہی سبزہ سبزہ
اگا ہوا ہے، کھلا ہوا ہے
سب ایک دوجے سے مل گئے ہیں
جو پچھلے موسم بچھڑ گئے تھے
تمام دل جھلملا رہے ہیں
گلوں کی محفل میں انجمن میں

وہ ہنس رہے ہیں وہ گا رہے ہیں
بہار کا انتظار کرتے
کٹی تھی راتیں ڈھلی تھی شامیں
عجب سا اک اضطراب دل میں
بڑا کٹھن انتظار کا ہے
سمجھ سے بات یہ بالاتر ہے
جی کرتا ہے انتظار کا ہے؟
خزاں کا موسم چلا گیا ہے
خیال تو پھر خیال ہی تھا
خیال ہو کے ہَوا ہُوا ہے
خزاں کا موسم پھر آ گیا ہے۔

☆

وہ میرے سامنے ہے پر
میں اس کے روبرو کب ہوں
جو ان کا قرب ملتا تو مرا دل بادشاہ ہوتا
یہی اک خواب تھا خوابوں میں میری آنکھ کا تارا
میری آنکھیں اگر کھل جاتی تو نہ جانے کیا ہوتا

☆

چاندنی راتوں میں جاناں
جب یاد تمھاری آتی ہے
ہجر کی یہ تنہائی صنم
ہم کو بہت ستاتی ہے
وصل کے پہلے مقام پر
چاندنی جب مسکاتی ہے
ہم پہروں تم کو سوچتے ہیں
اور رات یوں ہی کٹ جاتی ہے

☆

آنکھیں ہیں تیری قاتل
جلوہ ہے تیرا چنچل
تیرے عشق میں اے جاناں
میں ہو گیا ہوں پاگل
ترے پیار کا بھکاری
تری راہ میں کھڑا ہوں
خالی ہے یہ مرا دل
بھر دے مرا یہ چنبل

☆ طلسم ☆

جادو اثر کر رہا ہے
توبہ توبہ کر رہا ہوں
دل میں وہ اتر رہا ہے
توبہ توبہ کر رہا ہوں
پھیر رہا ہوں میں آنکھیں
پھر نگاہیں جا رہی ہیں
عشق سے توبہ کی ہے
دل کو میں سمجھا رہا ہوں
پھر سے یہ مکر رہا ہے
جادو اثر کر رہا ہے
جب تلک یہ حسن والے حسن یوں بکھیریں گے
نگاہوں میں ٹھہریں گے،
یوں دلوں سے کھیلیں گے
جادو سر چڑھتا رہے گا
توبہ ٹوٹتی رہے گی
عشق ابھرتا رہے گا
یہ ہی پیشتر رہا ہے
جادو اثر کر رہا ہے۔۔۔

☆عشق مثلِ موت ہے☆

نظریہ یہ میرا تھا
کہ عشق اختیاری ہے
خود جو طاری کی جائے
عشق وہ بیماری ہے
نظریہ یہ میرا تھا
عشق اک سمندر ہے
وہ ہی ڈوب سکتا ہے
ساحلوں پہ جو آئے
جس کو نہیں ڈوبنا
وہ دور سے پلٹ جائے
نظریہ یہ میرا تھا
عشق ہے فریب ایک
کھاتے ہوں گے یہ دھوکہ
سادہ لوح لوگ ہی
کھا کے سبھی روتے ہیں
مناتے ہیں سوگ ہی
نظریے کا دوستو
پر ہوا کیا یہ سنو

عشق کے سمندر سے
دور بسنے والا میں
دل کو اس تمنا سے
پاک رکھنے والا میں
خود کو دانا سمجھا تھا
سمجھا تھا نرالا میں
پر ہوا کچھ ایسا آج
بدلا ہے مرا مزاج
کیا یہ مجھ کو ہو گیا
عشق دل کو دھو گیا
آج میری آنکھوں کا
دیکھنا عجیب تھا
پھیرتا تھا میں نگاہ
دیکھتی تھی پھر وہ راہ
آج میرے نظریے
سارے غلط ہو گئے
عشق نظریات کی کایا پلٹ دیتا ہے!
عشق مثلِ موت ہے آ کے گھیر لیتا ہے

ضدی

☆

کیا کروں دل کا میں
باز ہی نہیں آتا
بات ہی نہیں سنتا
میں اسے بچاتا ہوں
عشق کے سمندر میں
پھر یہ کود جاتا ہے
عشق کے نشے کا یوں
ہو گیا ہے یہ عادی
کس طرح سے اس نشے سے
دل بھروں دل کا میں
کیا کروں دل کا میں

☆

میں اس کو بھول پاتا تو
سبھی کچھ بھول نہ جاتا
کہ میری ساری سوچوں کا
وہی نقطہ وہی محور

☆ بھید ☆

بعض اوقات یہ دنیا والے
کس حد تک گر جاتے ہیں
میں واقف ہوں
واقف ہوں میں اس دنیا کے سارے کھیل تماشوں سے
میں واقف ہوں
کیسے کیسے مہذب بن کے
بیچ رہے ہیں کالا دھن
یہ اپنے بزنس کی خاطر کیا کیا کچھ کر جاتے ہیں
میں واقف ہوں
واقف ہوں میں ان لوگوں کے
چال چلن سے، باتوں سے
میں واقف ہوں

انبو کس

☆

تنہائی کا ہو رہا ہے احساس کوئی میسج بھیجو
ہے میرا دل بڑا اداس کوئی میسج بھیجو
تم نے انا کا مسئلہ کیوں بنا رکھا ہے
چلو آجائیں پاس پاس کوئی میسج بھیجو
مجھ کو رہتا ہے انتظار تری آہٹ کا
نہ ٹوٹ جائے میری آس کوئی میسج بھیجو
ہماری دوستی کو پھلنے پھولنے دو یار
کرو ماخوذ اقتباس کوئی میسج بھیجو
اب اس خاموشی کو توڑو مری گزارش ہے
سنو! مودبانہ التماس کوئی میسج بھیجو
بتاؤ لکھ کے مجھے کہ میں کیسا لکھتا ہوں
کیسی لگی میری بکواس کوئی میسج بھیجو

افسردہ

☆

درد میں ڈوبی صدا
کیا ہوا اے دل بتا
چیختا چِلّاتا کیوں ہے
درد سے کراہتا کیوں ہے
اتنی تمنائیں اندر
اپنے تو سماتا کیوں ہے
سارا ہے تیرا قصور
کیوں تو کرتا ہے گلا
کیوں ہے دنیا سے خفا
درد بھرے نغمے آ کے
بزم میں سناتا کیوں ہے

☆

امید، آس اور دل کو توڑ کے
کئی سوال آنکھوں میں چھوڑ کے
میری آنکھوں کو تحفہ آنسوؤں کا دے گئی وہ معتبر لڑکی
جس سے میں نے محبت کی تھی جس کو میں نے چاہا تھا
وہ کوئل تھی اگر اس کی صدا گھولی کبھی جاتی
کسی جنگل کی خاموشی میں وہ گاتی
وہ تتلی تھی اگر اڑتی
کسی گلشن میں پھولوں پر
مگر میں نے نہیں دیکھا
کبھی اڑتے ہوئے اس کو
سو تھی لڑکی
نجانے اب کہاں ہو گی
وہ میری آرزو لڑکی،
جس سے میں نے محبت کی
تمام اسکول کی وہ لڑکیوں میں
سب سے پیاری سب سے سچی سب سے اچھی تھی
وہ اعلیٰ تھی بلند کردار تھا اس کا
وہ ہر مقابلے میں سب سے بازی لے ہی جاتی تھی،
وہ پڑھتی تھی بہت اچھا، وہ میڈم کی چہیتی تھی
بڑی پاکیزہ لڑکی تھی جس سے میں نے محبت کی

جس کو میں نے چاہا تھا، محبت کے وہ قابل تھی
ہوا اک روز ایسا کہ کئی چھٹیوں کے بعد آئی
وہ جب اسکول تو بے حد افسردہ تھی
یقیناً اس کے دل میں تھی
کوئی نہ کوئی بات ایسی
جو ہم سے کہنا چاہتی تھی
مگر جب کہنے لگتی تھی
تو آنسو بہنے لگتے تھے
بڑی معصوم صورت تھی
وہ جب روتی تو اس کی دیکھ کے صورت
بڑی ہی ترس آتا تھا
کہوں سچ تو اسے یوں دیکھ کے روتا
مجھے بھی رونا آتا تھا
مرے دل میں عجب اک اضطرابی کیفیت طاری تھی اس لمحہ
میں اس کی سننا چاہتا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی تھی
مگر اسکول کی گھنٹی بجی وہ اپنے گھر چل دی
کئی سوال آنکھوں میں ادھورے چھوڑ کر
نجانے کیوں پھر اس کے بعد وہ اسکول نہ آئی
میں نے ڈھونڈا اسے اکثر نہ آئی وہ نظر لڑکی
میرے جذبات سے وہ بے خبر لڑکی
میری آنکھوں کو تحفہ آنسوؤں کا دے گئی وہ معتبر لڑکی

☆حسد☆

اس کے جیون میں چل رہا ہے کیا
مجھ کو معلوم ہی نہیں پڑتا
بالکنی میں کھڑی حسینہ
فون پہ گپ شپ کر رہی ہے
ماں نہ باتیں سن لے اس کی
مڑ مڑ کے دیکھ رہی ہے
ڈر ڈر کے پھر رہی ہے
شوخ ادائیں دکھا رہی ہے
ہمارے دل کو جلا رہی ہے
اس کے گھر میں کیا چل رہا ہے
میں نے یہ سوچا ہوا ہے
ماں سے بات کروں گا اس کی

☆

ٹوٹ گیا ہوں ایسے

ٹوٹے جیسے خاموشی

ٹوٹتے ہیں جیسے خواب

ٹوٹتی ہے جیسے آس

ٹوٹتا ہے شیشہ جیسے

☆

مجھ کو علم ہے کہ مجھے

دے رہی وہ دھوکہ ہے

پھر بھی بن رہا ہوں میں

کھیل یہ انوکھا ہے

☆

محبت کا علاج ہمدم، سوائے وصل کے کوئی نہیں ہے

یہ ایسی اک بیماری ہے

سراسر بے قراری ہے

ہمارے دل کو بھی جانِ جاں

یہی مرض طاری ہے

محبت ہو گئی ہے، محبت جاری ہے۔۔

بوری

☆

تمھاری آنکھیں جب کھلیں گی تمھیں
بوریوں کی بحث سنائی دے گی
ایک سے بڑھ کے ایک بوری ہے
پر حقیقت میں سبھی بے قیمت
اپنا گھر بار چھوڑ کے سب کچھ
کیسے بکھری پڑی ہیں لاوارث
اس کو کس نے بنایا تھا بوری
خوں کے آنسو بہاتی محشر میں
ہر ایک بوری گواہی دے گی

☆نشہ☆

دردِ دل کا بڑھ گیا ہے
حال اب بگڑ گیا ہے
بے خودی کی کیفیت ہے
کیا بتاؤں کیا ہوا ہے
اس کی خوشبو کا نشہ ہے
خوشبوؤں کی وادی میں
جگنوؤں کے دیس میں
دل مرا نکل پڑا ہے
اس کی خوشبو کا نشہ ہے
آنکھ سے ہوئی خطا ہے
ان کا جلوہ پالیا ہے
بے قراری بڑھ گئی ہے
بخت اپنا یہ سزا ہے
اس کی خوشبو کا نشہ ہے
تشنگی بڑھی ہوئی ہے
لمس وجاں ترس رہی ہے
دل سے جو صدا اٹھی ہے
درد میں ڈوبی ہوئی ہے

نیند آ نہیں رہی
چین مل نہیں رہا
اے خدا کیا ماجرہ ہے
اس کی خوشبو کا نشہ ہے
صبح آ نہیں رہی
رات جا نہیں رہی
انتظار بھی بلا ہے
لکھ رہا ہوں میں کچھ تو
لکھ رہا ہے دل اس کو
یہ بھی عجب سلسلہ ہے
اس کی خوشبو کا نشہ ہے

☆

میں نشے باز نہیں ہوں لیکن
نشے سے واقفیت رکھتا ہوں
نشہ گر کوئی شخص کرلے تو
اک عجب سا خمار رہتا ہے
گر کوئی کرلے محبت کا نشہ
کب وہ دل کا بیمار، رہتا ہے

☆ دوڑ دھوپ ☆

رنگ چہرے کے اڑا دیتی ہے
زندگی کی ہے دوڑ دھوپ ایسی
سرد موسم کو جلا دیتی ہے
ڈھنگ جینے کے سکھا دیتی ہے
رنگ خوشبو کو مٹا دیتی ہے
ہنستے بستوں کو رُلا دیتی ہے
قدم قدم پہ کھڑی مایوسی
زندگی کی ہے دوڑ دھوپ ایسی

☆ دولت ☆

لوٹی گئی تو میں تھی، لٹائی گئی تو میں
چھینی گئی تو میں جو چھپائی گئی تو میں
جوڑی گئی تو میں یوں بچائی گئی تو میں
کبھی پانی کی طرح جو بہائی گئی تو میں
جکڑی رہی جو آہنی زنجیروں میں تو میں
میزوں کے نیچے سے جو پہنچائی گئی تو میں
ڈھونڈی گئی تو میں، مانگی گئی تو میں
پوشیدہ میں رہی پھر پائی گئی تو میں

☆

ہم اپنے فسانے کو اوروں کا کر دیں گے
ہاں راز تھا یہ اب تک، تم سے بھی چھپایا تھا
پر اب اس حقیقت کو نمایاں کر دیں گے
وہ خواب جو اک عرصے سے چھپایا کرتے تھے
تعبیر ملی بھی تو اسے ضائع کر دیں گے

☆

ہمیں داستاں یہ سنانی نہیں،
جو حقیقت ہو وہ یہ فسانہ نہیں
محبت کے موسم میں اندھیر ہے،
محبت کا موسم سہانا نہیں
میں نے سوچا ہے کہ میں نے لکھنا نہیں،
میں نے گانا نہیں، میں نے جانا نہیں
ایسی برسات میں میں نے نہانا نہیں

☆

گردشوں کے مارے ہم
الجھنوں کے دھارے ہم
بہہ گئے ہیں اشکوں میں
خون کے سہارے ہم
کیا کریں بیچارے ہم
دربدر بھٹکتے ہیں
سرد آہیں بھرتے ہیں
ٹوٹ کے بکھرتے ہیں
شہر کے کنارے ہم

☆

سلیقہ میرے لفظوں میں
تمھارے عشق میں نکلا
تمھاری یاد میں ڈوبے
اک شام جب میں نے
قلم اٹھایا تو دیکھا
خیال لگا رہا تھا
لفظوں کے کشادہ
سمندروں میں غوطے

☆

پرانے پھول بیچے جائیں گے مزاروں میں
تازہ کلیوں کو اٹھالائے ہو بازاروں میں
یہ سرِ عام ہیں اب دام بھی بڑھ جائیں گے
تماش بینوں کے اب کام بھی بڑھ جائیں گے
قوم کی پیاس نہیں بجھنے کی!

☆

ہمارے ہاتھوں میں ہیں پھول
تمھارے ہاتھ خالی ہیں
ہمارے پھول لے لو نا!
تمھارے ہاتھ بھر جائیں
ہمارے ہاتھ پھر جھریوں سے بھرنے والے ہیں

☆

ذرا سی ایک آہٹ کا
ذرا سی ایک جنبش کا
ذرا سے ایک لمحے کا
ذرا سی ایک غلطی کا
صدا افسوس رہتا ہے
بڑا افسوس رہتا ہے

بسؔ

☆

ساحلوں کے چکر میں
کھودیا سمندر کو
کھودیا محبت کو
جستجو میں دولت کی
کھودیا تقدس کو
جستجو میں شہرت کی
دھمال کی مستی میں
گیتوں کی جھنکار میں
نغموں کی دھنوں میں
غزل کے ترنم میں
حسن کے انداز میں
گلو کار کی آواز میں
کھودیانا! شاعر کو

دیپ

☆

علم کا دیپ جو ہوتا پاس
تو یہ نہ ہوتا کبھی احساس
کہ ہم ادھورے ہیں
معلوم ہوتے ہمیں اصول
زباں سے جھڑتے رہتے پھول
ہمارا بلند ہوتا اخلاق
لہجے میں ہوتی اک مٹھاس
تو یہ نہ ہوتا کبھی احساس
کہ ہم ادھورے ہیں
جانتے وقت کی ہم قیمت
نہ ضائع کرتے یہ نعمت
سلامی دیتا مستقبل
یاد رکھتا ہمیں اتہاس
تو یہ نہ ہوتا کبھی احساس
کہ ہم ادھورے ہیں

☆

اے عاشقوں!

اے محبت میں بے چینی کا قصہ گھڑنے والوں
کسی کی یاد میں اے رتجگوں کی بات کرنے والوں
کبھی درد کا کبھی غم کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں
محنت کشوں سے پوچھو کہ بیقراری کیا ہے
رتجگوں میں ٹوٹ جانا کس کو کہتے ہیں
درد سے ٹوٹ کے جو چور ہو جاتے ہیں راتوں میں
سیاہ رات ہو کے پھر سحر کا انتظار کیا ہے
کیسی بے چینی ہے من کی تنِ بیقرار کیا ہے
تم کچھ تو لکھو اس پر تم کچھ تو کہو اس پر
غمِ زندگانی کیا ہے، غمِ روزگار کیا ہے
میں بتاؤں کس طرح کہ مرا انتظار کیا ہے

☆

جا سالکؔ جا جا سالکؔ
جھوٹے تیرے اشعار
تری سوچ فکریاں کون سنے
ہے کون اتنا بیکار

اُوب

☆

زندگی ہے گزارنی ہو گی
اپنی حالت سدھارنی ہو گی
قضا اپنی ابھی نہیں اتری
دعا کر کے اتارنی ہو گی
دل میں جو میں نے غم دبا رکھے
اب نہیں یاد کہ کہاں رکھے
اب تو عادت کچھ ایسی ہو گئی ہے
سوزشِ دل کا حصہ ہو گئی ہے
خارِ دل کا نکالنا ہو گا
جی کی سوزش اتارنی ہو گی

اس جزیرے پہ اندھیرا بڑا ہے
کئی شب سے یہاں رہنا پڑا ہے
گھٹ کے تنہائی سے میں مر نہ جاؤں
کسی جگنو کو بلانا ہو گا
کوئی تتلی پکارنی ہو گی

ابھی کچھ وقت لگے گا

☆

ابھی کچھ وقت لگے گا
تمھیں مجھ کو سمجھنے میں
مجھے تم کو سمجھنے میں
تیری آنکھوں میں جو پنہاں ہیں
وہ ارماں چمکنے میں
تمھیں معلوم ہے سب کچھ
مگر انجان رہتے ہو
تم بھی ہو عشق سے خو گر
مگر ویران رہتے ہو
تم دھڑکن کی مانند
قلب میں جان رہتے ہو
میری سوچوں کے پہروں پر
تم حکمران رہتے ہو
تمھیں کیسے بتاؤں میں
چیر کے دل دکھاؤں میں
یا چیر دوں اپنا جگر
تیری صورت ہے جلوہ گر
میری آنکھیں جھپکنے میں

میرے ہر ایک سپنے میں
تیرا ہی نام دکھے گا
تیری امید کرتے ہیں
میرے آنسو ٹپکنے میں
پر ابھی وقت لگے گا
تمھیں مجھ کو سمجھنے میں
تمھیں الفت کے جذبوں نے
ابھی بہکایا نہیں
تمھیں چاہت کی راہوں نے
ابھی بھٹکایا نہیں
میری چاہت کی نظموں کا
جو کہ مفہوم اصل ہے
وہ سمجھ آیا نہیں
کسی کی شوقِ دید نے
تمھیں ترسایا نہیں
تمھیں تڑپایا نہیں
محبت کی حقیقت کو
فقط افسانہ کہتے ہو
مرے جی کو جلانے کو
مجھے سمجھانا کہتے ہو
مجھے دیوانہ کہتے ہو

ہاں میں ہوں پر دیوانہ تمھارا
تم ہو شمع میں پروانہ تمھارا
میرا ہے کام جلنا اور جلانا تمھارا
نہیں چاہت وغیرہ کچھ
میں نے مانا، تمھارا
چاہے دل میرا جلاؤ
پر مجھے تم ہی بتاؤ
مجھ سے یوں منہ نہ چھپاؤ
تیری آنکھوں میں جو اتری
وہ رمق کیسی ہے
فضا میں پھیلی مہک
دور تلک کیسی ہے
میرے اظہارِ چاہت سے
تیرے چہرے پہ جو آئی
وہ دمق کیسی ہے
تم نے بدلا ہے یہ انداز کیسا
تم بھی کہہ دو نا بھلا راز کیسا
گو کہ ہم دل سے ہارے ہیں
پھر بھی عاشق تمھارے ہیں
تیرے اندازِ معتبر کو سمجھ سکتے ہیں
یہ اطمینان و صبر جلد ہی بجھ سکتے ہیں

☆تنہا☆

دشت و کوہساروں میں
حسن کے نظاروں میں
ہو گیا ہوں کچھ دن سے
بے قرار میں تنہا
چمن میں آ کر بھی
ہوں بہار میں تنہا
گوشہء تنہائی میں
رہتا تھا تو اچھا تھا
ہو گیا ہوں اے محفل
تیرے پیار میں تنہا
کھڑی ہے مری نیّا
منجدھار میں تنہا
تیرے پیار کی خوشبو
تیرے ساتھ کی یادیں
جل رہا ہوں کچھ دن سے
اس خمار میں تنہا
کانچ جیسا دل لے کر
سنگسار میں تنہا

☆ تجویز ☆

کُو بہ کُو تنہائی ہو، درد کا زمانہ ہو
جس سے تم کو چاہت ہو اُس کو آزمانا ہو
تو ذرا ٹھہر جانا، بعد از دوپہر جانا
جبکہ ٹھنڈی چھایاں ہو سر پہ کوئی سایہ ہو
آندھیوں سے بچنے کو کوئی آشیانہ ہو
ورنہ دل تو نازک ہے یہ تو اس کی فطرت ہے
ٹوٹنے کا خطرہ ہے دشت کی تنہائی سے
جس سے تم کو چاہت ہے اس کی بے وفائی سے
دل کو پھر منانے کو خواب پھر سجانے کو
جس نے دل کو توڑا ہے اس کو یہ دکھانے کو
کوئی آسرا رکھنا، جلتا اک دیا رکھنا
درد کو دبا رکھنا، خواب کچھ سجا رکھنا
کہ بغیر اس کے بھی جینا تم کو آتا ہے
اُس کی بے وفائی کے گھونٹ پینا آتا ہے
مانا زندگانی میں چاہتیں ضروری ہیں
کم ہی خواہشیں ہیں پر، جو کہ ہوتی پوری ہیں
میرا تجزیہ ہے کہ خواہشوں کے آنگن میں
کم ہی موسمِ گل ہیں چاہتوں کے جیون میں
الفتوں کی غزلوں میں مقطع تو دوری ہے!

☆محبت☆

کاش وہ جان لے یہ بات
مجھے اس سے محبت ہے
چلے وہ میرے ساتھ ساتھ
مجھے اس سے محبت ہے
میری آنکھوں میں اس کی ہی صدا تصویر رہتی ہے
وہی ہے میری کائنات
مجھے اس سے محبت ہے
میری آنکھوں کے ساگر میں اسی کا عکس رہتا ہے
اور اس ساگر کے چار سو
اس کی یادوں کی خوشبو کا سنہری رقص رہتا ہے
اسی کی یاد سے ہر یوم کا آغاز کرتا ہے
اسی کی یاد میں ہر رات
مجھے اس سے محبت ہے
اس کی آہٹ کا طلبگار ہے کب سے دلِ بیمار
اسی کی خوشبوؤں سے سانسوں کا چلتا ہے کاروبار
اسی کے دم سے میری زیست میں دمید گی، بہار
اس کا مورد ہے میری ذات
مجھے اس سے محبت ہے

بجلی

☆

دعا کر نہ جائے
مرے گھر کی بجلی
ترے گھر کی بجلی

ہمارے سارے
شہر کی بجلی

صبر کا پیمانہ
کہیں بھر نہ جائے
کام کچھ ضروری
کرنا ہے مجبوری
گفتگو کتاب سے
نہ رہ جائے ادھوری
دعا کر نہ جائے
مرے گھر کی بجلی

تفریق

☆

بجلی چلی گئی ہے میرے نیم شہر کی
افسوس ہو رہا ہے کہ میں کیوں نہیں گیا
اس نیم شہر میں جہاں بجلی کا ہے قیام
اس نیم شہر میں جہاں بجلی کا بسر ہے
وہ نیم شہر جس جگہ وزراء کا گھر ہے
جہاں روشنی ہوتی ہے اندھیرا نہیں ہوتا
جہاں آہوں سسکیوں کا پہرا نہیں ہوتا

☆ دعوت نامہ ☆

کبھی تو آؤ
بہار خوشبو کی گفتگو ہو
تو سامنے ہو، تو روبرو ہو
کہ یار چھیڑیں
پرانی باتیں، پرانے قصے
تم مجھ سے پوچھو، میں تم سے پوچھو
ہوں یادیں تازہ
ہمارے دل سے، حجاب اٹھاؤ
کبھی تو آؤ
تمھاری یادیں، ہزار ہا ہیں
بھلانا چاہیں، نہ بھول پائیں
تمھاری یادیں، ہماری جاں ہیں
ہماری دعوت کو مان جاؤ
کبھی تو آؤ
خزاں کا موسم
ہماری آنکھوں میں دھوپ بن کے چمک رہا ہے
ہماری گردن کا طوق بن کے
سرائے گردن لٹک رہا ہے

ہماری سانسیں ترس رہی ہیں
گلاب پھولوں کی خوشبوؤں کو
ہماری آنکھوں کے خواب کی
ہو گی تعبیر ممکن
بہار بن کے کبھی جو چھاؤ
کبھی تو آؤ
تمھاری یادوں کی بھینی خوشبو
ہماری سانسوں میں چل رہی ہے
ہر ایک دھڑکن
تمھاری آہٹ کو سننے کے لیے مچل رہی ہے
کرو کچھ احسان اس ادا سے
ہماری آنکھوں میں جھلملاؤ
کبھی تو آؤ

مخمور

☆

اک شام بھری برسات میں
تیرا ہاتھ تھا میرے ہاتھ میں
ترے نرم ہاتھوں کے لمس میں
تیری نم پیشانی کے عکس میں
تیرے سراپا کے اُنس میں
تیری گہری آنکھوں کے قفس میں
مفقود میرا وجود تھا
ترے حسن میں تری ذات میں

☆

کس قدر دل نشیں ہے یہ سحر کا نظارہ
معدوم آفتاب کے آگے قمر بیچارا
جاگ جاؤ سونے والوں کہ سحر ہونے کو ہے

یادیں

☆

بنا پوچھے بنا سوچے
آپ کی یادیں آتی ہیں
اپنی یادوں سے کہیئے نا
کیوں بتا دیں آتی ہیں
یادوں سے آپ کو کیا ہے
آپ کو یادوں سے کیا ہے
نہ یہ کہیں جاتی ہیں
نہ آپ گھر آتی ہیں
آپ کو یاد کرنے سے
میری آنکھیں بھر آتی ہیں

خوشبو

☆

ہمیشہ سوچتا ہوں کہ
تمھیں اب بھول جاؤں گا
مگر یہ بات بالآخر
ہمیشہ بھول جاتا ہوں
تمھاری یاد کی خوشبو
مری سوچوں کے سائے میں
ہمیشہ جھومتی ہے، جھلملاتی، رقص کرتی ہے
تمھاری یادوں کی خوشبو
میری باتوں میں سانسوں میں
مرے نغموں میں آہوں میں
مرے جیون کی راہوں میں
مرے دل کی پناہوں میں
مری بھیگی نگاہوں میں
مرے دل کے سرائے میں
مری تنہائیوں سے بھری راتوں کا سہارا ہے
مرے اداسی سے بھرپور جیون کا کنارہ ہے

یاد

☆

اداس راتوں کی گہری تنہائیوں میں کوئی پکارتا ہے
تمھاری یادوں کی بھینی خوشبو
ہماری سانسوں میں رقص کرتی رہی صدا ہے
تمھارے چہرے میں اور آنکھوں میں ہم نے جھانکا
تو یہ ہی جانا۔۔۔
کہ اس گلستاں میں جو بھی اترا
ہر ایک موسم بہار کا ہے
اداس راتوں کی گہری تنہائیوں میں تم ہی کو یاد کرنا
ہمارا معمول سا بن گیا ہے

☆

آگے جو کرتے آئے
بات وہ نہیں کرنی
اب کی بار سوچا ہے
گفتگو نہیں کرنی

دور دور رہنا ہے
پاس آنے والوں سے
احتیاط رکھیں گے
جی جلانے والوں سے
بربادیوں سے بچنا ہے
رسوائیوں سے بچنا ہے
ہم نے بزم میں ان کی
پرچھائیوں سے بچنا ہے
پھر سے ہم نے پامال
آبرو نہیں کرنی
ہم نے اپنی رسوائی
اپنے قتل کی خبریں
کُوبہ کُو نہیں کرنی
نظروں کو بچانا ہے
بے حجاب موقعوں سے

پری چہرہ لوگوں سے
اپنے قلب کی پوری
آرزو نہیں کرنی
گفتگو نہیں کرنی

☆

جینے والے لوگوں کو
کون یاد کرتا ہے
آج کل کی دنیا میں
وقت کس کو ملتا ہے
جیتے جاگتے شخص کی
ذات یاد کرنے میں
ہاں مگر یہ دیکھا ہے
ہر کوئی ان کی بات
مرگ بعد کرتا ہے
جینے والے لوگوں کو
کون یاد کرتا ہے

☆

نہیں کہہ پائے ہم جو بات ان سے وہ کہنا
ہو کبھی ان سے ملاقات اگر تو کہنا
کوئی کرتا ہے بہت یاد آپ کو کہنا

☆

وہ سوم یا گلاب کے حسن کا نظارہ تھا
گلاب کی دو کلیوں میں
سوزن کا نظارہ تھا
دھیمے سے اک لہجے میں
سرمئی سی خاموشی
آواز میں کرارہ پن
جیسے نیم مدہوشی
اس نے کیا پکارا تھا
اور کیوں پکارا تھا
لفظ اور معنی میں
کس طرف اشارہ تھا
یاد نہیں ہے چونکہ
سامعین نے مڑ کر
اس طرف جو دیکھا تو
معصوم مسکراہٹ میں
احسنِ تقویم تھا
لمحہ وہ عظیم تھا
کیا حسیں نظارہ تھا
لمحہ یاد رہ گیا، چہرہ یاد رہ گیا

لفظ کس کو پیارا تھا
حسنِ ماہتاب نے
پھر حیاوشرم سے
نظروں کو جھکا دیا
اک اور رنگ دکھا دیا
لبوں کی مسکان نے
حسن کو بڑھا دیا
تبسم کیا پیارا تھا
اس پری وش نے
کیا کلام مجھ سے تھا
مینہ کے نظارے کی ادائیں یاد رہتی ہیں
بجلیوں کی کوند کی صدائیں بھول جاتی ہیں
ایسا ہی ہوا تھا کچھ
لفظ چاند کے آگے
دھندلا سا تارا تھا
کہنا ہے دشوار سا
پر یہ بندا اہم ہے
اس نظم کی دیوار کا
اس کے چہرے کی طرح آواز بھی نرالی تھی
دھیمی سی پکار میں غالباً گالی ہی تھی

☆

میں بزم میں حاضر ہوں
اب کوئی گلا کرو
ہے کوئی شکوہ کہو؟
تم چھوڑتے نہیں ہو
شکایتوں کا موقع
جو بھی تم کرو ہو
کیا میں نے کبھی روکا
میرے معمولاتِ جیون
یہ راستے پر کٹھن
میں نے کھینچ کے دکھایا
تمھیں الجھنوں کا خاکہ
کیا تم نے کبھی جانا
کیا تم نے کبھی سمجھا؟
چلو چھوڑو پچھلی باتیں
کرو حکم کوئی آقا

☆

محبت کم نہیں ہوتی

جو آنکھ اشک رکھتی ہے

جو آنکھ عشق کرتی ہے

کبھی ایسا نہیں دیکھا

کہ وہ نم نہیں ہوتی

محبت جس قدر بھی ہو

محبت معتبر ہو گی

محبت گر ذرا بھی ہو

محبت کافی ہوتی ہے

بعد از دیدار، دل کے گوشوں میں اضافی ہوتی ہے

محبت یوں تو موم ہے

مگر آنکھوں کے رستے سے

یہ اشکوں کی صورت

قطرہ قطرہ چاہے بہتی ہو

مگر ختم نہیں ہوتی

ویراں پوشیدہ گوشہء دل

یہ جاکے وہاں رہتی ہے

محبت خوشیاں دیتی ہے

محبت غم نہیں ہوتی

اتفاق

☆

عجیب کچھ ہوا ہے، وہ عجیب اتفاق
پھر سے ہو دعا ہے، وہ عجیب اتفاق
آج جو ہوا ہے، ہے اتفاق ایسا
کم و بیش ہونگے، اتفاقات ایسے
معمول ہے یوں تو مرا، لوگوں سے ملنا جھلنا
پر وہ ملاقات، ان لمحوں کا کیا کہنا
مرے دل کو بس پتہ ہے، وہ عجیب اتفاق
ورنہ تھا میں ناواقف، ان جذبوں سے سرے سے
مرے دل کو چھو گیا ہے، وہ عجیب اتفاق
حقیقی الفتوں کے، احساس محبت کے
بے معنی سمجھتا تھا، میں یہ سارے قصّے
کئی رنگ بھر گیا ہے، وہ عجیب اتفاق
سوچوں پہ چھا گیا ہے، وہ عجیب اتفاق
اک آرزو بیٹھا ہوں، دل میں، میں بسائے
وہ مجھ سے ملنے آئے، پھر سے دہرایا جائے
عجیب جو بڑا ہے، وہ عجیب اتفاق

☆

تیرے ہاتھوں میں کنگن ہیں
تیرے ہاتھوں پہ مہندی ہے
دعامیں اٹھنے والے ہاتھوں کے جذبات ہیں
میرے ہاتھوں کی لکیروں میں ترے ہاتھ ہیں؟

☆

سوچانہ تھا کہ یہ صلہ دو گی
تم مجھے اس طرح بھلادو گی
کتنا مضبوط دل میں شخص ہوا کرتا تھا
اتنی نازک ہوکے مجھ جیسے کو رُلادو گی
سوچانہ تھامحبت کا یہ صلہ دو گی
تم مجھے اتنی آسانی سے بھلادو گی

☆

محبت نے ایسا اجالا کیا ہے
بہت اچھی صبحیں
بہت اچھی شامیں
بہت اچھی راتیں
نجانے کہاں جاکے گم ہو گئی ہیں

☆مغائر☆

صدائیں دل کی آتی ہیں، ادائیں حال کہتی ہیں
نگاہیں بات کرتی ہیں
مگر لب کیوں نہیں ملتے
آنکھ والوں کی محفل میں بھی آ کر دل نہیں ملتے
نگاہیں بات کرتی ہیں
لیجا کے دل کے گوشے میں کوئی ارمان رکھتی ہیں
پوشیدہ دل کی خواہش کا بڑا دھیان رکھتی ہیں
مگر لب ساتھ نہ دیں تو
امیدیں دل کے گوشے میں پڑی بے جان رہتی ہیں
لبوں کی اس عداوت پر
آنکھیں بے بسی لے کر کئی سوال کرتی ہیں
آج کیا ہو گیا ان کو، لبوں کیوں آج ساکن ہو؟
بولنا چاہیئے جن کو، بڑے بے باک جو کل تھے
آج کیونکر نہیں کہتے؟
نگاہیں کہنے لگتی ہیں
مرے افشائے راز پہ، مری لاثانی شوخی پہ
قلب جیسے مچلتا ہے، مضطرب ہو کے جلتا ہے
یہ سوزن کیوں نہیں مچلی، کہیں لب کیوں نہیں جلتے
نگاہوں کی نزاکت ہے، آئینہ یہ عنایت ہے

زباں محتاط کیو نکر ہے، خموشی اوڑھتی کیوں ہے
نگاہوں کی طرح بے با کی سے پر کیوں نہیں ہوتی
نگاہوں کی طرح بے خوف ہو کر کیوں نہیں جیتی
حیاو شرم جو آنکھوں کا زیور ہے، کیوں رکھتی ہے
گوش والوں سے ڈرتی ہے، گوش مالی کا خطرہ ہے؟
دو آنکھوں کو ملی ہے جو جدائی کیا نہیں دیکھی؟
خوش قسمت ہیں لب بے شک،
کہ انھیں گفت کے ذریعے
وصال کرتے رہنے کی سعادت ملتی رہتی ہے
نگاہیں جلتی رہتی ہیں
اپنے ساتھی کے دید کی انھیں جو تشنگی ہو گی
وہ اپنی تشنہ کامی کو، وہ اپنی بے قراری کو
ہر آنکھ دل کی چاہت کے سہارے
جواز دل کی خواہش کا بنا کر، نگاہیں بزم میں اونچی اٹھا کر
ہر آنکھ اپنی تشنگی کو ایسے پورا کرتی ہے
اپنے شوخ ناوک پر کئی پیغام لکھتی ہے
بڑی بے باک ہوتی ہے
مگر لب کی بغاوت پر، بہت ناراض ہوتی ہے
مجھے یہ خوف آتا ہے
زبان و چشم کا رشتہ ہی کہیں ٹوٹ نہ جائے

مے خواری

☆

میں نے پی تو نہیں پر مجھے علم ہے
یہ کہاں پلتی ہے اور کہاں بہتی ہے
ہر جگہ دکھتی ہے، ہر جگہ رہتی ہے
ہر جگہ چلتی ہے، ہر جگہ بکتی ہے
ڈوبتی قوم میں، بزم کی دھوم میں
روم کے شاہ سے، شاہ کے روم میں
آ کے چھلکتی ہے
قوم بکھرتی ہے اور یہ سنورتی ہے
آؤ تم کو سناؤں میں اک واقعہ
ایک دن میں گیا شاہ صاحب کے ہاں
مجھے مقصود تھا انٹرویو آپ کا
اور تھی یہ ملاقات باضابطہ
میں نے واں کیا دیکھا
شاہ جی کے ہاتھ میں اک جام تھا
میرے منہ سے نکل گیا بے ساختہ
آپ پیئے بنا جی نہیں سکتے کیا؟
میں نے پوچھا تھا بس اتنا ہی شاہ سے

مجھ سے شاہ نے کہا
پی کے دیکھو ذرا
میں نے شاہ سے کہا
ارے نہ بابا نہ!
کہاں سنبھلتے ہیں لوگ پینے کے بعد
ہم تو پیئیں گے پھر کبھی جینے کے بعد
سن کے یہ شاہ کو چڑھ گئی غالباً
طیش میں خادموں کو دیا یہ حکم
لے جاؤ گستاخ کو، کر دو قفس میں بند
چھین لو بے ادب کا کاغذ قلم
قفسِ عنصری سے کر دو آزاد اسے
کاٹ دو یہ زباں اور کرو سر قلم
وہ تو اچھا ہوا
خادموں نے ابھی پی نہیں رکھی تھی
مجھ کو چلتا کیا
بس وہ دن تھا اور آج کا دن ہے یہ
میں نے پی تو نہیں پر مجھے علم ہے
پینے والوں سے پنگا نہیں لیتے ہیں

موسمِ شوق

☆

بارشوں کا موسم تھا بارشیں تو ہونی تھیں
حسرتوں کی شورش تھی وصل کا زمانہ تھا
کام آ پڑا کوئی ان کو ملنے آنا تھا
وہاں بھی تنہائی تھی یہاں بھی اداسی تھی
عشق کے فسانوں کی بارش بھی پیاسی تھی
پر حسین گھڑیاں تھیں چاہتیں تو ہونی تھیں
بے عنان نظروں کے پنچھیوں کی گستاخی
دل میں بسنے والی کئی خواہشوں کی گستاخی
پر حسین موسم کی ساعتوں کی گستاخی
فطرتِ دلِ بشر تجلیوں کا پروانہ
آشکار نظروں کی عادتیں تو ہونی تھیں
بارشیں یہ الفت کی بے قرار ہوتی ہیں
خواہشوں کے بندھن میں گرفتار ہوتی ہیں
دل نظر کے رستے جو پی گیا وہ جام ہیں
یہ جنون ہوتی ہیں یہ خمار ہوتی ہیں
بارشوں کا موسم بھی کیا حسین موسم ہے

بہترین منظر ہے، بے مثال موسم ہے
دل نشین موسم سے راحتیں تو ہونی تھیں
ڈائری کو ہی رکھتا ہم خیال میں کب تک
اوڑھے رکھتا خاموشی اس جمال میں کب تک
میری چپ سے وہ حیراں اور رکھتا پوشیدہ
باتیں شاعرانہ جی میں سنبھال میں کب تک
ہم خیال بیٹھیں جو باتیں تو ہونی تھیں
بارشوں کا موسم تھا بارشیں تو ہونی تھیں

☆

میں ابھی سفر میں ہوں
منزلوں سے دور ہوں
تھوڑا انتظار کر
آرہا ہوں میں جگر
راہ میں رکاوٹیں ہیں
سفر بڑا تلخ ہے
پر میں پر امید ہوں
داغِ نصرت سرخ ہے

منزل

☆

دل کسی بام پر اٹکا ہوا ہے
سرمئی شام سے دھوکا ہوا ہے
جیتے رہنے کے مصنوعی ابہام
ضروری کام؟ ہو نہ ہو ضروری کام
ضروری کام کوئی کام نہیں
ضروری کام سب نمٹ چکے ہیں
اب یہاں میرا، تمھارا یا کسی تیسرے کا
یہاں کسی کا کوئی کام نہیں
الجھنیں کوئی الجھنیں نہیں ہیں
ہمیں الجھا کے رکھا جا رہا ہے
دل کسی بام پہ اٹکا ہوا ہے

☆مُعّما☆

میں عجیب بندہ ہوں
حسرتوں میں ہنستا ہوں
نفرتوں میں جیتا ہوں
دوستوں سے چھپتا ہوں
بیاباں میں پھرتا ہوں
کُنجِ تنہائی سے
خواہشوں کی کھائی سے
دیکھتا ہوں دنیا کو
بڑی بے اعتنائی سے
اور پھر مچلتا ہوں
میں عجیب بندہ ہوں
چاہتا ہوں خواہشیں
مانگتا نہیں مگر
دیکھتا ہوں اُس کا رخ
پھر دیکھتا ہوں اپنا گھر
سسکیاں بھرتا ہوں

شہید

☆

لاش مری، لاش مری، لاش اٹھاؤ
چادریں چڑھاؤ
میں لہولہان ہو کے آیا ہوں
یہ جو خوں میں نے بہایا ہے
یہ خون ضائع نہ جائے گا
دیکھنا انقلاب لائے گا
لاش پہ بین کرنا چھوڑو بھئی
بلکہ فخریہ یہ سب کو بتاؤ
شہید قوم کو جگائے گا
دیکھنا انقلاب آئے گا
لہو یہ صرف میرا لہو نہیں ہے
یہ خون پوری قوم کا خون ہے
اس میں تغیّر کا جنون ہے
نیند میں اب سکون آئے گا
شہادت کی موت پائی ہے
اب مجھے چین کی نیند آئی ہے

☆فتور☆

انھیں دیکھ کر
کیا بتاؤں ہوا کیا
انھیں دیکھ کر
ہم نے ایسا کبھی کچھ سہا ہی نہیں
کیا ہے یہ کیفیت کچھ پتہ ہی نہیں
دل کے گلشن میں پھول کھلے ہیں نئے
ایک شمع سی آنکھوں میں جلنے لگی
اور دل کی اداسی پگھلنے لگی ہے انھیں دیکھ
مجھ کو احساس ہے ہو گیا ہے مجھے
کچھ نہ کچھ ایسا کہ جو نہ پہلے ہوا
رات ساری کٹی کروٹوں میں مری
ایسی بے تابی پہلے کبھی نہ سہی
ہو گئی ہے محبت مجھے لگتا ہے
کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا کرنا ہے
خیالوں میں اس کے خیالوں کا غلبہ
کہاں سے گرا دل پہ الفت کا ملبہ
کیسے اس بے قراری سے پاؤں نجات
کس طرح سے بھلاؤں میں وہ پہلی رات

ہوشرُبا

☆

نظر اپنی بھی اس کی شوقیں ہے
بھولنا ٹوٹلی نا ممکن ہے!
آنکھ میں اس کے لیے ساون ہے
دل میں یادوں کا اس کی آنگن ہے
اس کی باتوں میں وہ دلچسپی ہے
شوخ چنچل ادا میں مستی ہے
وہ جب آتی ہے یونیورسٹی میں
ہر اک نگاہ اسے تکتی ہے
معترف پوری یونیورسٹی ہے
بڑی خوش بختی اس کی دوستی ہے
ہر ایک لڑکا اس پہ مرتا ہے
ہر ایک لڑکی اس سے جلتی ہے
زبان اپنی بہت میٹھی ہے
مزاج اس کا ذرا نمکیں ہے
اس سے ملنے کی اب تو عادت ہے
محبت اس کی، دل کی دھڑکن ہے
بھولنا ٹوٹلی نا ممکن ہے!

☆پنسل☆

ہم سے اچھی تو اس کی پنسل ہے
اس نے دانتوں میں چبایا ہے جسے
جسے رکھا نگاہوں کے آگے
اپنی انگلی میں پھنسایا ہے جسے
اپنے کانوں پہ کبھی لٹکایا
اپنی زلفوں میں بسایا ہے جسے
کبھی سوچوں میں اپنے ہونٹوں پہ
کبھی پہلو میں بٹھایا ہے جسے
دل کی باتیں بیان کیں جس سے
اپنا مدعا بتایا ہے جسے

پایل

☆

جب تک یہ دھن بن نہ جائے، ہاں تقدیر مرے آنگن کی
ہاں میں یہ جھنکار سنوں گا۔۔!
اور ہاں! میں بار بار سنوں گا،
یہ خواہش لے جائے گی مجھ کو میری نگری سے کہیں دور
جانتا ہوں کس کی نگری ہے، لیکن آؤں گا ضرور
اور پھر میں اقرار کروں گا!
ہاں میں یہ جھنکار سنوں گا!
جانتا تھا میں تیری پایل ہے زنجیر مری گردن کی۔۔

☆ڈائری☆

اس کی ڈائری کتنی خوش قسمت ہے
ساری باتیں وہ جس سے کہتی ہے
اس کے ہاتھوں میں اکثر رہتی ہے
اس کے ٹیبل پہ پڑی رہتی ہے
اس کے بستے میں سوئی رہتی ہے
اس کی قربت سے حسیں رہتی ہے
اس کی گودی میں بھری رہتی ہے
اس کی آنکھوں میں جھانکتی ہے کبھی
کبھی چہرے کو اس کے تکتی ہے
کبھی لکھتے ہوئے وہ سوئی تو
اس کے رخسار بھی چھو لیتی ہے
مسکراتی ہے اس کی باتوں پر
اس کے آنسو کبھی پی لیتی ہے

☆**تماشا**☆

میں بھی تو غمگین تم بھی تو غمگین
غمگین سارا جہاں ہو رہا ہے
بدلتے ہوئے آسماں کے سبب
یہ جاری قلم سے بیاں ہو رہا ہے
میرے تماشے کی افواہیں سن کے
تفریح کا طالب کہتا ہے مجھ سے
بتاؤ سہی تم مجھے بھی تماشا
کیا ہو رہا ہے کہاں ہو رہا ہے

☆

میری آنکھوں میں جھانک لیتا اگر
نہ کوئی شخص کرتا کوئی سوال
نہ کوئی تیر پھینکتا کوئی

کہانیاں

☆

میرا تو جیون کہانیوں سے بھرا ہوا ہے
کہانیاں ہی کہانیاں ہیں
یہ ساری ایسی کہانیاں ہیں،
جہاں سے میرا کہانیوں کا سفر چلا ہے
ہر اک کہانی سے میں نے سیکھا ہے میں نے سمجھا ہے میں نے پایا
ہر اک کہانی نے مجھ کو ایسا سبق سکھایا
کہ اک کہانی نئی شروع کر،
اور اس کہانی میں پچھلی ساری کوتاہیوں کو پسِ پشت رکھنا
کہانیوں ہی کہانیوں میں،
میں اپنے دل کو کہاں سے دیکھو کہاں لے آیا
کہانیوں کی اس جستجو میں
میرے ساتھ آج اک کہانی ہو گئی
پر اس کہانی کے ملتے ہی اب ہر اک کہانی پرانی ہو گئی

سگار

☆

گلے کا ہار بن کے رہ جاؤ
تم میرا پیار بن کے رہ جاؤ
میں واں اک سنگ بن کے رہ جاؤں
تم وہ دیوار بن کے رہ جاؤ
میری سوچوں پہ آ کے چھا جاؤ
تم اک حصار بن کے رہ جاؤ
میری سانسوں میں آ کے بس جاؤ
میرا خمار بن کے رہ جاؤ
دوں گا مقام تمھارا مجھے مت چھوڑو
یہ نہ ہو سگار بن کے رہ جاؤ

☆

کہانی نا مکمل ہے
ہمیں فرصت نہیں ملتی،
انھیں موقع نہیں ملتا
کہانی نا مکمل ہے
کئی ابیات کہنے ہیں،
غزل اب تک ادھوری ہے
تم میرے روبرو ہو پر،
اب بھی لگتا ہے دوری ہے
کہانی نا مکمل ہے
کہانی کی یہ خوبی ہے، اسے آخر مکمل ہونا ہے
کہانی کا مزاج انوکھا ہے
پل میں پانا ہے پل میں کھونا ہے
کبھی یک جان ہیں دل دل
کبھی دل دل سے دلدل ہے
کہانی نا مکمل ہے
مگر کبھی کبھی میں سوچتا ہوں
کہانی نا مکمل ہی رہے تو اچھا ہے
کہ ایسی نا مکمل داستاں سے،
سہانے خواب یہ دل بنتا ہے
دل کو تسکین ہر پل ہے
اور اسی نا مکمل داستاں سے
میری نظمیں مکمل ہو رہی ہیں

دراڑ

☆

غم جو ہو سکے اب تک
خوب نبھائی میں نے
خوب بنائی میں نے
خوب میزبانی کی
غموں نے بھی بڑھ چڑھ کر
آنا جانا کر رکھا
دل کو معتبر جانا
آباد ہی کیئے رکھا
دل نے بھی اپنا سمجھ کے
خوب نگہبانی کی
خوب میزبانی کی
پہلے سی مگر اب وہ
بات نہیں رہ پائی
یہ یاری اب نہیں جچتی
غموں سے اب نہیں بنتی

☆

تمھاری گھٹی میں کیا جھوٹ کی آمیزش تھی؟
کس صفائی سے جھوٹ کہتے ہو
کس سیاہی سے جھوٹ لکھتے ہو
کس ڈھٹائی سے جھوٹ بکتے ہو
جھوٹ کے بادشاہ ہوئے تم تو
کس صراحی سے جھوٹ پیتے ہو
کس کڑھائی سے جھوٹ تلتے ہو
کس مٹھائی کا جھوٹ چکھتے ہو
کس دوائی کا جھوٹ لیتے ہو
اک گواہی کا جھوٹ دیتے ہو
کل خدائی کا جھوٹ سنتے ہو
کیسا چمکا کے پیش کرتے ہو
جھوٹ کے بادشاہ ہوئے تم تو
کج کلاہی سے جھوٹ دکھتا ہے
بزمِ شاہی سے جھوٹ چلتا ہے
بستی بستی میں جھوٹ بکتا ہے
جھوٹ سے جھوٹ اک نکلتا ہے
سچ کو لے لو میاں یہ پختہ ہے
کب تلک بھائی جھوٹ چلتا ہے
روز اک جھوٹ نیا کرتے ہو
جھوٹ کے بادشاہ ہوئے تم تو

☆

شمع سی تری آنکھیں
مری زندگی ہیں گویا
اک نظرِ لطافت یاں
یہ شمعیں دکھا دینا
پروانہ مرے دل کو قرار دلربا دینا
گزروں ترے کوچے سے
پردے میں کھڑے ہو کر پردے کو ہٹا دینا
کریں لوگ نکتہ چینی
تو ان کو بتا دینا
اعتراز ان کا اپنی
دکھا کے دردمندی
میں جو گرنے لگوں جاناں
اپنی شمعیں دکھا دینا
مرے چہرے سے عیاں ہے
یہ ہی میرا درماں ہے
یونہی میرا جینا ہے
تری آنکھیں دیکھ کر ہی
ان آنکھوں نے بند ہونا ہے

دل

☆

نہ یہ کچھ سمجھتا ہے نہ سمجھ میں آتا ہے
دل تو ہے تماشائی خود بھی اک تماشا ہے
ایک دن تو سینے سے نکال ہی دیا میں نے
دیکھا تو پھر کیا دیکھا اس کے گھر کو جاتا ہے
جس طرف نہ سوچا تھا بزم میں مچل پڑا
جس طرف اٹھی نظر منہ اٹھا کہ چل پڑا

☆

رہتا ہے دل اداس تیری یاد کے بنا
ہو جاتا ہے بے قابو ترا کر کے سامنا
کیسے اسے سمجھاؤں، سمجھے گا کس طرح
رہتا ہے دل اداس تری یاد کے بنا
سمجھاتا میں رہتا ہوں دل کو طرح طرح
تری یاد سے معمور اسے رکھنا پڑتا ہے
بھٹکنے یہ لگے مجھے سنبھلنا پڑتا ہے
دل اک عجیب شئے ہے سمجھ سے بالاتر
میرے دائرہ کار سے باہر ہے کس قدر

گلدستۂ عقیدت

☆

وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے
اور جو کرتا ہے صحیح کرتا ہے

☆

میں اپنے قلب کو اشکوں سے دھونا چاہتا ہوں
میں اُنسِ دنیا سے مُبَّرا ہونا چاہتا ہوں

☆

جس میں تری رضا ہو مجھ سے وہ کام لے
تو مجھ کو اپنے دامنِ رحمت میں تھام لے

☆

میں عاصی میں تیرا خطا کار بندہ
مجھے بخش دے میرے مولا الٰہی

☆

مولا الٰہی دل کی دنیا کو بدل دیجئے
مجھ غریبِ فکر کو حق کی عقل دیجئے

☆

اے کاش کہ افکار ہمارے بلند ہو جائیں
نماز روزے کے ہم پابند ہو جائیں

☆

سدھرنے کی تمنا رکھتا ہوں
یاالٰہی سدھار دے مجھ کو

☆

نفسِ عمارہ خاک ہو جائے
دماغ میرا پاک ہو جائے

☆

بہت بدنام ہو گیا ہوں میں
مجھ کو چہرہ نیا عطا کیجئے

☆

پھولوں کی مہک، رنگوں کی چمک
دنیا کی دمک پہ مرتے ہیں
ایمان ہمارا کردو جواں،
تازہ کرو جالے پڑتے ہیں

☆

یارحمٰن یارحیم اے مرے خدا
تری رحمتوں کا شکر میں کیسے کروں ادا

☆

تیرے در کے سوا نہ کہیں جاؤں
جب پڑے مشکل تیرے در آؤں
تیرا مجھ پہ بے حد کرم مولا
تونے رحمت کا جو مجھ پہ در کھولا

☆

میرے رب کا بڑا ہی کرم ہو گیا
دل تھا میرا سخت جو نرم ہو گیا

☆

درود بے شمار کئی آپ ﷺ پر سلام
حرم کے تاجدار کئی آپ ﷺ پر سلام
اے نورِ آبشار کئی آپ پر درود
سب نبیوں کے سردار کئی آپ پر سلام

☆

سارا دن نعت کہوں حمد ساری رات کہوں
خدا مجھے وہ علم دے کہ میں حق بات کہوں
ان کے در پہ کبھی جاؤں لے کے فریاد اپنی
کتنے مشکل ہیں آج کل مرے حالات کہوں

☆

ذکر ان کا ہو کلام میرا ہو
آپ کی ذات پر سلام میرا ہو

☆

میں نہیں کہتا کہ مجھ کو چاند تارے چاہئیں
یارب! مجھے تو سبز گنبد کے نظارے چاہئیں

☆

تو دلوں پہ قابضِ حینِ حیات ہے
بہ زمین عرش نشیں تیری ذات ہے
واہ تیرا وجود بنا تیری رضا سے
وحید تیری ذات ہے کیا تیری بات ہے
رحمتِ رب ہر گھڑی سایہ فگن تجھ پر
تو باعثِ رحمتِ کل کائنات ہے
تو دلِ آرام ہے اور ہے دلِ آرا
عاشق کے دلِ زار پہ تیرا ہاتھ ہے

☆

جو رب کی رضا ہے وہ ان کی رضا ہے
جو ان کی رضا ہے وہ رب کی رضا ہے

☆

خدا چاہتا ہے رضا مصطفیٰ ﷺ کی
خدا کی رضا مصطفیٰ ﷺ چاہتے ہیں

☆

بس آقا راضی ہو جائیں
بس مولا راضی ہو جائیں

☆

کوئی بھی پوچھتا نہیں ہم کو
آقا بس آپ ہی سنبھالتے ہو
آپ کا پانی پی کے جیتے ہیں
آپ ہی ہم کو ٹکڑے ڈالتے ہو
وہ وہاں بیٹھے بیٹھے سنتے ہیں
عاشقوں جب بھی تم پکارتے ہو

☆

تشریف آوری عاشق کے ہاں فرماتے ہیں یہی
یوں سوئی ہوئی قسمت جگاتے ہیں یہی
ہم جیسے نکموں کو بھلا کون پوچھتا
ہم کھاتے ہیں ان ہی کا کھلاتے ہیں یہی
اخلاق تشطط آپ کا ہے اُسوہ ءِ حَسَنہ
بدخلقیوں پر بھی دعا فرماتے ہیں یہی

☆

اے کاش کہ وہ بلوائیں
اور شوق سے پھر ہم جائیں
ایسا گر جانا ہو
ہم خوشی سے نہ مرجائیں

☆

غم سے یہ جی نڈھال ہے سرکار سنبھالو
ابتر صورتحال ہے سرکار سنبھالو
احسان ناشناس ہم بن کے رہے صدا
پر اب ہمیں ملال ہے سرکار سنبھالو
ہر عاشق بے حال ہے سرکار سنبھالو

☆

ہو نظرِ کرم سرکار یہاں
ایمان کے لالے پڑتے ہیں
اف باعثِ فرطِ عصیاں
دل کالے کالے پڑتے ہیں

☆

جو ترے عشق میں نہا جائے
دل کی پاکیزگی وہ پا جائے
مجھ پہ بھی ہوجائے نگاہِ کرم
میری قسمت بھی جگمگا جائے
مری بھی آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں
بلاوا تیرا اگر آجائے
تری یادوں میں سب بھلا بیٹھوں
غمِ دنیا مرا چلا جائے
چلو سب آج کوئے یار چلیں
جھومتا گاتا قافلہ جائے

اب چلیے گا سنبھل سنبھل کر
کہ منزل ہے قدم قدم پر

☆

جسے شوقِ دید ہو وہ دیئے عشق کے جلائے
کرے ان کے حکم سے بس کچھ اپنی نہ چلائے

☆

معطر معطر مدینہ مدینہ
الٰہی بنا میرا دل اور سینہ
مدینے کا پانی، مدینے کی مٹی
مدینے کا کھانا مدینے کا پینا
مقدر میں لکھ دے وہیں مرنا جینا

☆

مسجدِ نبوی میں جاؤں یہ ہے میری آرزو
ان کی دید پاؤں یہ ہے میری آرزو
ہوا مدینے کی ٹھنڈی کھاؤں یہ ہے میری آرزو
سبز گنبد کی میٹھی چھاؤں یہ ہے میری آرزو
جھولیاں سب سائلوں کی وہی بھرتے ہیں
اپنی میں جھولی پھیلاؤں یہ ہے میری آرزو
سنا ہے سبز گنبد کی چھاؤں میں جو آتا ہے کھو جاتا ہے
میں بھی ہو جاؤں گم، کھو جاؤں یہ ہے میری آرزو

☆

تمھیں کیا خبر کہ وہ کیا کرنے آیا
وہ انساں کو ایک دشا کرنے آیا
دشا وہ کہ جو کامیابی کی ہے
دشا وہ کہ جو کامرانی کی ہے
دشا وہ کہ جو مہربانی کی ہے
اسی پہ نظر اب زمانے کی ہے
یہ دنیا محض آزمانے کی ہے
وہ عرفان راز بتانے آیا
وہ انسان جو کہ تھا بھٹکا ہوا
جہالت کی راہوں میں اٹکا ہوا
جسے آگے کا کچھ پتہ ہی نہ تھا
کہ جس کا کوئی راستہ ہی نہ تھا
کوئی آخرت کی فکر ہی نہ تھی
زبانوں پہ ذکرِ خدا ہی نہ تھا
ذکر تو کیا رب کا پتہ ہی نہ تھا
وہ مردہ دلوں کو جگانے آیا

☆

جب وہ آئیں گے سرخرو ہو کر
ان کے دامن کو تھام لوں گا میں
ان کے قدموں میں ڈال دوں گا جبیں
خود سے پھر ایسا کام لوں گا میں
وہ جو کرتے ہیں ان کی گستاخی
اس وقت سب کا نام لوں گا میں
ان کی چاہت کا اجر کیسا ہے
دیکھنا تم انعام لوں گا میں

☆

جاں نبی نبی ہوجائے گی دل علی علی ہوجائے گا
بس ایک جھونکا ہے ہوا کا گل کلی ہوجائے گا
مان پیروں کی نصیحت جھانک اپنے آپ میں
جان جائے گا حقیقت تو ولی ہوجائے گا

☆

آکے جو شہرِ یار میں چلنے لگے پاؤں
ماضی پہ ندامت سے جلنے لگے پاؤں
جاتے تھے جو دیروں میں آئے خدا کے گھر
نادم ہے بڑی روح کھٹکنے لگے پاؤں

در مدحتِ
حضرت علامہ مولانا سلیم عباس نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

درس و تدریس میں مزاح ان کا
بڑا پاکیزہ پوش حسنِ ظن کا
حسنِ اخلاق بڑے رتبے کا
علمِ اخلاق پئے دینے کا
علمِ کلام کے ماہر عالم
عُقدہ حل کرنے پہ قادر عالم
عقلِ سلیم فصاحت میں عیاں
واہ حضرت سلیم تیرا بیاں
واہ سامعہ نواز تیرا بیاں
تم سا اس دور نہیں دیکھا یہاں
مُعتدل عاجزی وجود میں ہے
چمک جلال کی وجود میں ہے
اک جھلک آپ کی کو جوق جمع
آمد سے آپ کی پر نور سماع
ہر ایک چہرہ خوش ہر دل شاداں
زبانِ گوہر بار کے عاشق کئی ہزار
گر آپ کریں حکم کریں اپنی جاں نثار

☆

اے مرے شعلہ بیاں
کوئی بھی تجھ سا کہاں
تو ہی گل ہے تو ہی خوشبو
تجھ سے معمور ہے گلستاں

☆

(شہادت پر)

آہ وہ شعلہ بیاں
جو کہ ہے مثلِ طوفاں
جس کی رہبری میں چلنے
کو کھڑا تھا کارواں
لاکھوں کے دل پھیرنے کا
بن گیا پل بھر میں ذریعہ
وہ چراغِ اہلِ سنت
علم و حکمت کا وہ دریا
اک ذرا دکھا کے جلوہ
آہ کر گیا وہ پردہ
آہ میری جاں گئی
آہ میرا دم گیا

آہ وہ عالم گئے
آہ کے عالم گیا
آہ وہ بنیاد گئی
آہ کہ سب تھم گیا
آہ کہ وہ دیدہ ور
آیا ہزاروں سال بعد
آیا بھی تو کیا آیا
آیا اور ایک دم گیا
آہ وہ محفل گئی
آہ وہ موسم گیا

☆

تو شہید ہے تو حیات ہے
ہم نادان لوگوں کے ساتھ ہے

☆

شہر والوں بچھاؤ پھول شہید گھر آیا
خدا شہادت کرے قبول شہید گھر آیا
شہید تیری خوشبو سے مہک رہا ہے شہر
چھٹ گئی ہے فضا سے دھول شہید گھر آیا

☆

دل تیرا سنگِ درشت ہو گیا
ایسا نہیں کہ کوئی سمجھاتا نہیں
دورانِ بیاں رونے لگتا ہے واعظ
اشک تیری آنکھوں میں آتا نہیں

بازارِ دھوکہ بازی گرم رہتا ہے
بھائی ہی بھائی کو دغا دیتا ہے
دن بہ دن دولت کی ہوس بڑھتی گئی
ایمان کی حالت مگر بگڑتی گئی
دورانِ بیاں رونے لگتا ہے واعظ
پر تیرے ماتھے پہ بل پڑتا نہیں
لڑتا ہے بے بات اپنے بھائی سے
نفس اور شیطان سے لڑتا نہیں
بھروسہ نہیں ہے کوئی جان کا
کبھی سوچا ہے کیا قبرستان کا

آج آگے کی فکر کرو
تا کہ کل پچھتاوا نہ ہو

☆

کیوں ہوتا فکرِ قضا سے تو بے قرار نہیں
کیوں ہوتا نیند سے گمراہی کی بیدار نہیں
فنا کے دیس میں جینے کی تمنا ہے عبث
یہ جو حیات ہے ہرگز بھی پائیدار نہیں
تجھے جینا ہے ہمیشہ تو آخرت کو بنا
نیک عمل چاہیئے اس کے لیے دینار نہیں
فانی رنگوں کی کشمکش سے نکل جا باہر
مجھے کہنا اگر ہوجائے بیڑا پار نہیں
خدا کی راہ میں اٹھتا ہوا ہر ایک قدم
کبھی رکتا وہ دیکھ کے راہِ پرخار نہیں
خدا کی راہ میں جو جان و مال دیتے ہیں
ان کی قربانیاں جاتی کبھی بیکار نہیں
دین و دنیا کو ساتھ لے کے چلا کر سالکؔ
تیری نیّا کبھی دیکھے گی منجدھار نہیں

☆

صادق وہی کہتے ہیں جو دیکھتی ہے آنکھ
صدیق جو فرمادیں ہوجاتا ہے وہی
فرق ہوا کرتا ہے مشیت و رضا کا
بگاڑتے ہم لوگ ہیں بناتا ہے وہی
زمین و فلک میں فرزانہ دیکھتے ہیں
کیا خوب خوب جلوے دکھلاتا ہے وہی
جو بغض اپنے اندر قلب پالتا ہے
یادِ خدا کے اشک میں بہہ جاتا ہے وہی
درود جو دل سے پڑھا جاتا ہے
غلاموں کا باطن چمکاتا ہے وہی
عاشق جو ہوا کرتے ہیں تشنہ ٔ دیدار
ان عاشقوں کو در پہ بلاتا ہے وہی
یوں سوئی ہوئی قسمت جگاتا ہے وہی
ان کا صدقہ کھاتے ہیں کھلاتا ہے وہی

☆

ڈاکوؤں کے خوف سے کوئی سفر چھوڑے گا کیا
دشمنوں کے خوف سے اللہ کا گھر چھوڑے گا کیا
اے مرے چمن کے مسلم تیری حالتِ زار آہ
تجھ کو دیکھ کر کوئی کافر کفر چھوڑے گا کیا

☆

زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں
رنگِ دنیا سے کھانا دھوکا نہیں
نیکی جو کرنی ہے ابھی کرلے
موت دے گی وگرنہ موقع نہیں

☆

توبہ کر آنی اجل اچانک ہے
قبر کی دنیا بڑی بھیانک ہے

☆

اکثر آتی تھی نیک کاموں میں
موت پہلی دفعہ نہیں آئی

☆

اجے بی وقت اے توبہ کرلے
کام منہ دکھاونڑ جوگا کرلے

☆

قدرت کا منت پزیر نہیں
تیری نمازوں میں خلوص نہیں
پر تو اپنے عمل پہ مایوس نہیں
شکوہ بندے تو خدا کا سن لے
کیا ہے تونے بھلا کیا سن لے

☆

دل ظلمت کدہ ہے خدایا روشنی بھر دے
پھر اس میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی چاشنی بھر دے
پابندِ صوم و صلوۃ کر دے
مستجاب الدعوات بنا دے
اک کرب ہے بے چینی، بیقراری ہے دل میں
مجھے قرآنِ حمید کا عامل بنا دے

☆

ہے اب بھی وقت اے سالکؔ سدھر جا
تیری سستی تجھے مروا نہ ڈالے

☆

عالمِ اسلام کے اک حصے میں
زخم آیا ہے چوٹ گہری ہے
بڑے افسوس سے کہنا پڑا ہے
باقی سارا جسم بے حس پڑا ہے

☆

آنکھیں میری چشمہ ہیں بہنے کے لیے ہیں
یہ مسلمانانِ وقت ہیں؟ کہنے کے لیے ہیں

☆

پھر میرے عہد کو حاجت ہوئی جگانے کی
فوجِ شیطاں کی ہے کوشش دیئے بجھانے کی

☆

مومن وہ جو رکھے عقابی نظر
دشمن پہ ٹوٹ پڑے بے خطر

☆

مانا کہ ترقی ہے مسلماں کے لیے خوب
پر احکامِ شریعت سے تجاوز نہ چاہیے

☆

بابا، میرے بابا، میرے بابا، میرے پیر
غوثِ اعظم دستگیر، غوثِ اعظم دستگیر
در سے آپ کے کوئی خالی نہیں گیا
آپ کے فیض سے رب سے جو مانگا وہ مل گیا

☆

آج لگ پتا گیا
ہے وعدہ ان کے ہاتھ پر
کہ چلنا ہے صراط پر
دل میں شمع جل گئی
نظر کو چین مل گیا
دل کو قرار آ گیا

☆

اسی طرح مجھے دین کا ذوق دیا کرنا
غلطی جو کرتے پاؤ تو روک دیا کرنا
میں آپ کا خادم ہوں شاگرد آپ کا
کوئی لفظ غلط بولوں تو ٹوک دیا کرنا

☆

یہ دوریاں ہمیشہ تجھے کفر میں رکھیں گی
کافر تو کبھی مردِ مومن سے مل کے دیکھ

نمک پارے

☆

بڑی مشکل حیات دی گئی ہے
گھما کے مجھ کو لات دی گئی ہے
بدلے ماچس کے بجھی وی سگریٹ
اک ہاتھ لی اک ہاتھ دی گئی ہے
رات میں کتے شیر ہوتے ہیں
مجھ کو دوڑا کے مات دی گئی ہے
کار کے ساتھ جہیز میں بیگم
غم، خوشی ساتھ ساتھ دی گئی ہے
کتے نیٹ ورک کی خوبیاں چیک کر
کاٹ کر مجھ کو بات دی گئی ہے
کیا خواجہ نے شودر سے مسلماں
جات چھڑوا کے ذات دی گئی ہے

☆

بھری بزم میں حلال ہوئے
شادی کرکے کنگال ہوئے
کیا حال ہمارا پوچھتے ہو
ہم حال ہی میں بدحال ہوئے
سب خوشیوں کے نغمے گائے
ہم بھی وقتی نہال ہوئے
جس جیت پہ ہم مسرور تھے
پہ اب سراپا ملال ہوئے
بڑے شیر بنتے تھے بھائی میاں
ہیں جو پہنے چوہا کھال ہوئے

☆

چھوڑ کر قربان گاہ وہ چل دیا جانے کدھر
عیدِ قرباں سر پہ ہے بکرا گیا جانے کدھر
چار انڈوں سے تو میں کل چاند رات بچ گیا
پر اگلے اسٹاپ پر پکڑا گیا جانے کدھر
صبح انڈوں کی طرح بچوں نے کی رشوت طلب
عیدیوں کے نام پہ رگڑا گیا جانے کدھر

☆

باکرہ کی بے باکی باکرہ کو لے ڈوبی
تم یہ کہتے ہو کہ برا کیا ہے
جہیز میں ترے ابّا نے تجھے
اک دیئے کے سوا دیا کیا ہے

مکھیاں اور لڑکیاں

ایک جیسی لگتی ہیں، مکھیاں اور لڑکیاں
مدھم مدھم لہجے میں، گیت گنگناتی ہیں
کیسے بھنبھناتی ہیں، مکھیاں اور لڑکیاں
ہم ہمہ تن گوش ہوں، کام میں مدہوش ہوں
کیسے چھیڑ جاتی ہیں، مکھیاں اور لڑکیاں
جتنا ان سے بچتے ہیں، اتنا پاس آتی ہیں
کتنا دل دکھاتی ہیں، مکھیاں اور لڑکیاں
زخموں کو کرید کر، زخموں کو بڑھاتی ہیں
کیسا ظلم ڈھاتی ہیں، مکھیاں اور لڑکیاں
جب بھی ہوتی ہے بارش، بھیگنے سے بچتی ہیں
گھر کو لوٹ آتی ہیں، مکھیاں اور لڑکیاں
کتنی شوخ چنچل ہیں، کیسے اڑتی پھرتی ہیں
ہاتھ کہاں آتی ہیں، مکھیاں اور لڑکیاں
سالکؔ کے یہ تجزیئے، اب دنیا کی مرضی ہے
پڑھ کے بھڑک جاتی ہیں، مکھیاں اور لڑکیاں

☆

کسی دور میں ہم تھے شاعر ذرا
اب اس وارڈ سے ہم ہیں باہر ذرا

☆

صداقت پہ میری خفا کیوں ہوئے
کہا میں نے سچ تو دفع کیوں ہوئے

☆

گوشوں کو سکوت، من کو قرار چاہیئے
میں سونے لگا ہوں آپ باہر جائیے

☆

میں غم کھاؤں غم کھائے مجھے
جب تک نہ ملتی ہو چائے مجھے

☆

شامیانہ دکھائے گا کیا سین
کھانا کھلنے کی منتظر ہے نگاہ

☆

عشق نے مجھ کو کہیں کا نہ چھوڑا
میں اس کمبخت کو چھوڑوں گا نہیں

☆

مجھے دیکھ کر مجھ پہ ہنستی رہو
مجھے خوش فہمیوں میں رہنے دو

☆

دل پہ لگے گھاؤ پہ مرہم کہا ملا
ڈولر تو دور مجھ کو اک درہم کہاں ملا

☆

میں تو پہلے ہی بہت پک گیا تھا
مگر اب اور پکا ہو گیا ہوں

☆

تو شوقین ہے رنگ بازی ہے کام تیرا
تیرے سامنے لڑکیاں اور بھی ہیں

☆

پی جام اک لیمن مکس بھرا
اک ظرف سیاہ ہے سینے میں

☆

آج پھر کرنا تھی مجھے چھٹی
آج پھر مارا میں نے نانا کو

☆

صبح ہی سے یہ روتا رہتا ہے
دل ہوا ہے غریب کا بچہ

☆

امیر کا بچہ برش کرتا ہے
غریب کا بچہ رش کرتا ہے

☆

جبکہ بدنام ہو گیا ہوں اس علاقے میں
کیسے بھاگوں گھروں کی گھنٹیاں بجا کے میں

☆

لوگ لائف کو انجوائے کر رہے ہیں
ہم درد سے ہائے ہائے کر رہے ہیں

☆

یہ ایک جولائی کا مہینہ ہے
اور مجھے آرہا پسینہ ہے
دبا کے لوڈ شیڈنگ ہورہی ہے
وزیرِ مملکت کمینہ ہے

☆

اپنی قسمت کا رونا رو رہا ہوں
اس کی شادی میں دیگیں دھو رہا ہوں

☆

منزلوں کی سمت جارہے ہیں لوگ
جارہا ہے نورا منزلوں سے دور

بسلسلہ:
بچوں کا گلشن

ماموں جان لائے مٹھائی، تھوڑی سی منّے کو چٹائی
باقی ساری میں نے کھائی، ہا۔ہا۔ہا۔ہی۔ہی۔ہی
پھر جب شام کا اماں آئی، فریج میں خالی پلیٹ پائی
پھر تو میری ہوئی دھلائی، آ۔آ۔آ۔ای۔ای۔ای
باجی گڑیا باربی لائی، اندر الماری میں چھپائی
جب بھی باجی نے اٹھائی، ایک ہی وہ گانا گائی
ما۔ما۔ما۔می۔می۔می
ایک دن پھر موقع پا کر، میں نے وہ گڑیا اٹھائی
اس کے گلے پہ چھری چلائی، پھر نہ کچھ وہ بول پائی
ھا۔ھا۔ھا۔ہی۔ہی۔ہی
ٹیوشن سے جب باجی آئی، پہلے جی بھر کر چلائی
پھر میری ہر پتنگ جلائی، دیتا میں یہ رہا دہائی
نا۔نا۔نا۔نی۔نی۔نی
ابو شام کو لائے مٹھائی، شکایت اماں نے لگائی
پیٹ بھر کے ڈانٹ بھی کھائی، اور نہ مجھ کو ملی مٹھائی
چچ۔چچ۔چَچ۔چَچ۔چَچ
میں نے توبہ کرلی بھائی، نہ شرارت نہ برائی
اب ہے مجھ میں ہر اچھائی، تعریف ہر طرف سے آئی
واہ۔ واہ۔ بھئی۔ بھئی۔ بھئی

اسکوائرز

☆

بہت بدلی ہوئی جاگی ہوئی مرجھائی ہوئی
آس پر آنکھ ہے دروازے پر لٹکائی ہوئی
کب وہ آئے گی کب یہ بے قراری جائے گی
تشنگی سی جو میری سانسوں میں سمائی ہوئی

☆

بزم کا بھی مزاج انوکھا ہے
دھوکا، دھوکا، صرف دھوکا ہے
یہاں لائے تھے کبھی یار ہمیں
اور پھر یادوں نے ہمیں روکا ہے

☆

کیا تماشا سا لگا رکھا ہے
مجھ کو تشنہ سا بنا رکھا ہے
میری فطرت میں پیاس رکھی ہے
تیرے جلوے میں نشہ رکھا ہے

☆

مرے وجود میں جو روح بسا کرتی ہے
ہر گھڑی بس تم ہی کو یاد کیا کرتی ہے
ہر ایک موڑ پر اک درد نیا ملتا ہے
زخمِ ماضی کو ہر اک چوٹ ہرا کرتی ہے

☆

کیا پوچھ رہے ہو کہ تقاضا کیا ہے
اے نور تری دید کے سوا کیا ہے
کئی دل کی خواہشوں نے تب توڑ دیا دم
جب علم ہو چلا کہ نتیجہ کیا ہے

☆

ڈوبتے ہوؤں کو بچانے کی جستجو
ہے خواب کو تعبیر بنانے کی جستجو
وہ خواب جو پیمانۂ احساسِ خلق ہے
یہ فلسفہ پروان چڑھانے کی جستجو

☆

الوداع شہرِ ضیا رختِ سفر باندھا گیا
باعثِ بے انتہا ظلم و جبر باندھا گیا
بے داد گری سے یہاں جو ہو گئیں تاریکیاں
حد سے پار ہو گیا جو تھا صبر باندھا گیا

☆

تم دے رہے ہو ہم سہہ رہے ہیں
تحفہ سمجھ کے یہ غم سہہ رہے ہیں
نہیں ہوتا انکار ہم سے تمھارا
رکھ کے تمھارا بھرم سہہ رہے ہیں

☆

میں آیا تھا مسافر کہ روزگار کروں
بازارِ خوں کو کیسے اختیار کروں
میرے کلمے کے بھائیوں کا خون چوس گیا
کیا میں اس قاتل شہر پہ اعتبار کروں

☆

یہ جو پھیلا ہوا ہے سائبان دور تلک
خدا نے کئی نعمتوں بھرا دیا ہے فلک
اسی میں روشنی بھی ہے محض اندھیر نہیں
ہر شب کے بعد کیا تمھیں ملتی سحر نہیں

☆

جو کر سکتے ہو وہ کیا کیجیے
نہ کچھ کر سکو تو دعا کیجیے
نہ باتوں میں ایسی پڑا کیجیے
نہ ایسے شہر میں رہا کیجیے

☆

اے میری چشموں کے اشکوں
کیا ہوا کیوں بہہ گئے
وہ کارواں تو چل دیا
اور ہم یہیں پر رہ گئے

☆

گرا کئی بار اور پھر سے گرا
میں آپ اپنی ہی نظر سے گرا
ٹھوکریں کھا کے بھی نہ سمجھا میں
گرا ہر موڑ پہ اور پھر سے گیا

☆

آپ کے قرب کی انتہا چاہیئے
روز دیدار ہو اور کیا چاہیئے
تیری بستی کی ٹھنڈی ہوا ملتی ہو
کسی کو کیا اس کے سوا چاہیئے

☆

ہیں یقیناً وہ بہت خاص سالکؔ
جن کے بن تو رہا اداس سالکؔ
بن ترے ہے یہ آشیاں تاریک
لوٹ آ ہو چلا احساس سالکؔ

☆

آنکھ سے اس قدر بہا پانی
کہ نہ پھر آنکھ میں رہا پانی
میں نے مانگی تھی دعا بارش کی
آنکھ سے جاری ہو گیا پانی

☆

ہر رات خواب دیکھو ہر یوم خواب دیکھو
بیداری میں بھی دیکھو درِ نوم خواب دیکھو
ارمانوں پہ پابندی نہ سوچوں پہ محصول
سپنوں کی نہ ہی سرحد اے قوم خواب دیکھو

☆

حاصل ہوئی تھی کیسے آزادی یاد کر
کشمیر و فلسطین کی بے تابی یاد کر
یہ چار الف دوست ترے ہو نہیں سکتے
عراق و افغانی کی بربادی یاد کر

☆

نگاہِ غلط انداز کو ہم دیکھ رہے ہیں
آنکھوں میں چھپے راز کو ہم دیکھ رہے ہیں
ہم نکتہ دان اور قیافہ شناس ہیں
تری آنکھوں میں ہیں راز جو ہم دیکھ رہے ہیں

☆

متزلزل تیری روح ہو
ناؤ تیری ڈگمگائے
رنجور مجھے کرنے والے
درد ایسا تو بھی کھائے

☆

آج جو ہوا ہے اچھا نہیں ہوا
آگے تو کبھی بھی ایسا نہیں ہوا
کی شمع سحری نے گفت ارفع اقراریہ
فکر کا لبریز پیمانہ نہیں ہوا

☆

ہے کوئی بات جو چھپائی گئی
اور کہہ دیں جو نہ بتائی گئی
درد تو ساتھیوں نے بانٹ لیا
چوٹ تو ایک دل پہ کھائی گئی

☆

چاند آسماں پہ آیا ہے سب دیکھ رہے ہیں
اُسے بام پہ جو پایا ہے سب دیکھ رہے ہیں
اس کاتبِ قدرت کی بڑی پاک ذات ہے
کیا شاہکار بنایا ہے سب دیکھ رہے ہیں

☆

خود پسندی ڈبو گئی انسان کو
سمجھتا ہیچ ہے ہر جان کو
زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں
کہاں لے جاؤ گے سامان کو

☆

اندر بھی احتجاج ہے باہر بھی احتجاج
باطن بھی احتجاج ہے ظاہر بھی احتجاج
اس قوم کا وطن کا اس دورِ حکومت پر
نغمہ بھی احتجاج ہے شاعر بھی احتجاج

☆

میں جو چاہوں تجھے محفل میں تماشہ کردوں
تیری باتوں کا ذرا سا جو خلاصہ کردوں
میں نے ہر لمحہ جو کی تجھ سے اک بے لوث وفا
تجھ سے کیا ہو گا جو بدلے کا تقاضہ کردوں

☆

بہت مغموم ہے یہ دل بڑی ہی بیقراری ہے
جسے کہتے ہیں تنہائی اسی سے اپنی یاری ہے
ادب سے عاشقی بنتی ہے نغمہ بھی ترنم بھی
اسی کے واسطے اب وقف زندگی ہماری ہے

☆

گھٹ گھٹ کے جیتا ہوں
اشک اپنے پیتا ہوں
سینہ چاک ہے میرا
تنہا بیٹھا سیتا ہوں

☆

نہ میرے غریب خانے پہ آیا
نہ ہی مجھے اپنے در پہ بلایا
بڑا ہے رنگیلا میرا ہم جلیس
امیری میں کیا رنگ اس نے دکھایا

☆

جب بھی مجھ سے ملتی تھی جھومتی تھی ہنستی تھی
میرے دل پہ اس کی ادا ہو کے بان لگتی تھی
اب بھی کوئی لکھتا ہے نام پر بے جان ہے
میرا نام لکھ کے وہ میری جان لکھتی تھی

☆

ہم ڈوب گئے سراب کو دیکھتے ہی رہ گئے
ان کو ستارہ مل گیا ان کو کنارہ مل گیا
دل ٹوٹ گیا جل گیا پھر بجھ گیا ہم سہہ گئے
آنکھوں میں دُرِ آس تھے جو آنسوؤں میں بہہ گئے

☆

ذنب کس کا تھا ملی تعزیر کسی کو
یوں بھی مار دیتی ہے تقدیر کسی کو
جیتے ہیں کئی بے زر بسرام اوڑھ کر
بے چین کئے رکھتی ہے جاگیر کسی کو

☆

تمھاری یاد آتی ہے
تمھیں کیا اچھا لگتا ہے
میری آنکھیں بھگو دینا
میری نیندیں چرا لینا

☆

کئی خواہشیں ہیں دل میں اک آرزو ہے لب پر
یہ حال ہے ہر دل کا یہ معاملہ ہے سب پر
اک تم ہو کہ خطا کرو سزا سہو نہ پچھتاؤ
کئی بے گناہ جھیلیں سزا نہ کردہ زنب پر

☆

جو درد پہلے کبھی تھا وہ درد آج بھی ہے
کوئی بتائے سبھی کیا مِرا علاج بھی ہے
کوئی ہے کس قدر غمگین کسی کو کیا خبر
کبھی دیکھا کسی سر رنج و غم کا تاج بھی ہے

☆

درد دو جب ساتھ ہوں
مشکل بڑے حالات ہو
کیسے جیا جائے بھلا
کس سے چلا جائے بھلا

☆

یاد ہو تو گوشہءِ دل میں رہے
شعر کو دل میں چھپا رکھے گا کون
ہمارے دل سا بوجھ اٹھا رکھے گا کون
تختہءِ مشق اپنا دل بنا رکھے گا کون

☆

وہم، گمان، خیال، قیاس تمھاری یاد
شہرِ دل کے پاس پاس تمھاری یاد
ایک جذبہ، ایک چاہت، ایک ہی پیاس
تمھاری خواہش، تمھاری آس تمھاری یاد

☆

شمع روتی ہے پروانے کے لیے
اور پھر کھو کے بڑا روتی ہے
اس کے چھونے کو جلتی رہتی ہے
پھر خود ہی اس کو جلا دیتی ہے

☆

کل جو ٹوٹی وہ دفن کی آرزو
نئے روز پالی نئی آرزو
پرانی کے لاشے کو دفنا کے ہم
لکھتے ہیں روز نئی آرزو

☆

میرے پاس غم الم ہیں خوشی تو نہیں
تمھیں دینے کے لیے ابھی کچھ بھی تو نہیں
گر جان مانگ لیتے تو کیا کلام تھا
جو مانگ رہے ہو بس وہ ہی تو نہیں

☆

آنکھ میری بہتی ہے
دل میں تڑپ رہتی ہے
میری جان کی رخصت
جان میری لیتی ہے

☆

ڈائری میں کیا ہیں دکھ
رنگ کونسا ہے گہرا
پھلجھڑی میں روشنی ہے
پنکھڑی میں ہے اندھیرا

☆

اتنے رنجیدہ کیونکر ہو بتاؤ بات کیا ہے
حالِ دل بیاں کردینے میں ایسی بات کیا ہے
تلاشِ تعبیر میں تاریکی کا حیلہ ہوگا
خواب ہی دیکھنا ہے روز کیا ہے رات کیا ہے

☆

میں ہی کہوں کچھ آپ بھی بتلایئے حضرت
کیا آرزو ہے آپ کی بتلایئے حضرت
لوگوں سے خفا دنیا سے بے نیاز ہے
سب ساتھ چلنا سالکؔ کو سکھلایئے حضرت

☆

وہ شمع ہی کیا جو جلا نہ کرے
اور پروانہ جس سے ملا نہ کرے
بلبل کی نظر میں گلستان میں
وہ پھول ہی کیا جو کھلا نہ کرے

☆

مجھے تو نے بلایا تو اچھا لگا
میں گھر تیرے آیا تو اچھا لگا
مجھ پہ اس سنگ دل دنیا میں جب
کسی نے ترس کھایا تو اچھا لگا

☆

فقیر در بہ در رہتے ہیں اپنے گھر نہیں رہتے
آپ سب جانتے ہوئے بھلا پھر کیوں نہیں کہتے
انداز آپ کا صحیح مگر میں آپ کا خادم
خود آپ مجھے در پہ بلا کیوں نہیں لیتے

☆

دل ذرا سا شوخ تھا سوزن ذرا بے باک تھی
دل پہ نہ لینا دوستو یہ بات میری مذاق تھی
میں جل رہا تھا دھیرے دھیرے رفتہ رفتہ ہر پہر
اس نے مجھے بچانا چاہا مگر جب بچایا تو خاک تھی

☆

گاتا ہے میرا نغمہ آشنا کبھی کبھی
ہوتا ہے ممکن ان سے ملنا کبھی کبھی
وہ آتا نہیں گھر پر، میں جاتا نہیں در پر
ہوتا ہے سرِ راہ سامنا کبھی کبھی

☆

وہ قافلہ کوئی اور تھا یہ کارواں کوئی اور ہے
اُس شہر کا موسم اور تھا یاں کا سماں کوئی اور ہے
واں آب و تاب میں ہی تھا یاں جاوداں کوئی اور ہے
یہ کارواں کوئی اور ہے وہ قافلہ کوئی اور تھا

☆

بس جی رہا ہوں تاحال مرا حال نہ پوچھ
مرا ٹھکانہ ہے پاتال مرا حال نہ پوچھ
ترے جانے سے میں پھر ہوش کھونے لگتا ہوں
مجھے سمجھ، مجھے سنبھال مرا حال نہ پوچھ

☆

محفل میں تری میر ہم بیزار ہوگئے
آئے نہ تھے کہ جانے کو تیار ہوگئے
ہم ایسی گھٹن میں نہیں رہ سکتے زیادہ دیر
یہ جھوٹ تھا کہ ہم ادھر بیمار ہوگئے

☆

مت پوچھ مرا احوال ہمدم
مجھ کو ہے بڑا ہی ملال ہمدم
چلا میں تو مایوسی کی پستی میں
یہ خواب ہیں میرے سنبھال ہمدم

☆

نگاہیں تاب نہ لائیں مگر ہم نے دیکھے
پہلے دیکھے نہ کہیں تھے ادھر ہم نے دیکھے
اس شہرِ روشنی کی یہ عجیب روشنی ہے
مثلِ شمع جلائے جاتے گھر ہم نے دیکھے

☆

آشیانہ ریت کا، سامنے تھا ساگر کے
ٹوٹنا ہی تھا آخر کھیل ہیں مقدر کے
ٹوٹ جو گیا ہے تم کیا منا رہے ہو غم
چھوڑ کیوں گئے تھے تم بولو نا بنا کر کے

☆

کون سنتا ہے صدا اس دلِ بیمار کی
ہجر کی منزل تھی وہ جو دکھ رہی تھیں پیار کی
کئی یادیں پیار کی ہیں غم کا غبار بھی ہے
جی نہیں گویا کہ ہے زنبیل عمرو عیار کی

☆

روؤ گے مری قبر پہ بیٹھے رہو گے تم
کیوں چل بسا میں تنہا مجھ سے کہو گے تم
نیساں کی بھیگی شاموں میں پھر کس سے ملو گے؟
قدم ملا ملا کے سنگ کس کے چلو گے تم

☆

کل تک جو کر رہا تھا اوروں کی پردہ داری
افشائے راز لو وہ پردہ پوش ہو گیا
سالکؔ نے اپنا دکھ جو کسی سے نہیں کہا
سو درد کی شدت سے بے ہوش ہو گیا

☆

پت جھڑ چھٹ گیا آئی بہار
غم کی رت میں پیار کی پھوار
کیا کہیئے کیا ہوتا ہے پیار
چڑھ جاتا ہے جب یہ خمار

☆

غمگین چہروں پر کیسی مسکان
اشکوں سے تر جن کا سارا جہان
حسیں وادیاں، چوٹیاں، سائبان
صدمے میں کیا اچھے رنگ و ریحان

☆

ہمیں کیا تھی خبر ایسا بھی ہوتا ہے زمانے میں
کئی موسم بتائے تھے انھیں اپنا بنانے میں
بھروسہ جیتنے کو صدیاں کم پڑ جایا کرتی ہیں
ذرا سی دیر لگتی ہے بھروسہ ٹوٹ جانے میں

☆

ہوا مشکل ہمارا جینا ہے
بے بسی نے قرار چھینا ہے
کام تھا جس کا چلانا لہو کا
وہ دل آلام کا آئینہ ہے

☆

کیوں حالِ دل سنائیں
کیوں غم کو ہم بڑھائیں
کیوں نہ کریں ایسا کہ
اسے رکھ کے بھول جائیں

☆

دل درد کا محل ہے
مت آنا یہاں پر
ہم لانا نہیں چاہتے
کوئی شکوہ زباں پر

☆

بزم میں ہم نے کبھی ایسا سما دیکھا نہیں
دیکھا ہم نے بہت کچھ پر آپ سا دیکھا نہیں
حُسن ہم نے دیکھا تو ہے بارہا
پر کبھی بھی آج سا دیکھا نہیں

☆

آرزو کے لہجے کی بے قراری کا نغمہ
جیسے گاتا ہے جیون تو بھی کوئی گا نغمہ
رنگوں سے بھرا ہوا تتلیوں سا پھولوں سا
جگنوؤں سا خوشبوؤں سا ہو بہار سا نغمہ

☆

آنکھیں ہیں مری آنکھیں تشنہ ہیں بڑی تشنہ
اس آس پہ زندہ ہوں ممکن ہے ترا ملنا
حیراں ہوں کہ محفل میں آکے مری اک دنیا
سنتی ہے مری آہیں دیتی ہے مجھے صدمہ

☆

چشمِ بے قرار کو قرار کب آئے
ہم آگئے اب دیکھئے کہ یار کب آئے
آسودگی میں کرتے مہر و وفا کی باتیں
غم آیا تو ہمارے غم خوار کب آئے

☆

رات کالی کر کے آ گیا
جیتے جی میں مر کے آ گیا
جینا سچ میں بہت کٹھن تھا
گور میں زیست سے ڈر کے آ گیا

☆

آوارہ نہ پھر اے مرے منظر مرے اندر
چھوڑ دے یہ کوچے حالات سنورنے دے
یہ تشنگی کا موسم، یہ تیرگی کی آہیں
کچھ ابر امنڈ آنے دے، کھل کے برسنے دے

☆

دل میں ہے جو بیقراری کیا بتاؤں
جانے کی ہے بس تیاری کیا بتاؤں
کچھ نہیں کر پایا ہائے زیست میں
آنکھوں سے ہیں اشک جاری کیا بتاؤں

☆

اک آہ تھی کسی رات کی
یہ جواب ہے کسی ذات کا
کوئی بات ہے تری بات میں
جو جواب ہے مری بات کا

☆

کوئی تو سنتا صدائے سالکؔ
کوئی تو لکھتا ندائے سالکؔ
کس کی آنکھوں کی تشنگی کا
بنے گی محور ادائے سالکؔ

☆

ایسے جیتے ہیں آج کل مفلس
جیسے جینا کوئی ضروری ہے
نہیں کیا شہرِ غزل میں راہیں
اک حسینہ کوئی ضروری ہے

☆

یاروں کا اب نام نہ لے
محفل کی اب بات نہ چھیڑ
سونے دے اب چین سے ہم کو
ذکر اس کا اے رات نہ چھیڑ

☆

مفلسی کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے غریب
حیات آہ و سوز میں بتاتا ہے غریب
ہنستی ہیں جب محافل روتا ہے وہ چھپ چھپ کے
رونے میں بھی جلوت میں شرماتا ہے غریب

☆

بھیگی آنکھوں والا سالکؔ
خلوت کا متوالا سالکؔ
گرد آلود قدموں والا
ٹوٹی چپلوں والا سالکؔ

☆

تم کہانی کو نیا موڑ دینا چاہتے ہو
مجھ کو تنہائیوں میں چھوڑ دینا چاہتے ہو
تم تو رہتے ہو مرے دل میں بادشاہ کی طرح
گویا اپنا ہی محل توڑ دینا چاہتے ہو

☆

عجب انداز سے اس سال نیا سال آیا
جمی ہوئی ہے گرد تشنہ کام سوچوں میں
تمام دل نہیں اجاڑ مگر کہہ دیجیے
ہے ایک گوشۂ بدحال دل کے گوشوں میں

☆

بکھرے ہوئے گلوں کا غم
ہے غم یہ دوستوں کا غم
غمگین ہیں فضائیں آج
عجب ہے موسموں کا غم

☆

دیکھے ہم نے خواب بھیانک
آ گئے زیرِ گرداب بھیانک
روئے زمیں کا ہر رخ ویراں
جیون کا ہر باب بھیانک

☆

اللہ اللہ یہ کاغذی چہرے
اوڑھے پھرتے ہیں سادگی چہرے
دل و جاں بیقرار رہتے ہیں
دل میں بھرتے ہیں تشنگی چہرے

☆

اے مرے ہمدم رفیق او دوست چل مرے ساتھ چل
بات ہی ہو جائے تجھ سے اک دو پل مرے ساتھ چل
جو راستے ثابت ہوئے دھوکہ انھیں بس چھوڑ دے
یہ ہاتھ تھام، سہارا ہے، ذرا سنبھل مرے ساتھ چل

☆

جب کبھی جام بھرتا ہے شرابی
آنکھ ملتے ہی پیدا ہو خرابی
حسن کی جلوہ نمائی سوالی
عشق کی فتنہ انگیزی جوابی

☆

میں ہوں متفق اس سے ہو گی رضا جو تیری
یاد کیا تو تجھے بات کی ہے تو تیری
تو جو لبِ بام پر چھلکانے زلفیں آ گئی
مار گئی ہم کو تو ایک ادا وہ تیری

☆

اس کی یادوں نے تو میرا کردیا جینا حرام
سرخ سرخ سی ہیں آنکھیں اشکوں کے بہاتی جام
کی ہے جب بھی کوئی بات لب پر آئی اس کی بات
لکھتے لکھتے لکھ رہا ہوں ہر ورق پہ اس کا نام

☆

ساری رات یہ یاد کرتا ہوں
اگلی رات میں بھول جاتا ہوں
بھولنا چاہتا ہوں میں تجھ کو
پر یہ بات میں بھول جاتا ہوں

☆

آج میں ٹوٹ کے بکھر رہا تھا
محفل میں میرا ذکر رہا تھا
گلی گلی میں یہ چرچا تھا
کہ سالکؔ کا دل ٹوٹا تھا

☆

اے دوست تم میری بات سنو
کیسے گزری میری حیات سنو
کیسا تھا مرا ماضی جانو
کیسے تھے مرے حالات سنو

☆

چھیڑتی ہو پھولوں کو پھر بیقرار کرتی ہو
کیوں اے تتلیوں تم ایسا بار بار کرتی ہو
حسن ملا پنکھ ملے اور محبت کے رنگ
کیوں روش ستمگروں کی اختیار کرتی ہو

☆

ہم اپنا آپ اوروں پہ ظاہر نہیں کرتے
یہ عام لوگ کرتے ہیں شاعر نہیں کرتے
رکھتے ہیں شعراء اپنا آپ قلب کے اندر
ماسوائے بزم کے باہر نہیں کرتے

☆

بچپن کا وہ زمانہ ہم ساتھ کھیلے ہیں
تمھیں یاد ہے نا جاناں ہم ساتھ کھیلے ہیں
اسے کھیل تو کیا میں بھی نہیں یاد اور میرے
لب پر وہی ترانہ ہم ساتھ کھیلے ہیں

☆

چراغِ گل میرا ہونے کو ہے
لگتا ہے اندھیرا ہونے کو ہے
کچھ ساتھیوں نے بدل لی ہیں آنکھیں
زخم اب اور گہرا ہونے کو ہے

☆

بچھڑے ہوئے تم سے کئی ایام ہوئے ہیں
اس ہجر میں ہم پہ کئی الزام ہوئے ہیں
داستانیں چاہتوں کی درج ہیں تاریخ میں
ہجراں صدا کرداروں کے انجام ہوئے ہیں

☆

رنگ اور خوشبوئے حنا نے کردیا گھائل ہمیں
پھر مار گئی جھومتی جھنکتی پایل ہمیں
ہم تو اپنی دھن میں مگن رہتے تھے اے دوستوں
وہ اک نظر میں اپنے رو کرگئے مائل ہمیں

☆

شب بھر اوس پھولوں کو چومتی رہی
دیوانہ وار گلشن میں گھومتی رہی
اک یاد حصاروں پہ چھائی ہوئی قابض
شہرِ دل میں آ گئی اور گھومتی رہی

☆

عشق کا نشہ دیکھو، حسن کی ادا دیکھو
حسن ہے پیشِ نظر اس کو بارہا دیکھو
وقت بدلا سوچ بدلو موسمِ بہار سمجھو
کھل رہے ہیں گلشن میں پھول کس طرح دیکھو

☆

میرے جذبات کو الفاظ کا سانچا ملتا
یا پوری طرح مل جاتا یا پھر نہ ملتا
اس کا جیون، اس کی مرضی مگر یہ میرا کاش
نہ مجھ کو چھوڑ کے جاتا وہ مجھ سے آ ملتا

☆

کبھی ہم ہنس پڑے کبھی روئے
جیسے کوئی پاگل آدمی روئے
دیکھا عالم نے جب مرا سالکؔ
اس پہ ہنستے تھے جو سبھی روئے

☆

اب نہ لوں گا میں اس کا نام تلک
یہ عہد ہو گا شکن شام تلک
زندگی نے ہرا دیا تھا آج
خود بھی پھر ہار گئی شام تلک

☆

اس قدر ہے حسنِ مجسم کہ دل اداس ہے
جب سے اس کو دیکھا ہے تب سے دل اداس ہے
کاش وہ حسن اور جلوے دسترس میں ہوں کبھی
ہو گیا پاگل سا آیا اس پہ دل اداس ہے

☆

ہر دھوکہ باز ہمیں سے الجھا
ہر اک عیار ہم سے ٹکرایا
ہم پہ ٹوٹے پہاڑ حسرت کے
وقت نے کیسا ہم کو الجھایا

☆

زندگی چاہیئے اور نئی چاہیئے
آج ہی چاہتا ہوں ابھی چاہیئے
میں اندھیروں سے گھبرانے والا نہیں
پر مجھے میرا حق روشنی چاہیئے

☆

میں بھی پاگل ہوں وہ بھی پاگل ہے
محبت کا جذبہ تو بھی پاگل ہے
سلام ہے میرا سلام اس پر
الفت محبت میں جو بھی پاگل ہے

☆

بے خبر باغباں ہے کیا حال ہے گلوں کا
اُس سے بھلا رویہ ہے گل سے بلبلوں کا
کیا دشمنوں کو زیر تو یاروں سے دغا کھائی
مجھے خوفِ سمندر نئیں خطرہ ہے ساحلوں کا

☆

جو دل میں ہے وہ ضرور کہوں گا
اب میں اپنا منشور کہوں گا
آج سے ترس کھاؤں گا خود پر
دل کو مظلوم رنجور کہوں گا

☆

اس ضابطہ خیال میں کیا رنگ قاعدوں کا ہے
اور کمال گفتگو میں جادو ساحروں کا ہے
مت مجھ کو پکارا کر ان تیریوں کے بیچ
حامیوں کو دھرلینا طور دشمنوں کا ہے

☆

ہاں میں ہوں قاتل مگر
قدم رخِ مقتل کہاں
ہاں کہ میں نے قتل کیا
اپنی خواہشوں کا ہے

☆

گریہ ہوں میں، گریہ ہوں میں، گریہ ہوں میں
اشکوں کا بہتا ہوا دریا ہوں میں
کہتی ہے خلقِ خدا مجھے کیا کیا
اور میں سنتا ہی نہیں چڑیا ہوں میں

☆

ان کی نگاہیں پا کے میں اور سج رہا ہوں
جس قدر سلجھ رہا ہوں اسقدر الجھ رہا ہوں
نظریں چراتے چھپتے وہ نظروں میں آ گئے ہیں
وہ مجھے سمجھ رہے ہیں میں انھیں سمجھ رہا ہوں

☆

اک راز ہے میرے سینے میں
وہ راز رہے تو بہتر ہے
یہ شوخ مرا بے قابو دل
ناراض رہے تو بہتر ہے

☆

محبت کی حقیقت کی کہانی اور ہی کچھ تھی
میں بھی پاگل تھا لیکن وہ دیوانی اور ہی کچھ تھی
تڑپ دل کی الگ تھی اور عالم بے قراری کا
اس کا طرزِ عمل تھا کہ سنانی اور ہی کچھ تھی

☆

مانا ہم نے تم ہو لاکھوں میں حسیں
پھر بھی جاں اتنا غرور اچھا نہیں
فانی چیزوں کا بھلا بھروسہ کیا
حسن یہ تاباں صدا رہتا نہیں

☆

تجھے سمجھایا ہے پہلے بھی سالکؔ
ضروری کام پہلے کرلیا کر
تیرا جینا کوئی ضروری نہیں
کبھی موقع ملے تو مر لیا کر

☆

تیرے دل میں اترنا چاہتا ہوں
محبت میں سنورنا چاہتا ہوں
نئے جذبوں کی بے تابی کو سمجھو
محبت اور کرنا چاہتا ہوں

☆

محبت ہوتے ہوتے رہ گئی ہے
مگر نہ ہوکے بھی کچھ کہہ گئی ہے
میں اس کو کھو کے بہت رو لیا تھا
وہ مرے آنسوؤں میں بہہ گئی ہے

☆

بڑا چرچا سنا تھا ظالم کا
دیکھ بھی لیا آج ہرجائی کو
زخم گہرا لگایا ہے دل پر
خدا غارت کرے جدائی کو

☆

اک بے وفا نے لو یو کی ویلیو گرادی
چند یوم کی محبت اور پھر بھلادی
چاہت بھرے سنٹینس دہراتے نہ تھکتی تھی
جب میں ہوا دیوانہ اس نے مجھے سزادی

☆

کبھی سردی میں کبھی گرمی میں
پھوٹتی ہے میری تقدیر اکثر
کبھی خوشی میں دکھوں میں اکثر
بنتی ہے بارش کا بینش منظر

☆

اس کو دیکھا تو اک کہانی چلی
تمنا، شوق، زندگانی چلی
دل چلا آرزو کی راہوں پر
عقل بند ہوگئی، نادانی چلی

☆

اس کی آنکھوں کی ضیا اچھی ہے
اس کے آنچل کی حیا اچھی ہے
برا تو کب کسی کو میں نے کہا
پر وہ اوروں سے ذرا اچھی ہے

☆

آج پھر دل پہ ہاں وہی گزری
تیری یادوں کی بے خودی گزری
ہم بھی گزریں گے جلد ممکن ہے
آج پھر کیونکہ مایوسی گزری

☆

جس بات سے ڈرتا تھا وہی بات ہو گئی
کل اس سے سرِ راہ ملاقات ہو گئی
ہونا تھا کیا بھلا پھر اس کی زبان سے
شکوے شکایتوں کی شروعات ہو گئی

☆

بھول جاتا ہے تلخ سچائی
خوابِ شیریں میں جو سوتا ہے
اٹھاتا ہے دکھ جو دیتا ہے
کاٹتا ہے وہ جو بوتا ہے

☆

ہاں میں ہوں مجرم تمھارا تم سے محبت کرلی
کیا یہ میں نے کر ڈالا تم سے محبت کرلی
مجھ کو چوٹی سے گرادو یا نگاہوں سے اپنی
مستحق ہوں میں سزا کا تم سے محبت کرلی

☆

اک ذرا سی آہٹ سے بھی میں سمجھ جاتا ہوں
سمجھنے والی بات ہے تبھی میں سمجھ جاتا ہوں
سوچتا رہتا ہوں پر یہ سمجھ نہیں آتا کہ
کبھی نہیں سمجھتا کیوں کبھی میں سمجھ جاتا ہوں

☆

سامنا میں کروں حوصلہ ہی نہیں
کیوں نہ صورت ہی اپنی چھپا لوں کہیں
سوچتا ہوں اس ظلمی محبت کو میں
دھکے دے کے دل سے نکالوں کہیں

☆

عجب سی بے قراری حاصل ہے
دسمبر کی خماری حاصل ہے
ہم کو حاصل ہے غم رسیدہ دل
کہ محبت تمھاری حاصل ہے

☆

وہ مری بات غلط تھی ہی نہیں
غلط تو بات میں نے کی ہی نہیں
ابھی کہنا تو اور بھی کچھ تھا
وہ مری سننے کو رکی ہی نہیں

☆

دیکھنا پڑے گا یہ سوچنا پڑے گا کچھ
وہ اگر نہیں رہے تو بزم میں رہے گا کچھ؟
بیان سوچ کر گیا معلوم راستہ کیا
دل بھی عجب چیز ہے کہے گا کچھ کرے گا کچھ

☆

آخرش ہجر آخرش دکھ ہیں
آخرش آنسوؤں کا اک جھرنا
پیار اک پیارا کام ہے لیکن
میری مانو تو یہ نہیں کرنا

☆

دن چلا ہے تمام ہونے کو
زندگی کی ہے شام ہونے کو
نہیں افسوس سے اب کچھ حاصل
ہو گیا جو تھا کام ہونے کو

☆

لکھ رہے ہیں کہ ان دیوانوں پر
نہ ترس کھاؤ، سنگ برساؤ
ان کی تحریر میں ہمارا ذکر
اگر آیا تو کس طرح آیا

☆

یہ سرکش نگاہ اور وہ کافر ادا
دل سنبھالا بڑا ہو گئی پر خطا
ذکر اس کا یونہی میری ہر بات میں
کیا سمجھتے ہو کہ آ گیا بے وجہ

☆

اندھیری رات ہے جگنو بھی نہیں
روشنی کی اب جستجو بھی نہیں
چمن میں تتلی یا بلبل بھی نہیں
کیوں کہ اب پھول میں خوشبو بھی نہیں

☆

بات کہنی تھی جو کہی بھی نہیں
مگر اب بات وہ رہی بھی نہیں
اس کے لائق میں کبھی ہو نہ سکا
میرے قابل وہ کبھی تھی بھی نہیں

☆

روبرو ہے وہ اور ہے بھی نہیں
یعنی وہ بات کو سنے بھی نہیں
ہم نے دیکھا انھیں جب انھوں نے
تو ہم حواس میں رہے بھی نہیں

☆

وہ مری آنکھ سے چھپا بھی نہیں
مگر وہ میرا کبھی تھا بھی نہیں
ارے تم کل کی بات کرتے ہو
اگلے لمحے کا بھروسہ بھی نہیں

☆

حقیقت میں کیا رکھا ہے فسانے میں کیا رکھا ہے
جان جانے میں کیا حاصل انجانے میں کیا رکھا ہے
محبت کے جھمیلوں میں پڑے تو پائی بے تابی
بے وجہ اپنے دل کو تڑپانے میں کیا رکھا ہے

☆

کیا پتہ سحر کا نظارہ نہ ہو
کیا خبر کہ اب کوئی چارہ نہ ہو
آنکھ اشکوں میں ہو، اشک آنکھوں میں ہوں
اور رو کے بھی اپنا گزارہ نہ ہو

☆

اس کے دل کے نگر میں بھی کوئی رہتا ہو گا
مرے دل میں بھی کوئی ہے، کوئی کہتا ہو گا؟
یہی ہے ریت یاں، یہ ہی جنم کہانی ہے
کوئی دیتا ہو گا دکھ اور کوئی سہتا ہو گا

☆

مقتول ہو کے ٹھہر جائے گا
مچل جائے گا دل بکھر جائے گا
در پہ کھڑی ہے قاتل کہیں کی
جو آئے گا بیچارہ مر جائے گا

☆

وعدے تو بڑے کیے نبھائے کب
آپ اپنے وعدے پہ آئے کب
کوئی بات بھلا بندہ چھپائے کیوں
اور اگر بتانی ہو بتائے کب

☆

وہ قلم کہاں وہ دھواں کہاں
پرجوش سا وہ سما کہاں
پر عزم تھے با ادب تھے
میرے دور میں وہ جواں کہاں

☆

میں نہیں بانٹتا میٹھا جھوٹا
لیجئے پیجئے یہ کڑوا سچ
کاٹ دو کیک سالے سالکؔ کا
بولنے لگ گیا ہے بھڑوا سچ

☆

سچ سنتے ہو تو بھڑکتے ہو
عجب مزاج آپ رکھتے ہو
کالے گندے حرام پیسے سے
بس یہ دنیا خرید سکتے ہو

☆

بیٹا میں نے زیست دی ہے جا تو اب روٹی کما
مشکل ایک کھڑی کر دی ہے جا تو اب روٹی کما
میں نے دیکھی ہے بتا کر، ہوتی ہے مشکل حیات
پھر بھی آگے پھیلا دی ہے جا تو اب روٹی کما

☆

جینا مرا دشوار ہے مرنا مرا محال
آنکھیں مری چشمہ ہیں چہرہ مرا سوال
مرے ہونے کے سوال پر ہر دہن لاجواب
ہر چیز کا افسوس ہے ہر بات کا ملال

☆

ہمارا بھی کوئی حق ہے اس طرح تو نہ کیجئے
دیکھیے جی آپ نا ہماری بھی سنا کیجئے
ہونے سے قبل کا چین کس طرح ملے گا اب
جایئے تو کس جہاں کیجئے تو کیا کیجئے

☆

ملنے کا کہتا ہے مگر نہیں آتا
وعدہ بھی نہ کرے اگر نہیں آتا
تیری کہیں سے کچھ خبر نہیں آتی
تو ہم کو ہمنوا صبر نہیں آتا

☆

تیرے لہجے کے اثر سے کچھ اور ہو نہ جائے
مطلع ہی میری غزل کا کمزور ہو نہ جائے
سالکؔ نے رات مشقِ سخن میں گزار دی
سویا ابھی ہے کہیں شور ہو نہ جائے

☆

دشت کی حقیقت میں میرا آشیانہ گم
ہونے کو ہے اب مری حیات کا فسانہ گم
خوف کے تلاطم میں کھو گئی مری کشتی
اب تو مجھ کو لگتا ہے سارا ہی زمانہ گم

☆

دامن پہ یہ کیچڑ کے چھینٹے کہاں سے آئے
نہ ایسی راہ چلنا کہ ہم جہاں سے آئے
افکار کی بلندی مجھ کو عطا ہو یارب
پھولوں کے جیسی خوشبو میرے بیاں سے آئے

☆

ہماری طرح غم کوئی سہتا بھی نہیں
پر ہم کو بیچارہ کوئی کہتا بھی نہیں
آنکھوں میں آنسوؤں کا دریا سا تھا
اب خشک ہو چکا ہے بہتا بھی نہیں

☆

من میرا محبت میں مدہوش ہو گیا
دل میں اتر کے وہ کہاں روپوش ہو گیا
تم ابھی سالکؔ کی صدائیں نہیں سنتے
افسوس کرو گے اگر خاموش ہو گیا

☆

کبھی ہم سے ملنے بھی آیا کرو
یا در پہ اپنے بلایا کرو
تمھاری دید کو ترستے ہیں ہم
ہمیں دیدار اپنا کرایا کرو

☆

میں تمھیں یاد کروں تم بھی مجھ کو یاد کرو
کچھ تو دل کو چین ہو گا فاصلے بڑھنے کے بعد
مشق یہ دہراؤ تاکہ حافظہ مضبوط ہو
ایک شب سونے سے پہلے ایک صبح اٹھنے کے بعد

☆

دلِ مرحوم کیا ہوا تجھ کو
کونسا غم ہے کھا گیا تجھ کو
اے دل تو ہے دلِ ناصبور
کیا کوئی پھر سے بھا گیا تجھ کو

☆

عذابِ جان ہو گیا ہوتا
بڑا نقصان ہو گیا ہوتا
وہ بچاتے نہ گر چٹکی بجا کے
میں تو قربان ہو گیا ہوتا

☆

ایک طرفہ محبت کا جنازہ
اٹھا دیوانے کا تنہا جنازہ
اور اس جنازے پہ ترا جلوہ
زیست سے اچھا تھا میرا جنازہ

☆

جھڑ گیا ہے پل بھر میں میرا سب غرور آج
محاسبہ اپنا اپنا کرلو سب ضرور آج
محض میری سوچ تھی کہ سوچ میری ہے بلند
سوچنے پہ بزم نے کردیا مجبور آج

☆

آنکھ کا نشہ لکھ دو، درد کی دوا لکھ دو
نازنیں کے کوچے کو میری گزرگاہ لکھ دو
دل ملا ہے جب دل سے بن گئی ہے وہ دلدل
دو دفعہ لکھو دل کو پھر جدا جدا لکھ دو

☆

آنکھ کی خطا مل گئی
درد کو جلا مل گئی
چین ہی نہیں ملتا
تو مجھ کو کیا مل گئی

☆

سنا ہے آج چاند نکلے گا
چار سو چاندنی چھا جائے گی
حسن میں اس کے ڈوب نہ جاؤں
وہ میرے روبرو آجائے گی

☆

رونے کی بات اور ہی کچھ تھی
اور اک بات پہ ہم رونے لگے
یوں بھی رونے کا موڈ ہورہا تھا
ملا موقع پہ جو غم رونے لگے

☆

اک عجب سا خمار رہنے لگا
دل مرا بے قرار رہنے لگا
اس کو دیکھا نہ ایک مدت سے
اس لیے اشک بار رہنے لگا

☆

محبت کا نشہ اترا کہ نہیں
دل ترا ٹوٹ کے بکھرا کہ نہیں
جو اک مغرور سے وابستہ تھا
آس کا سلسلہ ٹوٹا کہ نہیں

☆

سانحے پر مرے کہانی لکھیں
لاش سے میری شہرہ کیش کریں
اک قیامت گزر گئی مجھ پر
آپ کو کیا ہے جائیں عیش کریں

☆

جب ملا وقت پاس کیا
میں بھی گویا کہ ایک کھیل ہوا
اچھا مجھ سے مقابلہ کرو گی
لو میں نے ہار مانی فیل ہوا

☆

چاہت وہ ختم وہ پیار ختم
تیری یادیں اور افکار ختم
آیا وہ عہد ہر شوق تباہ
سب کچھ اے مرے دلدار ختم

☆

بہتا رہا ہے سر سے مرے خون رات بھر
لکھتا رہا ہوں خون سے مضمون رات بھر
سر پیٹتا رہا میں دیوار و در کے ساتھ
طاری رہا عجب سا اک جنون رات بھر

☆

موسمِ نیساں کی بارش اور پھر تیرا خیال
کیا کروں تو ہی بتا آئے گر تیرا خیال
میں اب اس شہر سے کہیں دور نکل جاؤں
یہ خیال آنے کے بعد آیا پر تیرا خیال

☆

میری آنکھوں میں جو آنسو ہیں سارے تیرے آنسو ہیں
بتاؤں کیا کہ کیسا غم ہے کتنے گہرے آنسو ہیں
لفافے میں جو لپٹا وا ہے وہ فراقِ یار ہے
یہ جو مکتوب میں سوکھے ہوئے ہیں میرے آنسو ہیں

متفرقات

☆

کھلتی ہے کبھی کھڑکی آتی ہے اس کی خوشبو
گاتا ہے اس کا نغمہ بلبل گلی گلی میں

☆

جہاں میں آئینہ ضروری ہے
یعنی شاعر یہاں ضروری ہے

☆

شاعری شاعری کر رکھی ہے
میں نے تو ڈائری بھر رکھی ہے

☆

ترے ہاتھ سے تو کچھ بھی پی جاؤں گا میں لیکن
مرے زہر کے پیالے میں میٹھا ذرا کم رکھنا

☆

ایسا آزاد کہ جواب نہیں
بے بسی وہ کہ بس نہیں پوچھو

☆

وہ نہیں ہے پر وہیں محسوس ہوتا ہے یہ سب
اس کی باتیں، اس کی خوشبو، اس کا چشمہ، اس کا کپ

☆

ہنستے ہنستے تباہ ہو لیں گے
ہم نہیں رونے تڑپنے والے

☆

میرے زخموں پہ پہلے چھڑکا نمک
پھر نمک پر مزید ڈالا نمک

☆

ہزاروں کام محبت سے نکل جاتے ہیں
نکل جاتی ہے محبت ہزار کاموں سے

☆

پیار کرتا ہے نا تو مجھ سے؟ پیار؟
اچھا چل میرا فیورٹ غم بتا

☆

غم مجھے کھاتا ہے، غم کو میں کھاتا ہوں
کچھ تو کھانا تھا سوچا کہ یہ کھاتا ہوں

☆

اک صدی تک ہنسایا لوگوں کو
اور پھر میں نے وہ گلی چھوڑی

☆

آج پھر جو مرے مقابل ہیں
ان کی آنکھیں بڑی ہی قاتل ہیں

☆

کبھی تو یاد کرو جس طرح ہم کرتے ہیں
کیوں کہانی میں ہمیشہ صرف ہم مرتے ہیں

☆

درد میری داستاں ہے
آنکھ میری اشک ہے

☆

دل سے جب بھی تری یادوں کی بلبل باندھتے ہیں
ہر کسی سے تری تعریفوں کے پل باندھتے ہیں

☆

ہائے وہ تیری بات، ہائے یہ تیری یاد
کیا سوچ رہا تھا کیوں بھول گیا ہوں

☆

ہیں کئی کام ابھی کرنے کو
دلِ ناداں کو محبت سوجھی

☆

سوزن سے نکلے لفظ پھر آتے نہیں
اس لیے ہم لبوں کو ہلاتے نہیں

☆

کون بندہ خطا نہیں کرتا
بند پر وہ عطا نہیں کرتا

☆

مرنا تھا مجھے خاک میں آنا تھا اس لیے
میں نے کچھ جمع نہیں کیا جانا تھا اس لیے

☆

ہم اپنا غم اوروں سے کہنا نہیں چاہتے
آئے تو ہیں اس بزم میں رہنا نہیں چاہتے

☆

اک بات تری میرے دل پر لگی
اس ذلت سے رحلت ہی بہتر لگی

☆

ضدِ طفلاں تو تیر ہوتی ہے
مثلِ تلوار ہے ضعیف کی ضد

☆

بربادی کا مری مجھ سے سبب پوچھ رہے ہو
کس منہ سے اور کس لیے اب پوچھ رہے ہو؟

☆

ہر زخمِ جگر پھر ہرا ہو گیا
دل میں اٹھی اک ہُوک

☆

دل پہ تیرے ہی نین نقش ہیں لکیریں ہیں
فقیر ہیں غلام ہیں اسیر ہیں ترے ہم

☆

اسلاف کا جہاد کا خنجر ڈبو دیا
پایا ہوا اپنا مقام کھو دیا

☆

میری قوم کے مجاہد تیری داستاں عجب ہے
تیرے لہو کے پیچھے اک کارواں سلب ہے

☆

چاند آسماں پہ آیا سب نے دیکھا
بڑی وہ خوش ہوئی جو شب نے دیکھا

☆

عشق کا خمار ہے یا شب گزاری کا
لڑکھڑاتا ہے وجود کچھ تو بات ہے

☆

ہوا اڑا رہی ہے طرح طرح کی باتیں
ہم کیسے روک لیں گے سارے جہاں کی باتیں

☆

کہا ہم سے کیوں آ گیا؟ کیا ہے؟
ان کی آنکھوں میں بھا گیا کیا ہے

☆

سرمئی شام ہے ریشمی جام ہے
دو ناؤ کی سواری مشکل کا کام ہے

☆

اشک آنکھوں میں اکثر بھر جاتے ہوں گے
مجھ سے بچھڑ کے وہ پچھتاتے ہوں گے

☆

چاہِ نخشب سے کیا تو آیا ہے
ماہِ کامل کا وسیم سایہ ہے

☆

میں یوں تو لوگوں سے بے انتہا کم ملتا ہوں
مگر جب ملتا ہوں تو دل سے ملا کرتا ہوں

☆

ساتھ اوروں کے یہ سب کبھی ہوتا ہے
پر مرے ساتھ اکثر یہی ہوتا ہے

☆

اپنی خوشبو اپنا جلوہ اپنی آہٹ لے کے
میں بہت جلد بہت دور چلا جاؤں گا

☆

پڑیں جس پہ دل اس کو چیریں ہیں
تیری آنکھیں ہیں کہ شمشیریں ہیں

☆

اُنس، الفت، محبت عشق اور پیار
ایسی راہوں پہ تباہی کے سوا کچھ بھی نہیں

☆

اس نے کیسے مجھے سنبھال لیا
لوگوں نے دیکھ وہ کمال لیا

☆

اپنے دل میں جگہ دے کر مجھے انمول کرو
میری تقدیر کے فرما کو سیری طول کرو

☆

اک نئی سحر ہوئی جلوہ فروزِ عالم
کمزور سے اس دل پہ ہیں بوجھ بہت سارے

☆

دل میرا جلاتے ہو کہتے ہو ہوا کیا ہے
اس سوزشِ دل کا سبب تیرے سوا کیا ہے

☆

میں مسکین مسافر معصوم مرا
اسیر ہوکے الفت کا مغموم مرا

☆

اے عید تم اتنی غمگین کس لیے ہو
غمگین اگر ہو تو پھر عید کس لیے ہو

☆

جی جلا کے میرا کہتے ہو ہوا کیا ہے
سبب سوزِ دل کا تمھارے سوا کیا ہے

☆

تہس نہس دل کے سب ارماں ہوئے
پل میں ہم سوختہ ساماں ہوئے

☆

اس کی باتیں ہی ایسی ہیں
جا کے دل میں اترتی ہیں

☆

وہم، گمان، خیال، قیاس
مجھ کو رکھتا ہے تمھارے پاس

☆

میری صدا سالکؔ سن کر نہیں رکا
در پہ آیا ایک لمحہ گھر نہیں رکا

☆

میں مسکین مسافر جہاں جا کر ٹھہرا
وہاں بدنام ہونا میرا مقدر ٹھہرا

☆

محبت تو نہیں کی ہے، آرزو ہے جو تیری ہے
جو سینے میں اٹھا کرتی ہے، جلن عارضی سی ہے

☆

آپ کو بھلادیں یا آپ کو رُلادیں
اتنے تو جاناں غیر ذمہ دار ہم نہیں

☆

آنکھوں سے بہتا ہوا گریہ نہیں رکا
اشک ختم ہوگئے تب کہیں رکا

☆

تھوڑا اس نے ہمیں رلایا تھا
تھوڑا ہم خود بھی رونے والے تھے

☆

آخری دور چلا دے ساقی
تھوڑی سی اور پلا دے ساقی

☆

اب وہ گھاؤ نہیں ٹیسیں نہیں برساتیں نہیں
اب بھی آتی ہیں تری یادیں پہ ستاتی نہیں

☆

کس سے کرنا چاہیئے تھا کس سے پیار کرلیا
یعنی بندے مرض کو تو نے خمار کرلیا

☆

کسی کی یاد نے آکر مری آنکھ بھگو ڈالی
لہجہ وہ میٹھا میٹھا، باتیں وہ سب نرالی

☆

سہانا ساون ہے سکوت ہے سکون سا ہے
کسی کی دید کا فواد کو جنون سا ہے

☆

ملنے اوروں سے وہ شوق سے جاتے ہیں
پر وصل سے ہم محروم رہ جاتے ہیں

☆

یہ اشک یاد رکھنا
محبت پھر نہیں کرنا

☆

باتوں سے اس کی گماں ہوتا ہے
عشقِ یکطرفہ کا خاتمہ ہوتا ہے

☆

قرارِ دل ہے یہی عزیزِ جاں ہے یہی
شب کی تنہائی کا سکوت اہم

☆

بھیگی بھری نیساں کی برسات میں
تو گھر میرے آیا تو اچھا لگا

☆

یہ رسم تم نے چلائی ہے تم گلا نہ کرو
یا پھر غیروں سے تم بھی اس طرح ملا نہ کرو

☆

وہ باتوں پہ میری خفا کیوں نہ ہوتا
اگر جھوٹ کہہ دیتا تو یوں نہ ہوتا

☆

میں مسکین مسافر مغموم مارا گیا
اسیر ہو کے الفت کا معصوم مارا گیا

☆

صداقت پہ میری خفا کیوں نہ ہوتا
اے کاش کہ جھوٹ کہا کیوں نہ ہوتا

☆

اشک سارے بہہ گئے ہیں رہ گئے ہیں چند ایک
بات جو میں کہہ نہ پایا کہہ گئے ہیں چند ایک

☆

موقع ہے مسرت کا نین مرے بہتے ہیں
اشک یہ خوشیوں کے ہیں بہتے بہتے کہتے ہیں

☆

چاند کا وہ مدّ کے سمندر ہے بے قرار
یوں ہی تیرے لیے مری نظر ہے بے قرار

☆

زیست انسان کی انسان سے یہ کہہ رہی ہے
مجھ جیسی قیمتی شے کس لیے یوں بہہ رہی ہے

☆

دل ذرا سا شوخ ہے سوزن ذرا بے باک ہے
دل پہ نہ لینا ساتھیوں ہر بات میری مذاق ہے

☆

نام ترا تیری طرح بہت خوب بڑا پیارا ہے
ناوک نظر موثر ادا تیرا غضب اشارہ ہے

☆

سہانا ساون ہے سکوت ہے صبا بھی ہے
مگر وہ جانے مجھ سے آج کیوں خفا بھی ہے

☆

تلاشِ معاش نہ ہوتی تو میں ظاہر ہوتا
جسے تم روز پڑھا کرتے وہ شاعر ہوتا

☆

صحبت کا اثر پائیں ضروری تو نہیں
ہم آپ سے ہوجائیں ضروری تو نہیں

☆

سبھی تو مجھ کو توڑنے میں پیش پیش رہے
میں کس سے اپنی تباہی کی شکایت کرتا

☆

جو لوگ نکتہ چینی کرتے ہیں وہ سن لیں
میں ڈوبتا ہوں لیکن ابھروں گا ایک دن

☆

وہ جس کی درشتی سے سب سوختہ جاں دل تھے
میں نے آج اسی سنگ کو روتا ہوا پایا

☆

سپنا تھا جو ٹوٹنا تھا سو ٹوٹ گیا
وہ روٹھنے کا متلاشی تھا سو روٹھ گیا

☆

گہہ تو نشیب ہے گہہ فراز ہے ساگر
بے رحم لہریں ہیں بے نیاز ہے ساگر

☆

راہ کی رکاوٹ کو روندتا سمندر ہے
یہی تو طریقہ و سلیقۂ سکندر ہے

☆

آنکھوں سے بہتا ہوا گریہ ہوں میں دریا ہوں میں
دل سے غم کے بوجھ کو گھٹانے کا ذریعہ ہوں میں

☆

وہ کاغذی جہاز اور موسمِ بہار
بھولا نہیں ہے دلِ بے قرار

☆

میں بہت خوش ہوں مگر تھوڑا سا مغموم بھی ہوں
میں اس کا ہم جلیس ہوں اسے معلوم بھی ہوں

☆

جلنے جلانے کی رسم میں جان کل گیا
جب شمع کے ہاتھوں اک پروانہ جل گیا

☆

چاند رات کی بارش اور کسی کی یادیں
ہلال آپ تلاش کر اس ماہتاب کو لادیں

☆

جیسے چھا جاتی ہے کالی گھٹا فضاؤں میں
مرے شانوں پہ یہ زلفیں یونہی بکھراؤ نا

☆

مجھے پیار ہے چمن سے فلک سے صباؤں سے
شاعر ہوں میں سو مجھ کو کلی سے بھی پیار ہے

☆

بڑا ہی بھلکڑ ہے یہ دل مرا
تیری یاد رکھ کے جو بھول گیا

☆

پھر وہی تماشا سا پھر وہی تماشائی
اس نے مجھ کو دیکھا تو آنکھ میری بھر آئی

☆

ایک تو چاند ہے ایک وہ چاند ہے
چاند دو ہیں نشانی قیامت کی ہے

☆

سہانا موسم ہے سکوت ہے برسات بھی ہے
تمھاری یاد ہے دل میں مہکتی رات بھی ہے

☆

دل تو قیام گاہ ہے رنج و الم کی
اس سے بڑی ہوگی کیا مثال ظلم کی

☆

کرکے دیکھیں گے محبت پھر کبھی
زندگی نے دی جو فرصت پھر کبھی

☆

دیں اگر آپ اجازت تو کروں
کب سے جو بات نہیں کی گئی ہے

☆

پہنچی جو بہ لبِ گل شبنم صبح صبح
نکھرا ہے گلستان کا موسم صبح صبح

☆

لپٹیں ہوا کے جھونکوں کی سانسوں میں ملتی ہیں
کیا پک رہا ہے پردے میں پہچانتے ہیں ہم

☆

سالِ نو کی سرد راتوں کے ارادے ہیں نئے
نئی امیدیں، امنگیں اور وعدے ہیں نئے

☆

چھین کے وہ دل کا چین لے گیا
کل تلک کہ جو تھا اپنی چین کا

☆

پیٹھ پہ کھاتے ہی خنجر ہو برف دوستی
اک طرف قتل کی سازش اک طرف دوستی

☆

درد تو مقدر ہے
اس لیے تو سہتے ہیں

☆

تھا بڑا انتظار وہ نہ آیا
اپنی حالت پہ مجھے رونا آیا

☆

انھیں بیتاب رہنے کی طبیعت مار ڈالے گی
محبت کرنے والوں کو ضرورت مار ڈالے گی

☆

ایک میں ہی بے قرار راہوں کا مسافر ہوں
زندگی میں ہوں لیکن زندگی سے قاصر ہوں

☆

آرزو کی راہوں کو اختیار مت کرنا
شہر سے چلے جانا مگر پیار مت کرنا

☆

شب کی تنہائی میں سکوت ہے سکون ہے
قلم کی نوک پہ کبھی سین ہے کبھی نون ہے

☆

آرزو کی راہوں کو اختیار مت کیجئے
دردِ دل کو مت چنیے پیار ویار مت کیجئے

☆

زندگی کی راہوں میں کرنا پڑا سمجھوتہ
کیا خبر تھی کہ ہوگا اتنا بڑا سمجھوتہ

☆

بہت خوبصورت ہیں آنکھیں تمھاری
ان آنکھوں میں ہو ڈوبنے کی اجازت

☆

بزم میں ہم نے کبھی ایسا سماں دیکھا نہ تھا
دیکھا تم کو بارہا لیکن یہاں دیکھا نہ تھا

☆

ساحل کناروں پہ چلنے کی خواہش
مجھے لے ڈوبی سنبھلنے کی خواہش

☆

درد کا ہجر کے زمانے کا
زندگی نام ہے رلانے کا

☆

یاد تری مجھے کاٹ رہی ہے
دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے

☆

باغبان بے خبر ہے حال کیا گلوں کا ہے
اُس سے اچھا تو رویہ گل سے بلبوں کا ہے

☆

ڈائری میں قید غزلیں بے قرار تھیں
لایا ہوں منظرِ عام پر لیکن کتاب کرکے

☆

گھر کی ہر دیوار و در پہ لکھ دیا تمھارا نام
میری اس دیوانگی سے پریشاں ہیں گھر والے

☆

یاد تمھاری ساتھ ہے ستمبر کا مہینہ ہے
یہ کام بڑا دشوار ہے بن تیرے مشکل جینا ہے

☆

دے سارے قلم توڑ جتنے ہیں جال ڈال
احسان فراموش کو احسان بھی جتادے

☆

ہوئے ہاتھ جو کالے تو کیسا ہے پریشاں
دل جو سیاہ پڑا ہے تجھے کچھ خبر بھی ہے

☆

میرا غم میرا فسانہ ہے جدا
ہم پہ جو آیا زمانہ ہے جدا

☆

جال سا یہ جو لکیروں کا بچھا ہے مجھ میں
یہ لکیریں کہیں تحریر نہ کردی جائیں

☆

یوں اس نے منہ کو جھٹکا مری سمت دیکھ کر
یاد آگئی مجھ کو مری اوقات دوبارہ

☆

تمھیں اپنا سمجھا بس یہ خطا کردی
تم نے سزا میں زندگی تباہ کردی

☆

نیند ایسی کبھی نہیں آئی
چین ایسا کہیں نہیں پایا

☆

آتی ہو بے حجاب تو کیا دل رُبا لگتی ہو
لگتی ہو گویا آتش، کوئی بلا لگتی ہو

☆

اپنے دل کی بیقراری ہے عجب
زندگی کے سنگ چلنا ہے کٹھن

☆

یوں میں تمام رات باوضو رہا
روتا رہا منہ کو دھوتا رہا

☆

بے عنان دل کا جنون کیا کہوں
سینے میں سینہ زوری جاری و ساری ہے

☆

ہوئے تم دوست جب سے
ہوگئے دشمن سبھی میرے

☆

غم مجھ میں جی رہا ہے، میں غم میں جی رہا ہوں
ہجر کے فرقت کے موسم میں جی رہا ہوں

☆

میں نکلا تو یہ زمانہ تعاقب میں تھا نکلا
جو میں رکا تو زمانہ مری آنکھوں سے جا نکلا

☆

نہیں ہے جہدِ مسلسل کی انتہا کوئی
ہے کوئی مصلحت جو کہ یوں تشنہ کام ہوں میں

☆

میں غم میں رہتا ہوں
غم مجھ میں رہتا ہے

☆

ہوئے تم دوست جب سے
دشمن ہو گیا ہر اک اپنا

☆

کیا عہد و پیمان جانِ جاں جب جان کی ہی خبر نہیں
یہ شبِ یلدا طویل ہے مرے دل میں اتنا صبر نہیں

☆

ہر گام پہ اک چہرہ الگ، نیا رنگ ہے
سینے میں اس کے دل کی جگہ کوئی سنگ ہے

☆

اشک ہیں جو سارے سب اشک ہیں ہمارے
ہر غمزدہ کی آہ ہے ہمارے نوحے میں

☆

اک روز اسی محفل نے چھینا تھا ہمارا دل
ہم انتقام لیں گے اسی بزم کو لوٹیں گے

☆

خاموش ہم کھڑے ہیں دل روتا ہے مسلسل
ہمیں اشک آرہے ہیں انھیں رشک آرہا ہے

☆

جس نے ہمیں رسوا کیا
اس کو خدا رسوا کرے

☆

میں زندہ تماشا ہوں، میں صدیوں کا پیاسا ہوں
دکھ درد دینے والوں کا بھی میں ساتھ نبھاتا ہوں

☆

مجھے تم شوق سے چھوڑو، تمھارا اپنا جیون ہے
پر جو گزرو کبھی تو قبر سے ہوتے ہوئے جانا

☆

شہر والے مجھے قبول آخر کس طرح کرتے
جرم سنگین تھا مرا گاؤں میں جنم لینا

☆

شوق سے چھوڑ جاؤ چاہو تو اک احسان کرو
جاتے جاتے یہ لاش قبر میں اتارتے جاؤ

☆

دریا نے سنبھالے مرے زخمِ جگر تمام
رویا کنارے بیٹھ کے اور منہ کو دھو لیا

☆

جلوہ ہے مرا عُزلت، خلوت ہے مری محفل
مجھے بھاتی ہے خاموشی، کیا کرنی بھری محفل

☆

مری زندگی خزاں ہے مری بات میں الم ہے
میں عاشقِ اردو ہوں مجھے شاعری کا غم ہے

☆

آوارہ چہ مگوئیاں، بے پرکیاں، افواہیں
منہ سے نکلی بات دور تلک گونجی

☆

حیران ہوں کہ حاسد ہیں وہ آج کل ہمارے
جو کل تلک ہمارا مزاق اڑاتے تھے

☆

آشوبِ زمانہ میں پتھرائی ہوئی آنکھیں
یہ آنکھیں ہیں ہر موڑ پہ غم کھائی ہوئی آنکھیں

☆

چیر ڈالو قاتلوں آبدیدہ سالکؔ کو
جی کے بھی اس نے کیا کرنا گریہ و زاری کے سوا

☆

بڑے ہی بے قدر نکلے بڑی ہی بے وفا نکلے
خوشامد کی مگر کوچے ترے پھر بھی خفا نکلے

☆

اپنے ہی بزرگان کو کرتے ہو لعن طعن
ایسے گناہ تو کوئی کافر بھی نہ کرے

☆

بے تابیوں نے توڑ دیا ہے بری طرح
ہو انتظار ختم تو آرام کریں گے

☆

آنکھوں کا وہ نشہ کے بس دیکھنے سے مطلب
دل کی وہ بیقراری کہ سینے میں سینہ زوری

☆

وہ جنھیں کل ہم نے پر کھولنا سکھایا
لو آج وہ ہم ہی کو پرواز سکھائیں گے

☆

زندگی کا مزاج ہے، سرشت ہے، مثال ہے
عروج ہے کبھی زوال ہے، کمال ہے بھئی کمال ہے!

☆

نیا سال خالی، نیا سال تشنہ
نیا سال مغموم ہے دیکھو کتنا

☆

وہ ہے شمع کی مانند میں پروانے کی
مجھ کو بس آرزو رہتی ہے اس کے آنے کی

☆

وہ تو آگ جلائے بیٹھے ہیں
کوئی جلنا چاہے تو خوش آمدید

☆

محفل میں بلا کے کرو گے میرا تماشا
گمنام ہوں میں یوں تم مرا نام کرو گے؟

☆

مجھ کو خورشید جگاتا ہے مشقت کے لیے
اندھیرا ہاتھ پکڑ کر مجھے گھر لاتا ہے

☆

کبھی ہوش نے جھنجوڑا کبھی بے خودی کا سایہ
کبھی روشنی سے نکلا کبھی روشنی میں آیا

☆

محبت کے گلشن کو آباد رکھنا
اے ہمنوا! تم مجھے یاد رکھنا

☆

قلم دوات عشق کی بنیاد بنتے ہیں
آنکھیں، زبان، چہرے اس کے بعد بنتے ہیں

☆

اسکی یادوں میں سرخ آنکھیں ہو رہی ہیں رو رہی ہیں
آنسوؤں سے اسکی خوشبو آ رہی ہے چھا رہی ہے

☆

اداس راتوں کا مسافر پھر سے مرا دل یہ ٹھہرا
ہر گھڑی ہے بیقراری ہر طرف ہے اک اندھیرا

☆

زندگی میں آ میری زندگی سجا میری
منزلیں ہیں کونسی راہنما بتا میری

☆

وہ مجھے یاد کرے یا نہ کرے
پر کسی اور سے وفا نہ کرے

☆

بشر کی توقیر کا یاں حسن بس پیمانہ ہے
ہر کوئی اس جنگل میں حسن کا دیوانہ ہے

☆

چاہا تو تجھے چاہا مانگی تو دعا تیری
اس پہ میں ہوا راضی جو بھی ہے رضا تیری

☆

ہوئی حیرت جو نہ راتوں کو بھی سوتا پایا
جب بھی ڈھونڈا خود کو خلوت میں ہی روتا پایا

☆

پہلے وہ مجھے اپنا سب کچھ سمجھتے تھے
اب ہیں سمجھدار، مجھے کچھ نہیں سمجھتے

☆

زندگی ساری اذیت میں گزری اور پھر آ گئی تمھاری کال
بدن سے جوں ہی میری جان نکلی اور پھر آ گئی تمھاری کال

☆

مجھ کو خورشید جگا دیتا ہے سفر کے لیے
اندھیرا ہاتھ تھام کر مجھے گھر لاتا ہے

☆

دیکھا ہے تم کو جسم سے نہ جان نکل جائے
اے جانِ جاناں جان لو کہ جان کا ہے معاملہ

☆

وہ لوگ جن کو تشنہ گمان کیا جاتا
وہ خود اک جھیل نکلے وہ سیراب نکلے

☆

واسطہ اس سے کوئی ہمارا نہیں
جو تمھارا نہیں وہ گوارا نہیں

☆

تم اپنے غم میرے سپرد کردو
مری چشم کو اپنے اشکوں سے بھردو

☆

مسئلہ تو یہ ہے کہ مسئلے ہزاروں ہیں
ہوتے اگر ایک دو بیان کردئے جاتے

☆

زندگی تو ان کی ہے جی تو صرف وہ رہے ہیں
ہم تو ارے پاگل ہیں اس طرح جو رو رہے ہیں

☆

ایک لمحے کا نظارہ اور پھر کالی گھٹا
ہر راہ میں ہر موڑ پر ہے ہمسفر کالی گھٹا

☆

میں ہوں بے کل میں ہوں پاگل
شام ڈھلنے کو ہے آؤ

☆

آج موسم دلنشیں ہے آؤ اک وعدہ کریں
ہم کہاں ہیں دل کہیں ہے آؤ اک وعدہ کریں

☆

رنگ اور خوشبوئے حنا بے تاب کر گئی
دل کے شہر میں پیدا اضطراب کر گئی

☆

سادگی میں ہی رہنا، رنگوں سے بچے رہنا
میں دیکھتا ہوں اپنی رہ تو ناپ اپنا راستہ

☆

ہم بھی شہر میں تھے اسی کے منتظر بڑی دیر سے
وہ آگیا سر پہ کفن کو باندھ کر بڑی دیر سے

☆

میں تو محفل میں بھی آکے رہا تنہا تنہا
جس نے دیکھا مجھے اس نے کہا تنہا تنہا

☆

تھا قرب میں مگر وہ مرے پاس نہیں تھا
شاید اسے میرا کوئی احساس نہیں تھا

☆

کیا ہوا تم کو ہوا کیا بھلا ہے
یوں کیوں خفا ہو ہم سے کیا گلا ہے

☆

عاشق ترا سالکؔ ترا
آ دیکھ لے مارا گیا

☆

فون پہ وہ پوچھتے ہیں ہم کو کونسا ہے غم
ہم کو یہی تو ہے غم کہ پوچھتے ہیں فون پہ

☆

غم تو یہی ہے کہ تم جارہے ہو
ہمیں چھوڑ کے یوں صنم جارہے ہو

☆

بن گئے غیر کا نشانہ ہم
جان چھوٹی تری مکّاری سے

☆

میں مختلف میری بات مختلف
سب کا رویہ آج مرے ساتھ مختلف

☆

ہم سے کیا ہوئی خطا اے دوست تم کو کیا ہوا
نہ ہی نگاہِ کرم، نہ سلام نہ دعا

☆

مجھ کو تو میں نہیں سمجھ آیا
کیا یہ سمجھیں گے زمانے والے

☆

اُڑ گئی تھیں نیندیں ان کو دیکھ کر
بزم میں دیکھا تو ہوش اُڑ گئے

☆

آج ٹوٹا ہوں یوں کہ مت پوچھو
میں تو یہ ہی کہوں کہ مت پوچھو

☆

نہ پڑتا عشق سے کام مجھ کو
تو کرتی دنیا سلام مجھ کو

☆

تنقید کے مثبت پہلو ہیں پر ایسے تو مت یار کرو
ہر خبر کی تم تردید کرو ہر بات میں تم تکرار کرو

☆

زندگی ہے یا تشنگی سی ہے
جس طرف دیکھو بے بسی سی ہے

☆

چند دن میں یہ کیا ہو گیا
سالکؔ تو بالکل تباہ ہو گیا

☆

ہر تیسرا دشمن ہے ہر کوئی فریبی ہے
چاہے کوئی کرتا ہو دل جوئی فریبی ہے

☆

غیروں سے تو وفا کر خواہ ہم سے دغا کر
تری راہ میں کھڑے ہیں ہم سے بھی کچھ کیا کر

☆

محبتیں بانٹنے کا تو موقع ملا
پیار پانے کی باری پہ دھوکہ ملا

☆

مجھ سے یہ شہر کہتا ہے تم مارے جاؤ
تمھارا مرنا ہی اچھا ہے تم مارے جاؤ

☆

جانے والوں کو یاد کس نے کیا
ذکر ان کا آباد کس نے کیا

☆

چاہا تو اسے ٹوٹ کے تھا بارہا
آج بالکل ٹوٹ گئے چاہت میں

☆

فون پہ وہ پوچھتے ہیں ہم کو کونسا ہے غم
پوچھتے ہیں فون پہ بس یہی تو ہے ستم

☆

کروٹوں میں کیوں سالکؔ ساری شب بتاتا ہے
کس کو یاد کرتا ہے کون یاد آتا ہے

☆

میں خوابوں کے کھول دریچے چلا
میں اپنی نگاہوں کو میچے چلا

☆

شوخ تیری ادائیں مجھے مار ڈالیں گی
ہتھیار ڈالتا ہوں مجھے معاف کیجئے

☆

زندگی ہے یا تماشہ، اس قدر بڑا تماشہ
نئے تماشائی روز، روز اک نیا تماشہ

☆

سنگ تھا زمانہ میں جب تک خموش تھا
حق کی صدا لگائی تو سب سنگ لیے آئے

☆

جو جی میں آتا ہے وہی کرتا ہوں
میں جو کرتا ہوں صحیح کرتا ہوں

☆

بے خیالی میں ہمارا دل نہ جاناں توڑ جانا
جان لو کہ ہے تمھارا ہی آشیانہ توڑ جانا

☆

مرگئے غیر کی تلواروں سے
جان چھوٹی گھر کے ہتھیاروں سے

☆

آگئے جب وہ دل ربا سالکؔ
ہوگئے پورے پھر تباہ سالکؔ

☆

کبھی تھے چپ کبھی ہم رونے لگے
ہم جو روئے تو سبھی رونے لگے

☆

ہنستا ہوں میں اپنے پر اور کبھی رو پڑتا ہوں
کیا یہ مجھے ہوجاتا ہے، کیا یہ بھلا میں کرتا ہوں

☆

جیسے میں تڑپا تو بھی تڑپے کبھی
دوں گا دعا تجھ کو ملے تجھ سا کوئی

☆

میں تیری راہ میں ہوں اور تو میرے دل میں ہے
رات رات یادوں میں ہے، شام سویرے دل میں ہے

☆

میں ان سے وابستہ اک شوخی سا ہو گیا ہوں
انھیں یاد کرتے کرتے انھیں سا ہو گیا ہوں

☆

میں تو میں ہوں میری کیا اوقات ہے
روبرو وہ آیا میری مات ہے

☆

مجھے کہتی ہے خلقِ خدا کیا کیا
آخر میں خود کو سمجھتا کیا کیا

☆

دل لے کے وہ بیٹھے رہے بدلے میں کچھ دیا نہیں
میرے ساتھ سلوک اچھا کسی نے بھی کیا نہیں

☆

خود سے بے خبر ہوں ایسا دیوانے پن میں
اب میں نہیں لگاتا پیوند پیرہن میں

☆

کبھی آپ میں اس کو لے آیا خود میں
کبھی پہلے سے اس کو موجود پایا

☆

ابھی مجھ سے کچھ نہ پوچھو میں ہوں اس کی یاد میں
کیسے وہ بچھڑا تھا مجھ سے یہ کہانی بعد میں

☆

میرا دل تیرا آشیانہ ہے
کیا ترا گھر میں دل نہیں لگتا

☆

مجھ سے ملنے وہ کبھی آتا نہیں
میں بھی اس کی بزم میں جاتا نہیں

☆

ڈگمگاتا ہے میرا دل دیکھ کے حسن و جمال
مجھ کو اپنی اس ادا پر ہوتا ہے اکثر ملال

☆

ہم اٹھیں گے جب ہماری لاش اٹھے گی
دیکھ لینا تم اک طوفان اٹھے گا

☆

ہے کرم یہ شام پر کہ وہ آئے بام پر
دل مچل مچل اٹھا پر رہا مقام پر

☆

کوچے میں ہم موجود ہیں مقتول ہونے کو
قاتل ہوا ابھی تک تیار ہی نہیں

☆

مقتل ہے مری منزل کیوں مانتے نہیں ہو
میں جانتا ہوں تم کو، تم جانتے نہیں ہو

☆

جینے کے جوانی جب ہیں آئے دن قریب
مرگ ہے کھلا یہ اُف ہائے دن قریب

☆

میرا جیون ہے کیا جیون ہے کیا حسرت حسرت
مجھے دیکھا جس نے اس نے کہا حسرت حسرت

☆

میں تمھارا تم ہو میرے
کتنی اچھی بات ہے

☆

زندگی ہووے تشنگی ہووے
جس طرف دیکھو بے بسی ہووے

☆

اس کے دل میں بھی کوئی رہتا ہے
جو بھی رہتا ہے زندگی اس کی

☆

دیکھتا ہے وہ کہ کیا کہتے ہیں ستارے اور
ستارے اس کو دیکھ کر بھی تو کچھ کہتے ہیں

☆

محفل میں تری جو آتے ہیں
وہ غش کھا کے گر جاتے ہیں

☆

پوچھنا وہ میرا ان سے بار بار
ان کا وہ کہنا ”نہیں بابا نہیں“

☆

ہم رہے گمنام ساری زندگی
مرگ پر یہ شور برپا کس لیے

☆

کہہ دیا جسے اپنا مل گئی اسے جنت
گھاس نہ دیا جس کو مر گیا وہ بیچارہ

☆

ہاں ہاں میں تو عشق سے ناداں تھا
تم نے ہی سکھایا ہے مجھ کو

☆

کل میں تماشائی تھا آج میں تماشا ہوں
میں بڑا پریشاں ہوں میں بہت حراساں ہوں

☆

دیکھا جو بدن اس کا پاکیزہ معطر
گھن آنے لگی مجھ کو اپنے وجود سے

☆

پھر ساری رات تارے تکتے ہوئے کٹی
کافر نے ساری نیند کی دھجیاں بکھیر دیں

☆

آنکھیں ہیں تیری قاتل دل چیر رہی ہیں
میں دیکھ رہا ہوں مجھے گھیر رہی ہیں

☆

ہم بھول جائیں تجھ کو اے یار کس طرح
زخم دینے والے تو یاد رہے گا

☆

اے دنیا والو ستم ڈھانے والو
خدا سے تمھاری شکایت کروں گا

☆

لہولہان جگر رہتا ہے
آنکھ رہتی ہے اشکبار اپنی

☆

زباں سے دل کا حق ادا نہ ہوا
بیان ہم سے مدعا نہ ہوا

☆

جیسے میں ہوں تیری رہ پہ، تو ہو میری راہ میں
ہو گیا ہوں میں فنا بس اسی چاہ میں

☆

کر تو وفا غیروں سے خواہ ہم سے دغا کر
اتنے بھی ہم احقر نہیں ارے کچھ تو کیا کر

☆

نہ تو میں تماشا تھا نہ ہی تماشائی تھا
عشق نے مگر میرا کر کے تماشا چھوڑا

☆

محبت میں حد سے گزر جایا جائے
جہاں دیکھا جائے اسے پایا جائے

☆

یاد آتا ہے بچپن کا مجھے وہ زمانہ جانی
چھو کے وہ ترا کہنا کبھی برف کبھی پانی

☆

آگئے دام میں ہم غیروں کے
بچ گئے تیری دغا بازی سے

☆

سوچ لو محبت کرنے سے پہلے
یہ پیچھا نہ چھوڑے گی مرنے سے پہلے

☆

بڑی تم آس رکھتے تھے، محبت ہو گئی پوری؟
آیا نا موسمِ ہجراں، ہوئی نا پھر وہی دوری

☆

ڈھل رہی ہے کالی رات دھیرے دھیرے
بکھر رہی ہے میری ذات دھیرے دھیرے

☆

رشک سے دل سے فخر سے دیکھتا ہوں
میں طلبہ کو قدر کی نظر سے دیکھتا ہوں

☆

میں نے مانا کہ حضور سارا ہے میرا قصور
در گزر کر دیجئے میں ہوں آپ کا مشکور

☆

کلی چٹک کر جھکی ہوئی ہے
ہوا چمن کی رکی ہوئی ہے

☆

وہ اپنی دوستوں سے ساری شرطیں جیت گئی
اور پھر یوں میں اس کو ہار گیا

☆

شریفوں میں مجھ سی شرافت نہیں
مگر سیدھا چلنے کی راہیں کہاں

☆

برا ہم بھلا کیوں کسی کو کہیں
کیوں نا دشت میں جا کے تنہا رہیں

☆

حیراں ہوں کہ تم لوگ تو ہر بات پہ لڑتے ہو
کوئی بات نہیں ہوتی تو حالات پہ لڑتے ہو

☆

تاک رکھا ہے اسے بینش نے
مضطرب لامسہ ہے برسوں سے

☆

سینہ چاک کردے گی جینا شاق کردے گی
تیر و نشتر زباں ہے یہ لشکر زباں

☆

کل جہاں شادی ہورہی تھی نا
اسی گھر سے اٹھی ہے میت ہاں

☆

بام پر اک پری ہے آئی ہوئی
چار سو چاندنی ہے چھائی ہوئی

☆

اب تو تارے بھی دے رہے ہیں دم
جاگیے آپ، چلے سونے ہم

☆

جی ہاں میں ہی وہ نادان ہوں
جس نے محبت سی نادانی کی

☆

یہی جا ہے یارو محتاط رہو
دم میں آئی تھی جہاں کل بینش

☆

دل نے کہہ دیا ہے صاف میری نہ سنا کیجئے
آپ بڑے ہیں "سر" جی آپ فیصلہ کیجئے

☆

آنکھ بھر آتی ہے دل روتا ہے
ہمارے ساتھ یہی ہوتا ہے

☆

ہوتے ہیں انکشافات آہستہ آہستہ
کھلتی ہے ہم پہ ان کی ذات آہستہ آہستہ

☆

اپنی راہ لے چاندنی کہ چاند جہاں ہو
نہ ہمیں پریشان کر نہ ہی خود پریشاں ہو

☆

میرے آنگن کی دیوانی کہکشاں
گھورتی ہے مجھ کو شب بھر خوامخواہ

☆

محبت پیار یہ سب بے وفائی لگتی ہے
مجھے یہ داستاں سنی سنائی لگتی ہے

☆

ڈوبنے کا ڈر تھا سو سیکھ لی تیراکی
تدبیر سے یوں ہم نے ڈر ڈر کے ڈر کو مارا

☆

یہ صدا کسی کی ہے جو کب سے گونجتی رہی ہے
یہ داستاں مجھے آگے بھی سنائی دی ہے

☆

اشک آنکھوں سے ناک سے لہو
کیوں نچوڑتے ہو اس خاک سے لہو

☆

اذیتیں زندگی بھر ایک طرف
دمِ مُردن کا صبر ایک طرف

☆

ہوا جب گریباں تو چاک ہمارا
نہ خاک ہماری نہ افلاک ہمارا

☆

کوئی امید کوئی آس نہیں
اب کوئی تسلی پاس نہیں

☆

مرا ہر درد مختصر ہو گا
اگر وہ شخص ہمسفر ہو گا

☆

اندھیری رات ہے تارا بھی نہیں
ایسی ظلمت میں گزارہ بھی نہیں

☆

پوچھا جو میں نے کوئی وفاؤں کا صلہ ہے
جھولی میں میری ڈال کے سِکّے وہ چل دیئے

☆

دل جب دل سے ملتا ہے
تو بن جاتی ہے وہ دلدل

☆

غمِ دنیا سے جان چھوٹے گی
آج میں زندگی سے جاؤں گا

☆

نیلی چھتری کے سائے میں رہتا ہے خانہ بدوش
دو دن ہیں کہیں بھی رہ لو کہتا ہے خانہ بدوش

☆

درد میں تنہائی میں رہتا ہوں کرب میں
بے چین رہتا ہے مرا دل تیری طلب میں

☆

آنکھ سے آنسو بہے پھر ناک سے آنسو
کب ہوں گے خشک میری اس خاک سے آنسو

☆

میں نے جب ہوش سنبھالا تو مجھے
کئی آزمائشوں نے گھیر لیا

☆

جوڑ کر صبح خود کو جاتا ہوں
شام تک پھر سے ٹوٹ جاتا ہوں

☆

انسان پیسے کو چلاتا ہے، پیسہ انسان کو چلاتا ہے
ہے محروم جو غریب اس سے وہ بیچارہ بس دل جلاتا ہے

☆

تم پسینہ اسے سمجھتے ہو
ارے یہ خونِ جگر ہے میرا

☆

لہولہان ہو گا میرا بدن
اور تم کہہ دو گے پسینہ اسے

☆

تم دوائی سمجھ کے پی لینا
یہ جو میں خونِ جگر دیتا ہوں

☆

میں زخمی ہوں لوگوں سے کہتا رہا
مرے ناک سے خون بہتا رہا

☆

بظاہر تو جسم صحیح دکھتا ہے
پر وہ اندر سے ٹوٹا ہوا ہوتا ہے

☆

آنکھ سے اشک، ناک سے خون دیکھو
میری ہمت، جذبہ اور جنون دیکھو

☆

ہاں میں بہہ جاؤں گا پسینے میں
یا پھر اشکوں میں ڈوبتا ہوں گا

☆

مجھے اشک آئیں گے تمھیں رشک آئے گا
تو رشک تم کو مبارک ہو انہی اشکوں میں بہہ جاؤں گا

☆

اشک جسے تم سمجھتے ہو نا
بہتا ہوا یہ لہو مرا ہے

☆

موج تبسم از نشر گوجری
سرمدی، چاندنی، گلبدن خنجری

☆

مجھے علم تھا کہ دل ہے وہ سمجھ رہے تھے بل ہے
سو میں تو دے چکا ہوں پر وہ نہیں دے پائے

☆

اس کے آنے کی خبر آتی ہے
میری بیماری چلی جاتی ہے

☆

اس کی آنکھوں میں جھانکا تو مجھ کو
محبت گھورتی نظر آئی

☆

کیا پھر آئینوں سے غرض مجھ کو
دیکھنا ہی نہیں مجھے خود کو

☆

ہم محبت کے نام پر جیسے
روز جنگِ عظیم لڑتے ہیں

☆

منہ اپنا چھپائے کھڑی ہے جو لڑکی
ہرا ہے دوپٹہ پری ہے وہ لڑکی

☆

اس کی زلفوں کی گھٹا میں بھٹکا
پھر مجھے گھر کا راستہ نہ ملا

☆

نیلی پوشاک میں ملبوس اے پری سننا
آؤ میں تم کو پرستان لیے چلتا ہوں

☆

اٹھی جب میری نگاہیں تو وہ شرمانے لگی
انگلیاں اپنی پگلی دانتوں میں دبانے لگی

☆

میری آنکھوں میں جھانک کے دیکھو
محبت گھور رہی ہے تم کو

☆

محبت کی گلیوں میں تاریکی ہے
یاں آؤ گے نابینا ہو جاؤ گے

☆

روتے روتے یونہی زندگی گزرے گی
جاتے جاتے سخن میرا کھو جائے گا

☆

پھر کہاں وقت ملے گا ہم کو
زندگی مستعار ہے اپنی

☆

ایسی جنگوں میں بالآخر کیا ہوا
بے ضرر لوگوں کا ضرر پہنچا

☆

کر جو سکتے نہیں تم کبھی دوستی
دشمنی سے ہے بہتر قطع تعلقی

☆

ایسے کچھ لوگ بھی ہیں بستی میں
معافی چاہتے ہیں معاف کرتے نہیں

☆

مجھ کو نسبت ہے اس سے میں خوش ہوں
وہ مجھے جانتا ہے کافی ہے

☆

پھر مجھے روبرو ہونا ہوگا
تم مرا آخری وسیلہ ہو

☆

میں بہت جلد مرنے والا ہوں
اس کی آنکھیں بڑی ہی قاتل ہیں

☆

حیاتِ مستعار میں جی کر
ڈھل گئے ہیں غبار میں جی کر

☆

ظالموں بھول رہے ہو کیا تم
بوریوں کا بھی خدا ہوتا ہے

☆

میں نے جب ہوش سنبھالا تو مجھے
گولیوں کی صدا سنائی دی

☆

ہمدم غلط نہ سوچیو بوتل میں پانی ہے
آلام کے سائے مگر حق پہ جوانی ہے

☆

اپنے احساس کو اوروں پہ عیاں کیسے کروں
شدتِ درد کو لفظوں میں بیاں کیسے کروں

☆

سبھی لوگ دشمن بنے ہیں ہمارے
محض دشت میں روگ سے دوستی ہے

☆

بہکا ہوا گمان بھٹکی ہوئی نظر
نہ ہی پتہ کسی کا نہ اپنی ہی خبر

☆

دلِ نازک و نرم ٹوٹ گیا
آج خوابوں کا بھرم ٹوٹ گیا

☆

یہ مجلسِ حاکم ہے رکھیو اپنی زباں بند
کردے نہ تری حشر تلک گفت و شنا بند

☆

زندگی غم کا دریا ہے، آنسوؤں کا ذریعہ ہے
کہتے ہیں محبت جسے وہ تو ایک نظریہ ہے

☆

اس کی چاہت کے سوا کوئی آرزو ہی نہیں
اس کے بن لگتا ہے کہ پھول میں خوشبو ہی نہیں

☆

مدھم مدھم سپنے سارے
دل میں رہتے ہیں بیچارے

☆

آنکھوں سے مری اشکوں کا سیلاب رواں تھا
جس وقت میں مشکل میں تھا ہر دوست کہاں تھا

☆

میری آنکھوں میں جو الفت کے نظارے اترے
تیری ہی دید سے وہ سارے کے سارے اترے

☆

غموں کی آگ میں جلتا رہا جیون میرا
گئے ہو چھوڑ کے جب سے کہ تم آنگن میرا

☆

نظروں کی یہ بے چینی پروانے کے جیسی
فضا میں مہک اس کے آجانے کے جیسے

☆

بے چین ہیں نگاہیں، آواز دی ہے دل نے
یادوں کی حدیں پار ہیں آجاؤ ہم سے ملنے

☆

میری آرزو میرا ارمان تھا وہ
مگر شوئے قسمت کہ نادان تھا وہ

☆

آنے کا کہا تھا مگر آیا بھی نہیں ہے
وعدہ تو کبھی اس نے نبھایا بھی نہیں ہے

☆

بھولی بھالی فطرت کا اک عجب نشہ دیکھا
میں نے جب بھی دیکھا تو اس کو دلربا دیکھا

☆

ہم کو وہ دکھتے ہیں پر ہم نہ دکھے ان کو کبھی
یارو یہ ان کی نگاہیں کیسی ہیں جھکی جھکی

☆

کتنے بے رحم ہیں یہ لوگ زمانے والے
غم جو دیتے ہیں مجھے راس نہ آنے والے

☆

شاعروں کی دنیا میں بے قراری ہوتی ہے
ہر دن کٹھن ہوتا ہے رات بھاری ہوتی ہے

☆

نہ بھوک لگتی ہے نہ پیاس لگتی ہے
زندگی اداس اداس لگتی ہے

☆

بن تیرے جینا محال ہے میرا خیال ہے
تو مری جان بے مثال ہے میرا خیال ہے

☆

جب جب وہ مجھ کو تکتا ہے
تب دل دھک دھک کرتا ہے

☆

یہ دور بھی عجب ہے، کیا دور ہے میاں
کیا تونے کبھی اس پہ کیا غور ہے میاں

☆

من جگر افگار مشقِ سخن بھی نہ کروں
یعنی جو دل میں بات ہے وہ ہی نہ کروں

☆

خوابوں کی دنیا میں کیا رکھا ہے
کیوں خوابوں کا شہر بسا رکھا ہے

☆

پیغام مرا عام ہونا چاہیئے
پیار اپنا کام ہونا چاہیئے

☆

اک تماشا سا لگا رکھا ہے ان گلیوں نے
نشہ سانسوں میں بسا رکھا ہے ان گلیوں نے

☆

تیرے ہاتھوں کی مہندی کا رنگ نرالا ہے
تیری بات بھی جدا ہے تیرا نام بھی اعلیٰ ہے

☆

کیا تماشا سا لگا رکھا ہے حسینوں نے
سب کو دیوانہ بنا رکھا ہے حسینوں نے

☆

روز ہاتھوں میں مسلی جاتی ہیں جو وہ کلیاں
نشہ سا سانسوں میں بساتی ہیں جو وہ کلیاں

☆

کبھی تو موم ہو گا ان کا دل
کبھی تو یاد کریں گے وہ ہمیں

☆

زیست میں آ کے آخرش ہم نے
کیا کھویا کیا پایا؟

☆

قلم سے یہ فریضہ انجام دیں گے
کم گوئی کی عادت کے شکوے مٹا دیں گے

☆

زندگی کی راہوں میں گردشوں کے مارے لوگ
کس نگر کو جائیں ہم کیا کریں بیچارے لوگ

☆

عمر دراز کی نہ مجھ کو دعا دے
جینا کوئی اتنا آسان نہیں ہے

☆

چھوڑیئے ان باتوں کو
ان میں کچھ نہیں رکھا

☆

پی کے محفل میں ہم نے زہرِ خند
باصرہ کو کیا جھکا کے بند

☆

خطوط ہوتے تو جلا دیتے
اس کے پیغام تھے ڈیلیٹ کیے

☆

میں نے پوچھا کہ پھر ملو گے کب
ہنس کر اس نے کہا جنت میں

☆

اعانت و حمایت کا ضرر رساں انجام ہے
ذنب عہدِ حال میں کسی کے آنا کام ہے

☆

زمیں سخت ہے آسماں دور ہے
مرا دل بڑا آج مجبور ہے

☆

کچھ مرا حوصلہ بڑھ جاتا ہے
جب کوئی کہتا ہے مجھے بیٹا

☆

میرا قصد تو خطرناک ہے
زندگی تیرا کیا ارادہ ہے

☆

سب سے ممتاز رہنے کی تمنا مار گئی
بزم میں جلتی ہوئی ایک شمع ہار گئی

☆

زندگی کا قرار تک تو دور
زندگی سے فرار تک نہ ملا

☆

یہ بھی اچھا ہے کہ ہم زندہ ہیں
مرگئے ہوتے تو اچھے ہوتے

☆

بھول جاتا ہے دل عشق کی توبہ کو
روز اک نیا پیدا غم کرتا ہے

☆

لوگ کہتے ہیں کہ میں پاگل ہوں
بات یہ ہے کہ ٹھیک کہتے ہیں

☆

میں ایک اچھا آدمی نہیں ہوں
ہوتا بھی تو کیا فائدہ ہوتا

☆

پہلے میری آنکھوں میں آپ نے حیا ڈالی
پھر مجھے حسینوں کے مجمعے میں کیوں ڈالا

☆

آپ پینے سے پہلے کبھی ملیے گا
ہوش والوں سے ہم گفتگو کرتے ہیں

☆

سادگی ہے میری جو تم کو دے دیا مفت
ورنہ یہ دل وہ دل تھا بے شک گراں بہا تھا

☆

بس یہی کام ہے اس کی دہلیز پر
صبح سے بیٹھے تو شام تک بیٹھے ہیں

☆

میں بھی ڈوب جاؤں گا تم بھی ڈوب جاؤ گے
کوئی نہ بچائے گا کشتیاں جلانا مت

☆

ادیب ہر شے میں کہانی ڈھونڈتا ہے
دیوانہ ہوتا ہے دیوانی ڈھونڈتا ہے

☆

دیکھتا ہے مجھ کو ڈوبتا ہجوم تماشائیوں کا
ڈوبتے ہیں وہ یا کہ میں، یہ پتہ نہیں چلتا

☆

دکھوں میں زیست کو گزارہ ہے
بس یہی ماجرہ ہمارا ہے

☆

یہ شاہیں کی ہے کرگس کی نہیں
میری میٹھی زباں تیرے بس کی نہیں

☆

ہم نور کی خاطر جب شمع کو جلاتے ہیں
اس سوز کا بدلا وہ پروانے سے لیتی ہے

☆

نہ تو یوں بے حجاب آتا
نہ یوں قتلِ عام ہوتا

☆

آتش افروز اے ظلمی ٹھہر جا
تمام دل کو جلائے گا کیا

☆

محبت کو ہم نے گلے سے لگایا
محبت نے ہم کو دیوار سے

☆

تیرے ہاتھوں کی مہندی کے رنگوں میں دم ہے
جب سے انھیں دیکھا ہے میں کہیں گم ہوں

☆

مجھے دیکھ کر مجھ پہ ہنستی رہو
مجھے خوش فہمیوں میں رہنے دو

☆

کسی کام کا بھی نہیں اب بچا دل
محبت کے ملبے تلے دب گیا دل

☆

دیکھتا ہو گا وہ ستاروں کو
ستارے اس کو دیکھتے ہوں گے

☆

کب مجھے موت آئے گی آخر
میرا لاشہ خراب ہو رہا ہے

☆

ایک مدت سے اس کو دیکھا نہیں
کوئی میسیج بھی اس نے پھینکا نہیں

☆

لوٹ مار کرنے تم آگئی ہو محفل میں
بس گئی ہو سینوں میں چھا گئی ہو محفل میں

☆

اس سے کیا شکوہ جو اس نے ایسا برتاؤ کیا
یہ بھی تو خوش بختی ہے کہ ہم سے بھی کچھ تو کیا

☆

چوڑیاں اس نے کبھی پہنی نہیں
جس کے ہاتھوں میں گھڑی رہتی ہے

☆

آشیانے سے مجھے کیا لینا
عمر بھر ہے فضاؤں میں رہنا

☆

جرم جو کرتا ہے محبت سا
قابلِ قتل ہوتا ہے وہ دل

☆

انھیں دیکھ کر ہمیں رشک آتا ہے
ہمیں دیکھ کر انھیں اشک آتے ہیں

☆

اس کے آنے کی خبر آئے گی
وہ جو آئے گی وہ خبر ہو گی

☆

یہ جو تم چاہتے ہو نہ جدائی
دیکھو یہ کوئی اچھی شئے نہیں ہے

☆

معصومیت کی انتہا چہرے سے عیاں ہے
معصوم آپ سا کوئی دنیا میں کہاں ہے

☆

دیکھتے ہی اسے بھڑک اٹھے
ہائے یہ آتشی جذبات مرے

☆

آرزو کے دیپ جل کے بجھ گئے
چوڑیاں کھنک کھنک کے مر گئیں

☆

دل پہ جو چھائی ہے خماری سی
لگ گئی ہے کوئی بیماری سی

☆

بات تو اچھی بولی ہے تم نے
مگر یہ بولی ہے کسے بولو

☆

درد جو دل میں رہا کرتا ہے
کہو اس سے کہ یہ جگہ چھوڑ دے

☆

دل میں رہتی ہے وہ آنکھ میں خمار اس کا
مقام یہ سجانے میں تمام ہے کردار اس کا

☆

ہم نے جب دی صدا سنی اس نے
پھر بھلا کیوں کی ان سنی اس نے

☆

آج سوچا کہ دل بنا آؤں
پھر خیال آیا کہ، نہیں اوئے!

☆

بس اتنا ہی خاص ہے پانی
اتنا جتنی پیاس ہے پانی

☆

محبت ہم نے کرکے دیکھی تھی
کرنے کی شئے تھی دوبارہ کرلی

☆

میری حالت انھیں سمجھائے کوئی
کسی طرح انھیں بلوائے کوئی

☆

تم جیو مریں تمھارے دشمن
ہم بھی مرجائیں اگر دشمن ہوں

☆

کیا یہ غم ہر کسی کو دیتی ہو
خاص مجھ پر ہے یہ عنایت یا ؟

☆

سندھ میں رندوں کی تو موجیں ہیں
ہائے اُف آہ تمہاری آنکھیں!

☆

آپ جیسا جو تماشائی ہو
پھر کوئی کیوں نہ تماشا بنتا

☆

پہلے کیا زندگی میں غم کم تھے
اور پھر اوپر سے آگئی برسات

☆

نہیں جینے کی یوں بھی چاہ مجھے
آئیں بے شک کریں تباہ مجھے

☆

عشق کرنے کا فائدہ ہوا ہے
خالی دل، درد سے بھرا ہوا ہے

☆

کیا کہا چین نہیں پاتے ہو؟
لگ گیا عشق ٹھکانے دیکھا

☆

آپ ہی نے مجھے نہیں ڈسا ہے
شہر میں اور بھی ہیں دوست مرے

☆

لوگ کچھ خود ہی بن گئے دشمن
چونکہ میں نے منافقت نئیں کی

☆

جیب میں تھے مری جواب سبھی
پر کسی نے سوال ہی نہ کیا

☆

محبت دشمنوں سے ہو گئی ہے
چلیں کوئی تو مجھ کو سوچتا ہے

☆

یہ بھی اچھا ہے ہم گمنام جئے جاتے تھے
آبرو ہوتی تو کیسا بے آبرو ہوتے

☆

ایک دم مت دکھا جلوہ کہ ہوش کھو بیٹھوں
تم مجھے دور سے آتی ہوئی دکھائی دو

☆

میری سانسوں میں جو بسی ہوئی ہے تیری خوشبو ہے
میری آنکھوں میں جو آئے ہوئے ہیں تیرے آنسو ہیں

☆

کل سے تم کو میں بھول جاؤں گا
کب وہ آئے گی کل نہیں معلوم

☆

یاالٰہی کر ان کا ذوق بلند
جنھیں ہم آ نہیں رہے ہیں پسند

☆

ہم اٹھیں گے جب ہماری لاش اٹھے گی
دیکھ لینا تم اک طوفان اٹھے گا

☆

جب میں آیا تھا نہ تھا کوئی بھی
اک شہر بس گیا ہے تربت پر

☆

کیوں مجھے ڈھونڈ رہے ہو لوگوں
بات یہ ہے کہ میں تو تھا ہی نہیں

☆

واقف ہوں میں تجھ سے تیری ذات سے تیری باتوں سے میں واقف ہوں
واقف ہوں میں اس دنیا کے سارے کھیل تماشوں سے میں واقف ہوں

☆

میں کہہ رہا ہوں مگر بات یہ کہنے کی نہیں
یہ جو دنیا ہے اب انسانوں کے رہنے کی نہیں

☆

زندگی ہے یا فسانہ ہے کوئی
موت میری ہے نقطہء عروج

☆

دور اندیش دل بھانپ گیا
اور میں سوچ کے کانپ گیا

☆

کیوں کرتے ہو تم اور یہ کیا کرتے ہو
خود وہ کرتے ہو جس سے منع کرتے ہو

☆

کیسا گندہ غلیظ معاشرہ ہے
یہ معاشرہ مریض معاشرہ ہے

☆

صبح کھولیں جو کھڑکیاں گھر کی
تیری یادوں کی فاختائیں اڑیں

☆

محبت کا مزہ میں چکھ چکا ہوں
محبت کرتے کرتے تھک چکا ہوں

☆

اس نے دیکھا ہمیں جب ہم نے دوبارہ دیکھا
اس سے بہتر نہ کبھی ہم نے نظارہ دیکھا

☆

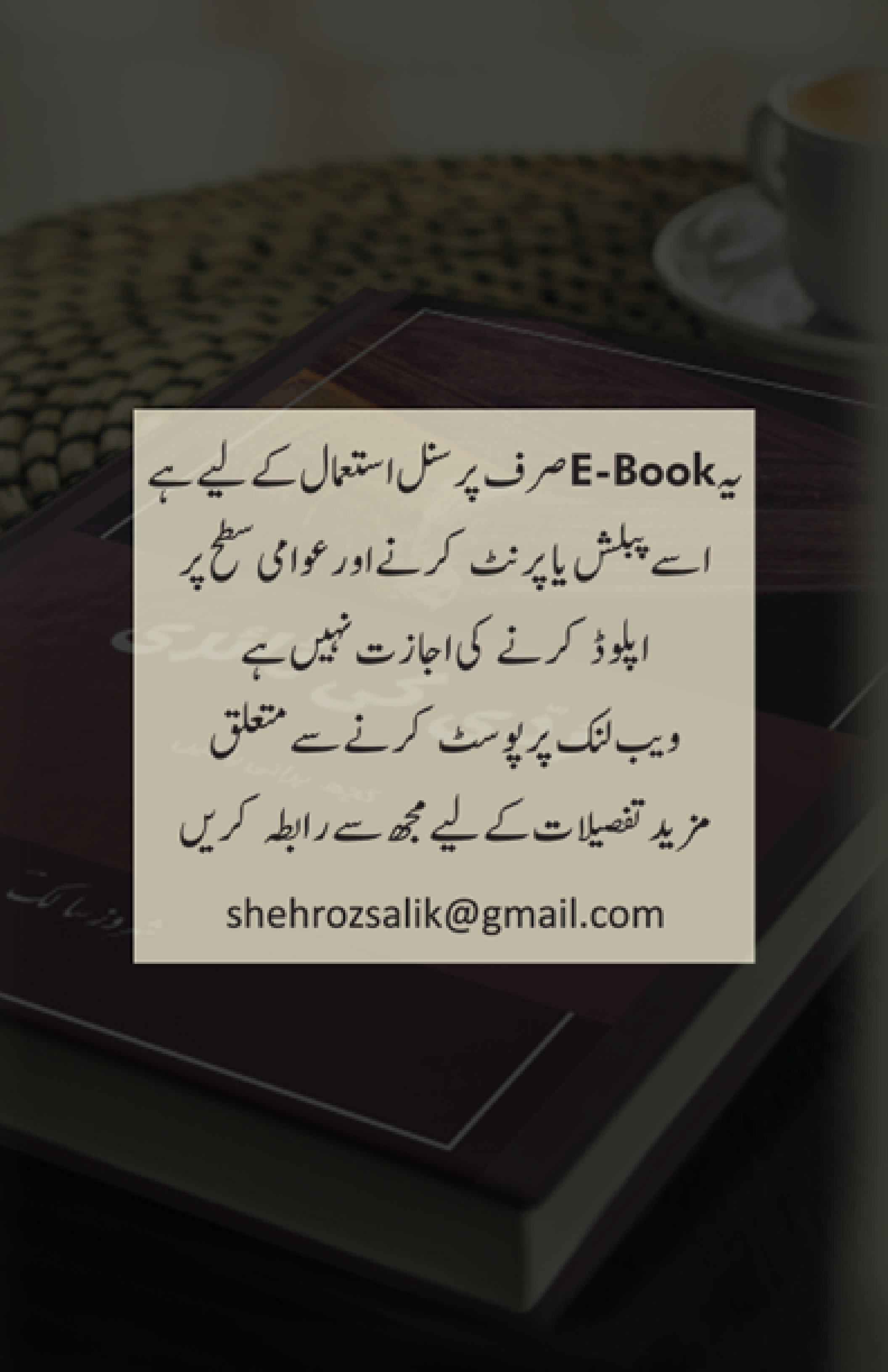
دوستوں نے کونسا ساتھ دے دیا مرا
دشمنوں نے کونسی دشمنی نکال لی

☆

ایک دن سینے سے نکالا دل
اس کے کوچے کو جارہا تھا یہ

☆

زیرِ گرداب کشتی ہے سالکؔ
راہ رو طالبِ دعا ہوں میں


یہ E-Book صرف پرسنل استعمال کے لیے ہے
اسے پبلش یا پرنٹ کرنے اور عوامی سطح پر
اپلوڈ کرنے کی اجازت نہیں ہے
ویب لنک پر پوسٹ کرنے سے متعلق
مزید تفصیلات کے لیے مجھ سے رابطہ کریں
shehrozsalik@gmail.com